الحمد للہ

نسخۂ تریاق گنجینۂ اخلاق

یعنی

فرحتکدۂ آفاق

ترجمۂ اردو

عشرتکدۂ آفاق

مصنفہ

عالیجناب معلی القاب جلالت مآب ایالت مآب راجہ راجایان مہاراجہ چندو لعل بہادر

شادان مرحوم و مغفور وزیر اعظم دولت آصفیہ

مترجمہ

راجہ راجیسور راؤ - اصغر خلف راجا اپت راؤ مہابلونت بہادر

سستان وروکنڈہ

سنہ ١٣٢٥ ھ

مطبع فخر دکن بازار افضل گنج حیدرآباد دکن میں چھپا

الحمد للہ

نسخۂ تریاق گنجینۂ اخلاق

یعنے

فرخندۂ آفاق

ترجمۂ اردو

عشرتکدۂ آفاق

مصنفۂ

عالیجناب معلی القاب جلالت مآب ایالت مآب راجہ راجایان مہاراجہ چندو لعل بہادر

شاداں مرحوم و مغفور وزیر اعظم دولت آصفیہ

مترجمہ

راجہ راجیسور راؤ بہادر اصغر خلف راجہ امانت راو مہا بلونت بہادر

سمستان دومکنڈہ

سنہ ۱۳۲۵

مطبع اختر دکن بازار افضل گنج حیدرآباد دکن مین چھپا

ڈیڈیکیشن

فرحتکدۂ آفاق (جو) عشرتکدۂ آفاق

کا اردو ترجمہ ہے

عالیجناب معلی القاب راجۂ راجایان مہاراجہ سر یمین السلطنتہ کشن پرشاد بہادر شاد
کے۔سی۔آئی۔ای۔ وزیر اعظم دولت آصفیہ ادام اللہ تعالی اقبالہٗ کے نام
نامی و اسم گرامی پر بکمال ادب ڈیڈیکیٹ کیا جاتا ہے

ڈیڈیکیٹ کرنے کے کئی وجوہ ہین:-

(۱) یہ کہ آپ اس کتاب کے مصنف راجۂ راجایان مہاراجہ چندو لعل بیکنٹھ باشی
کے نبیرہ و جانشین ہین۔

(۲) یہ کہ آپ علمی معلومات سے خاص دلچسپی رکھنے کے علاوہ اردو فارسی کے بلند پایہ
ناظم و ناثر اور علم و ہنر کے قدردان ہین۔

(۳) یہ کہ مترجم اور مترجم کے آباو اجداد آپ اور آپکے خاندان کے ہمیشہ سے
مرہون منت و ممنون احسان رہے ہین۔

شاد باش اے دل کہ آخر عقدہ ات وا میشود　　قطرۂ مامی رسد جائے کہ دریا میشود

نیازمند مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ منجانب مترجم

ہمارے ملک دکن مین خصوصًا اور تمام ملک ہندوستان مین عمومًا خاص و عام عالیجناب مہاراجہ چندولعل صاحب آنجہانی وزیر اعظم دولت آصفیہ کے اسم گرامی و نام نامی سے ضرور واقف ہون گے۔

مہاراجہ موصوف عجیب و غریب صفات حمیدہ کا مجموعہ تھے اور ان مین وہ تمام انسانی جوہر موجود تھے جو بمشکل فرد واحد مین جمع ہوسکتے ہین جس طرح ملک و مالک کے خدمات ادا کرنے انتظام ریاست کے چلانے مین وہ مشہور خاص و عام تھے' اسی طرح داد و دہش مین یگانۂ روزگار گذرے ہین جس نے اطراف و اکناف ہند بلکہ ممالک غیر مین ان کا نام نیر درخشان کی طرح روشن کردیا' انکا دربار گہربار ہمیشہ اہل علم و فضل کا مرجع و ماویٰ رہا' ان کا ایوان حاجتمندون کے لیے بہشت برین کا خوشنما باغ تھا اور ان کی خیرات ملکِ ہند مین ضرب المثل تھی۔

میرا مقصود اصلی خاصکر اس موقع پر صفات مذکور الصدر کے علاوہ ایک اور ہی شئے بسے ہے یعنی مہاراجہ موصوف علم دوست تھے اور خود ان کو

بکثرت علوم وفنون مین مہارت تامہ حاصل تھی تصوف مین ان کو صد درجہ کا شغف تھا جیسا کہ ناظرین اس کتاب مین ان کے حالات پڑھ کر معلوم کرین گے۔ ان کا انتقال ۱۲۶۱ھ مین ہوا، مادہ تاریخ یہ ہے ع

سخی و دانا گیا دنیا سے اب ہائے

سر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت وزیر اعظم ملک دکن کو بھی جو مہاراجہ چندو لعل بیکنٹھ باشی کے اخلاف مین سے ہین، ایزد متعال نے اپنے نامور مورث کے بہت. سے حصص صفات نہایت فیاضی سے عطا فرمائے ہین وہی علمی دلچسپی ہے، وہی تصوف کا رنگ غالب ہے اور وہی مذاق شعر و سخن ہے۔ جنھون نے حال ہی مین مہاراجہ چندو لعل بہادر کی کئی کتابین زیور طبع سے آراستہ کرکے شایع کی ہین، جس کی وجہ سے پبلک انکے خیالات سے فیض اٹھا سکتی ہے، ایک طرح سے تو سر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر نے اپنا فرض اولی ادا کیا کہ اپنے ایسے ممتاز و بزرگ مورث کے علمی فیض کو عام کر دیا دوسری طرف ملک ان کا شکر گزار ہے کہ اسکے ایک سابق چیدہ فرد کی علمی دولت ان کو حاصل ہوئی۔

اس ذخیرۂ کتب مین مہاراجہ موصوف کا ایک اردو کلیات شایع ہوا ہے جس مین دو ضخیم دیوان ہین جس سے فاضل شاعر کی قدرت سخن کا اندازہ معلوم ہو سکتا ہے۔ دوسری کتاب "عشرت کدۂ آفاق" ہے۔ یہ کتاب اگرچہ فارسی زبان مین ہے لیکن وہ ایک بیش بہا اور نادر تالیف ہے (جس کا یہ اردو ترجمہ ہے) جیسا کہ ناظرین مطالعہ کرین گے کہ ایک حصہ

تو ملک و مالک اور مولف کے سچے اور صحیح حالات پر مشتمل ہے جو کہ ہمارے معلومات کے لیے ایک بیش بہا ذخیرہ ہے' دوسرا حصہ حکمت و اخلاق اور فلسفہ کا جوہر ہے جو عوام و خواص کے لیے معلم شفیق اور صوفیان باصفا کے لیے مرشد کامل کا مرتبہ رکھتا ہے۔ اس مین چھوٹے چھوٹے دلچسپ قصص و حکایات کی صورت مین تصوف و اخلاق کا دریا بہا یا گیا ہے اور اس کی قدر و قیمت کا اندازہ وہی لوگ اچھی طرح کر سکتے ہین جن کو ایسے علوم و افکار سے غایت درجہ دلچسپی حاصل ہے۔

ہمیشہ سے اس مترجم کو اس قسم کے کتب اخلاق و تصوف کے مطالعہ کا شوق نہایت درجہ پر رہا ہے۔ نیز یہ بھی خیال ہے کہ اس طرح کی مفید اور دلچسپ کتابین جو کسی اور زبان مین ہاتھ لگین اُن کو اردو دان پبلک کے سامنے ترجمہ کے ذریعہ سے پیش کر دیا کرون۔ چنانچہ اسی خیال کی بنا پر زبان فارسی کی چند مفید کتابین ترجمہ کر کے پبلک کی ضیافت طبع کے لیے پیش کر چکا ہون۔ اب کہ اپنے ملک کے ایک نامی گرامی اور محسن شخص کی ایسی مفید اور منتخب کتاب ہاتھ آئی تو بے اختیار دل نے چاہا کہ اس کا ترجمہ کر کے ملک مین شایع کر دون تاکہ اردو خوان اصحاب جو فارسی زبان مین پوری دستگاہ نہین رکھتے اس کے ذریعہ سے ہمارے ملک کے سابق وزیر اعظم کے کمالات علمیہ معلوم کرین اور ان سے بہرہ مند ہون۔

علاوہ ازین ایک اور بڑی وجہ اس ترجمہ کی محرک یہ ہوئی ہے کہ مصنف ممدوح آنجہانی کی خدمت مین اس مترجم کے جدِ امجد یعنی راجہ راجیشور راؤ[1]

[1] از تاریخ یادگار لچھمن لعل، " راجہ راجیشور راؤ و رمل کرور گیری راجہ چندو لعل بہادر (بقیہ مضمون صفحہ آئندہ)

بارسوخ تھے اور آپ کی ان پر بڑی نظر عنایت تھی اور اس وجہ سے مجھ کو اس بات کا بڑا ہی فخر حاصل ہے کہ مین نے بھی اپنے خاندانی تعلقات کی بنا پر منجانب اپنے بزرگان سلف کے حق نوازش وزارت پناہی ادا کرنیکی سعی کی جس طرح عالیجناب سہ مہاراجہ مدارالمہام بہادر یمین السلطنۃ نے اپنے نامور مورث کی اشاعت تالیف سے اپنا فرض ادا کیا ہے اسی طرح اس نیازمند پر بھی لازم تھا کہ اپنے اجداد و اسلاف کے یادگار اور نام لیوا ہونے کی وجہ سے ان کی اور اپنے خاندان کی طرف سے ان توجہات بے پایان کی بنا پر بطور اظہار تشکر کے اردو زبان مین ترجمہ کرکے اپنا ضروری فرض ادا کرے۔

خداوند تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ خیال جو دل مین جاگزین ہوا تھا بخیر و خوبی پورا ہوا اور اسکی بارگاہ باعزت سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو مقبول عام کرے اور مؤلف و مترجم کی محنت کا صلہ دوسری دنیا مین حاصل ہو۔ آمین۔

راقم

راجیسور راؤ اصغر خلف اکبر راجہ امانت راو سہابلونت بہادر

ستھان دومکنڈہ

حیدرآباد دکن ۔ المرقوم ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ

ملازم گردید راجہ موصوف ہوشیاری راجہ مسطور دیدہ بذات خود تربیت نمودند۔ وقتیکہ راجہ موصوف بکارپردازی وزارت سرفراز شدند ترقی راؤ مذکور ہم نمودند" (نیز ملاحظہ حدیقۃ العالم وغیرہ)

دیباچه حضرت مصنف

حمد وثنا مراورا ارداست که قرص خورشید را منور گردانیده وشکر وسپاس حضرتش را سزاست که گروه ماه را ضیا بخشیده فکر بدست آوردن گوهر معنی بدریاے تحیر غوطه خورده سر از جیب بر نیاورده واندیشه بهدست کردن جوهر مقصود بکان کوه سر زده رنگ خون یاقوت نیافته زهره برقاصی بزمش در فلک دور تماشا و نظاره اش چشم براه حور و ملک آسمان بچتر برداریش سایه افگن بر عالم وزمین بچرن برداریش فرش زیر قدم عطارد بنشی گریش مستمند وپروین به نثارش چون سپند عقل کل شهد مغز قتش را ملسی وخرد پیر دریاے وانشش را خسی کریمیکه از ریزش نیستان کرم بحر را پر در گردانیده ورحیمیکه از تابش آفتاب رحم دربطن سنگ لعل رخشان آفریده قهاریکه مغز نمرود را به نیش پشه خراش کرده وجباریکه قارون را سنگبار خزاین بر سینه نهاده ودر قعر زمین فرو برده خالقیکه جان آفریده ونان بخشیده رازقیکه پیشتر از انکه طفل بزاید غذاے شیر از پستان مادرش جاری نماید سبحان الله انس وجان بدریافت کُنه ذاتش چون خس شعله زده خاموش وبرتبه بحر غرق گرداب تحیر هواے پریشانی بردوش

زهی ذو الجلالی که نورش از ماه تا ماهی هویداست و خهی ذو الاکرامی که ضیایش از زمین
تا آسمان پیدا هوا و رنج اورایش باهتزاز و آثار انهار بحلاوت بخشیش ممتاز
گسترخوان نعمتش بوستان جهان از میوهٔ رنگارنگ فراوان انگور از سبز بختی چون خوشهٔ
پروین سرنگون و نارنگی از خوش رنگی گلگون و انار روهن ور دیده در طلب ذایقه بخشیش
دندان طمع برآورده و انبه نباتیست خام که از باغبانی تربیتش رو به پختگی کرده خربزه
بدریوزگی لطافت در پی لطفش بسر دویده و بهی بامید بهی چون عاشقان رنگش
زرد گردیده انجیر بشگفتگی پر از نبات و فالسه به بستگی مملو از آب حیات و نیشکر علم رجحانیت
بر قند افراخته و موز بتفوق از نبات پیراهن پاره ساخته حنا بدستیاریش سرخرو
و فندق بپاداریش در تک و دو بادام از خوش نصیبی پر مغز و پسته به تر دماغی سرسبز
گل بخندیدگی در هوایش بال و پر کشاده بی سر و سامان گردیده و غنچه باین عقده کشائی
هنوز پیرهن نه دریده که رنگش پدیده گل سرخ بتماشائی رنگش عرق گلاب و گل از
صفائی لعل میگونش خراب لاله از تماشائی بوقلمونی رنگهایش داغ بدل و نافرمان
به فرمان برداریش دست بقچهٔ ارغوانی در بغل سنبل از مرغوله زلفش پر پیچ و تاب
و سوسن بزبان دانیش شاداب سبزه به تشریف احسانش سبزپوش و گل مهدی
بعطیه رنگارنگش حلقه بگوش گل شبو بر وادی جلوس نیزه بدست و گل قدوس
بپاداری سپرداریش سرمست و نسرین و نسترن بپا اندازی قدوم میمنت لزومش
فرش شده و بنفشه و یاسمین بآبیاری چشمهٔ فیضش سر از جیب برآورده نه همین
گل هویش چاک پیراهن و غنچه بزرداریش مهر بر دهن و سرو به بندگیش بر سر یک پا
استاده و نرگس بانتظارش چشم کشاده بلکه چمن در هوایش بهار بهار و بلبل در فضایش

خوش گفتار و قمری به پرستاریش طوق در گردن و طوطی به ثنا خوانیش شکر در دهن و شمع بتماشای ضیائیش ز خود گداختن و پروانه بسوزش عشق پر و بالش در سوختن۔ لمصنفه

عشقی دارم که در بیانش — پروانه هزار سوز دارد
عرضی دارم من از جنابش — دستی ز کرم بسر گزارد

زاغ و زغن به هوای بلا گردانیش در هوا سرگرم پریدن و وحوش و غزال بامید شکارش صحرا نورد و از خود رمیدن و باز بر سر دست قبولش بر سائر طائران چنگل زن و چرغ بدیهه خوان نعمتش شکارکن و هما از پرتو سایه اش ظل افگن بر شاهان و عنقا بعطای رتبه افزائیش در نظر خلائق پنهان آفتاب به تجسس ذاتش از مشرق تا مغرب سرگردان و ماه بدریافت ماهیتش با مشعل ضیای عنایت در شب تار حیران و نیل فلک کجرفتار کلک اطاعتش بسر نهاده و شیر زمانه ناهنجار رقبه بطوق رقیتش داده و دُر بعطای آبداری بموج خود غلطان و لعل بدخشان از سرخروئی بر خود نازان۔

(مناجات بدرگاهِ قاضی الحاجات)

کرا مجال که بجز عفو جرائم خواهد و کجا مقال که بغیر معذرت زبان بمغفرت گناهان کشاید اگر حرف بخشایش آرام بکجا بضاعت و اگر لفظ صبر رانم کجا قناعت۔ پس چگویم به که نگویم راهی که بخودی بپویم و بجویم تخمی نه کاشته ام که امید در و ثمرینکی دارم و شاخی بیار نیاورده ام که قدم بسایه اش گزارم۔ لمصنفه

دل می تپد ز شوقت انصاف ده خدارا
ریش جگر که دارم مرهم بنه خدارا

دلم در ہوایت آویختہ جانش دہ دسترم سرفراز کردہ دستے بروے نہ خدایا
ہمہ توئی من کیستم وچون ہمہ توئی پس از من چہ میخواہی ومن چیستم۔ خدایا مور ضعیفم
در راہ بس دور چسان رسم بمنزل مقصود مکن مہجور خدایا کجات جویم کہ ہمہ جا توئی
وچسان رانم برزبان حدیث دوئی خدایا اسرے دہ کہ براہت سایم وجائے دہ
کہ نثارت سازم۔

در نعت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درود نامعدود برسرور کائنات کہ لولاک لما خلقت الافلاک درشان او
صلوٰۃ زاکیات بر خلاصۂ موجودات کہ خاتم المرسلین وخاتمۂ کتاب مستطاب
رسالت بنام ونشان اوست ہر قدر ستایش کنم خودم بجاست وہر گونہ صفاتش برزبان
رانم سزاست زبان قاصر وقلم کوتاہ بر ترازان ذات باری اللہ اللہ وبر آل
واصحابش اجمعین کہ طیبین طاہرین اند۔

اما بعد چنین گوید نیازکیش درگاہ ذوالجلال راجہ چندولعل کہ ملوث وآغشتہ
بحشمت دنیاے بے اعتبار ونعمت جہان ناپائدارست کہ دنیا بشابہ سرابیست
در طلب آبش تشنہ کامیم وخواب یا خیالیست از ذوق غفلتش مدہوش مدامیم
لمصنفہ

چو مینا پنبہ در گوشیم ومدہوش
زہستی راہ گم کردہ فراموش

قیامش از رم چشم غزالان وحشت انگیز تر وثباتش آزادی ادا ری کاروان مقصود
حقیقتش بے حقیقتی باشد ہر کہ گوید حقیقتش داند آن ماند کہ ہیچ نداند۔ اگر چشم

بصیرت نگری آسائشی در خواب یا خیالی باشد که کسے حکایت در وے راند المصنفہ

راہیست دراز و بار بر دوشں

در خواب بموازخودی فراموشں

لہذا اکثر اوقات بسماعت احوال بزرگان و بیان معانی اشعار برگزیدگان مصروف
گشتہ با علما و شعرا و حکمائے اطراف و اکناف عالم کہ وابستہ و دل بستہ و دیگر
منصبداران کہ صاحب درک رسا و حاوی فطرت و ذکا شریک بزم بودند نشستہ
از ہر در سخنے و بہر جا حکایتے راندہ ہمگی بالاتفاق مُصر برینکہ نبذے از احوال خود
با چند غزلیات و حکایات بقلم آرم اگرچہ این قدر استعداد نبود بلکہ بے بضاعت
محض بودم اما بمضمون رد السوال ممنوع مسئول میر امجد علی خان و مردان علیخان
و ابو محمد خان و شرف الدین خان و حکیم شفائی خان و حکیم میر سلامت علی خان
و حکیم باقر علی خان و حکیم مرتضے خان و حکیم عباس علیخان و حکیم یادگار علیخان
و حکیم میر باقر و حکیم عافیت طلب خان و حکیم لطف حسین خان و حکیم اکبر حسین
خان و حکیم محمد تقی خان و شیخ محمد حفیظ و جامع المعقول و منقول مولوی
ابو تراب و مولوی محمد حسین و مولوی غلام حسین خان و مولوی ملا محمد فایض و
حاجی ملا محمد علی ساعز و میرزا محمد طاہر المتخلص بہ نیری و حسین علیخان ایما و حافظ
تاج الدین مشتاق و ذوالفقار علیخان صفار میر عنایت علی و خواجہ ہمت علیخان
ہمت و مرزا عابد بیگ خان ظہور و غلام ضامن اکرم و میر مفتون وغیرہ باجابت
مقرون ساختہ بتحریر این رسالہ پرداختہ مسمی بہ "عشرتکدۂ آفاق" گردانیدم
لمصنفہ

عشرت کہ در زمانہ صد گونہ لطف دارد
تصنیف را مسمی عشرت کدہ نمودم

واین رسالہ مرتب بسہ فصل کردم:۔

فصل اول:۔ احوال خاندان آصفیہ (ایّد اللہ دولتہ الی قیام القیام وابد اللہ حشمۃ فی تمادی الایام) اور اپنے آبا و اجداد کرام کے مختصر بیان مین۔

فصل دوم:۔ اون غزلیات و رباعیات اور افراد کے ذکر مین جو فی البدیہہ کہے گئے ہین۔

فصل سوم:۔ عجیب حکایتون اور نادر نکتون کے تذکرے مین (و للہ التوفیق والیہ المستعان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اوّل.

حالات قدر قدرت قضا انتظام جم احتشام نواب سکندرجاہ بہادر

اس ضمن مین یہ نیاز کیش کچھ اپنا حال بھی قلمبند کرتا ہے۔ آباواجداد کا وطن مالوف (جو کھتری مہرو کی قوم سے تھے) لاہور تھا جہان وہ بڑے بڑے عہدون سے سرفراز تھے یہان تک کہ حضرت عرش آشیان جلال الدین محمد اکبر باوشاہ کا زمانہ آیا اور وزیر اعظم راجہ ٹوڈرمل بہادر (قوم کھتری تن وھن نے جو قرابت سببی رکھتے تھے لاہور سے طلب کرلیا پھر تو وہ سب نسلاً بعد نسلٍ شاہ جہان آباد ہی مین متمکن ہوگئے اور سلاطینِ عظام کی خدمت مین رہ کر عہدہائے جلیلہ پر سرفراز ہوتے رہے فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے عہد مین جد امجد راے مول چند حضور کی باریابی سے سرفراز تھے۔

جب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ بہادر دکن کیجانب روانہ ہوے تو واقف کار لوگون نے اون سے عرض کیا کہ کاروبار مملکت کے انتظام کے لیے راے مول چند کو ساتھ لینا چاہیے جس کو انھون نے قبول کیا اور راے مذکور ہمراہ رکاب حیدرآباد مین وارد ہوے اور پہنچتے ہی

تعلقہ کروڑگری کے افسر اعلیٰ کی خدمت سے سرفراز کروائے گئے جس پر وہ
تاحین حیات سرفراز رہے۔

ان کے بعد جد اکرم رائے لچھمی رام اپنی موروثی تعلقداری پر سرفراز ہوئے وہ ناصر جنگ شہید کے ساتھ سفر مین بھی تھے اس کے بعد امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد مین بھی اسی عہدہ جلیلہ پر ممتاز و سربلند رہے رائے موصوف اس زمانہ مین اپنی دیانت وصداقت کے لیے اعلیٰ شہرت رکھتے تھے یہان تک کہ عالیجناب معلے القاب نواب نظام علی خان بہادر آصف جاہ ثانی کا عہد پر معدلت آیا۔ اسوقت بھی رائے موصوف اپنے موروثی عہدہ پر سرفراز رہے لیکن دیوان نواب موصوف اور راجہ بہادر سے مخالفت پیدا ہو جانے کی وجہ سے رائے موصوف نے عرصہ تک گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ راجہ بہادر کے بعد جب نواب رکن الدولہ بہادر دیوان مقرر کئے گئے تو شمشیر جنگ بہادر کے استصواب سے پھر رائے موصوف اپنے تعلقہ موروثی پر سرفراز کیے گئے۔ اسی حالت مین رائے موصوف نے بمرض اسہال رحلت کی۔
ان کی رحلت کے وقت ان کے پانچ فرزند ارجمند تھے۔

(۱) رائے نانک رام (۲) رائے نارائن داس (جو اس نیازمند درگاہ الٰہ کے والد ماجد تھے) (۳) رائے رگھناتھ داس (۴) رائے بھوانی داس (۵) رائے موہن لعل۔ یہ تمام اصحاب صرف کار دانی و امور مملکت مین حسن انتظام کے لیے مشہور و معروف نہ تھے بلکہ علوم و

فنون مین درک رکھنے کی وجہ سے تمام اماثل و اقران مین پایۂ بلند رکھتے تھے
راے نانک رام اپنی عمر و لیاقت کے اعتبار سے سب مین بزرگ تھے
اور وہی اپنے تعلقہ موروثی پر سرفراز کیے گئے اور سترہ سال کی مدت تک وہ
اسی عہدہ پر مامور رہے۔ راے موصوف جشن و عیش کے منانے کیلئے
محفلین منعقد کیا کرتے تھے اور اپنے عہد مین اس بات کے لیے مشہور
و معروف تھے فقرا و صلحا و اولیا کا بڑا لحاظ کرتے اور بزرگون سے خاص
عقیدت رکھتے تھے۔ مولا علی کے عرس مین کوہ شریف پر بڑی دہوم سے
جشن مناتے تھے۔

اس عرس کی یہ کیفیت ہے کہ ہر سال ۱۷ رجب کو بلدہ و اطراف کے تمام
امیر و غریب ہندو مسلمان جوق جوق کوہ شریف کو جاتے ہین جو بلدۂ فرخندہ بنیاد
سے ۶ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اور ان کا مجمع نہایت شاندار ہوتا ہے
قریب قریب دس لاکھ آدمی کوہ شریف پر جمع ہو جاتے ہین اژدحام کا یہ حال
ہے کہ ایک بالشت زمین بھی خالی نہین رہتی بلکہ کوہ شریف کے اطراف
و جوانب مین تین کوس تک یہ مجمع مور و ملخ کی طرح پھیلا رہتا ہے کہ راہ چلنا
دشوار ہو جاتا ہے۔

راے موصوف اپنے تمام رفقا کے ساتھ کوہ شریف کو تشریف لیجاتے
اور چار دن وہین مقیم رہکر نذر و نیاز مین مصروف رہتے تھے نیز فقراے ہندو
و مسلمان خصوصاً جگم گوسائین بیراگی اداسی جوگی برہمن وغیرہ کی خدمتگزاری
مین ہر وقت مشغول رہتے تھے۔ جگناتھ بالاجی بنارس اودہ بندرابن

پر آگ گیا مین ہنود کے معابد کی امداد کرتے تھے جس کے لیے انھون نے
سدابرت قائم کیا تھا جس کو فارسی مین اخراجات صادر و وارد کہتے ہین - انکو
اخراجات کے لیے مبلغ ۱۰ لاکھ روپیہ ساہوکار کے پاس جمع کر دیا تھا
جس کے منافع سے خرچ کی رقم ادا کی جاتی تھی - یہ نیازکیش بے بضاعت
بھی ان مقامات مذکورہ مین اپنی طرف سے سدابرت قائم کیے ہوسے ہی
لیکن اخراجات ہر مہینے نقد بہ نقد ارسال کرتا ہے -
راے موصوف کو علما و فضلا کی صحبت بہت پسند تھی روز و شب تذکرۃ الاولیا
اور نفحات الانس سنا کرتے تھے اور اکثر اس نیازمند اور راجہ گوبند بخش
بہادر کو مخاطب کر کے نکات توحید بیان کرتے تھے بلکہ جو کچھ کہ مجھے
حاصل ہے وہ سب انھین کے فیض صحبت اور تعلیم کا نتیجہ ہے اور وہ
مجھ پر اس قدر التفات ظاہر کرتے تھے کہ اپنے بیٹے راے لکپت راے
بہادر پر بھی اتنی توجہ نہ کرتے تھے - راے لکپت راے بہادر بھی اپنے
والد بزرگوار کی وفات کے بعد سات برس تک اپنے عہدۂ موروثی پر
سرفراز رہے اس کے بعد بمرض اسہال عالم جاودانی کو سدھارے -
ان مین بفضلہ ہر ایک صاحب اولاد و احفاد تھا چنانچہ راے نانک رام
بہادر کے ایک صاحبزادے راے لکپت راے تھے اور والد ماجد
کے دو لڑکے تھے ایک تو یہ نیازمند اور دوسرے راجہ گوبند بخش جو
آج کل صوبہ داری برار اور اورنگ آباد پر حضور کی جانب سے سرفراز ہین
راے رگھناتھ داس صاحب کے دو لڑکے تھے ایک کا نام رام جی تھا

جو انتقال کر گیا دوسرے راے ستیل داس ہین جو ایلگندل کی تعلقہ داری پر سرفراز ہوے ہین اور چار ہزار سوار کے ساتھ مفسدون کی تنبیہ پر مقرر کیے گیے ہین۔

راے بھوانی داس صاحب بھی ایک لڑکا رکھتے ہین جس کا نام راے بالکشن ہے اور شجوس الامرا بہادر جاگیردار کے یہان کارپرداز ہین شمس الامرا بہادر کی جاگیر ۲۳ لاکھ کی ہے اور سات ہزار کی جمعیت سرکار دولت مدار کی جانب سے رکھتے ہین۔ راے موہن لعل صاحب کو خداوند قدیر نے ایک لڑکا دیا تھا جو انتقال کر گیا ہے۔

یہ نیازمند دس سال کی عمر کا تھا کہ والد ماجد نے دنیا سے رحلت کی اور عموے بزرگوار یعنی راے نانک رام بہادر نے میری پرورش اپنے ذمہ لی۔ جب نواب غفران مآب بہادر مہم ٹیپو سے فارغ ہو کر بلدہ فرخندہ بنیاد کی طرف راہی ہوے اور مقام بیدر مین چھاؤنی ڈالی تو یہ نیازکیش بھی ہمراہ رکاب تھا اس کے بعد یہان سے سواری آگے بڑہی اور جب کہ نیابت صوبہ داری ناظم جنگ بہادر کے سپرد ہوئی تو ان کے ہمراہ فدوی محالات تماپٹیھ اور اودگیر کا انتظام کرتا تھا۔

جب حضور پرنور نے جنگ مرہٹہ سے فارغ ہو کر بلدہ کی طرف مراجعت کی تو یہ فدوی استقبال کے لیے نکلا تھا۔ اور ارسطو جاہ بہادر جو اپنے زمانہ کے ارسطو تھے بعض امور دولت خواہی کی بنا پر پونہ مین مقیم ہو گیے اور اگرچہ اس موقع پر اکثر بندگان درگاہ نے اپنے کو پیش کیا لیکن جو کچھ منظور خدا تھا

وہ پیش آیا۔ اس کے بعد ایک دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ نواب عالیجناب بہادر کے فرزند اکبر عالی جاہ بہادر نے علم بغاوت بلند کیا سدا شیو ریڈی زمیندار نے جو ایک معمولی حیثیت کا زمیندار تھا عالیجاہ کو بغاوت پر ابھارا اور ایسے وقت جب کہ کسی کو گمان بھی نہ تھا یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا بندگان عالی نے اس فتنہ کو فرو کرنے کے لیے نواب میر عالم بہادر سے (جو علامہ زمان اور عاقل دوران تھے) مشورہ طلب کیا اور یہ قرار پایا کہ میر عالم بہادر جمعیت کثیر کے ساتھ اس بغاوت کو فرو کرین۔ الغرض جس وقت کہ باغیون نے قلعۂ بیدر کو اپنے قبضہ مین کیا تھا نواب موصوف تعقب کنان اجل معلق کی طرح سر پر جا پہنچے اور قلعہ کو باغیون کے تصرف سے نکال لیا۔ مفسدون نے اپنی ہزیمت دیکھکر راہ فرار اختیار کی اور بیدر سے ضلع خجستہ بنیاد مین داخل ہوے۔ لیکن میر موصوف نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور آخرالامر عالی جاہ کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے لیا اور بلدۂ حیدرآباد کی طرف راہی ہوے۔ لیکن راستہ مین عالی جاہ بہادر نے زہر کھا کر اپنا کام تمام کر لیا اور میر موصوف فتح و فیروزی کے ساتھ حیدرآباد مین داخل ہوے اور حضور اقدس کے روبرو پہنچکر قدمبوس ہوے۔ میدی امام خان قلعدار بیدر کی غفلت کی وجہ سے بیدر پر باغیون کا قبضہ ہو گیا تھا اس لیے وہ ماخوذ کیا گیا اور سخت عتاب نازل ہوا۔

اس زمانہ مین نواب شمشیر جنگ بہادر کو بندگان عالی سے بڑی خصوصیت تھی اور اس وجہ سے وہ ناظم بلدہ اور کرورگیری کے تعلقدار کی خدمت پر

سرفراز کیے گئے اور اس نیاز کیش کو حضور والا نے کارپردازی کی موروثی خدمت پر سرفراز فرمایا۔ اس زمانہ مین سرحدی مقدمات پر غلبہ کی گرانی سے انتہا تھی لیکن بافضال الٰہی فدوی کے جدوجہد سے روز بروز غلہ بڑھتا گیا اور کمی نہ ہونے پائی۔ اس امر پر اعلیٰ حضرت کی نظر عنایت فدوی پر زیادہ مبذول ہوگئی۔ اور ہردم نئے نئے عنایات کا ظہور ہونے لگا اور جب ارزانی غلہ کی خبر ارسطوجاہ بہادر کو پہنچی جو پونہ مین اقامت گزین تھے تو انھون نے ازراہ عنایت بیش ازبیش مراسم مہربانی کا آغاز کیا۔

اتفاق زمانہ سے پنڈت پردھان کا حال دگرگون ہوگیا اور ایک جدید انقلاب معرض ظہور مین آیا ارسطوجاہ بہادر موقع کے منتظر تھے اپنی رہائی کی تدبیر نکال لی اور ممالک محروسہ مین داخل ہوے اور چونکہ تعلقدارون کا عزل ونصب مدنظر تھا اس لیے اس کارروائی کو انھون نے جاری کیا اور مظفر الملک کو معزول کرکے تعلقات نلکنل ویول قدرہ کویل کنڈہ منل گڈہ امرآباد کوول وغیرہ کی سند تعلقداری اس نیازمند کو روانہ کردی جن کی طول مساحت دریاے کشنا سے لیکر فرخ نگر تک ہے جب یہ سند فدوی کے پاس پہنچی تو حضور والا مین جاکر عرض کیا کہ بغیر میری درخواست وطلب کے ارسطوجاہ بہادر نے سند روانہ کی ہے اب جیسا حضور والا کا ارشاد ہو معاً زبان مبارک سے مبارکباد کا لفظ نکلا اور فدوی آداب شکریہ بجالایا اور اپنی طرف سے نائبون کو ضبط وعمل محالات مذکور کے لیے روانہ کردیا۔ تھوڑی ہی مدت مین ارسطوجاہ بہادر محمدآباد بیدر کا

چوتھہ وصول کر کے (جس پر پنڈت پرو معان کا قبضہ تھا) بندگان عالی کی خدمت
مین آپہنچے۔ درحقیقت نواب قضا قدرت کا عہد مبارک ہر روز عید اور ہر شب
شب برات تھا۔ مزاج مین خوشی خرمی کا زیادہ غلبہ تھا۔ ادنی ادنی تقریبون
پر عیش و عشرت کے جشن منعقد کیا کرتے تھے جس مین امرا منصب و خطابات
سے سرفراز ہوتے تھے اور تمام کافۂ انام انعام و اکرام سے مالا مال ہوتے
تھے۔ قوالون اور طائفون کو فیاضی سے انعام ملتا تھا اور علما و فضلا کی
قدردانی مین کمی نہوتی تھی غربا و مساکین کو بہت کچھ مال و زر تقسیم ہوتا تھا۔ الغرض
والاجناب نواب عالی جاہ بہادر کے اطوار و افعال اور خلق عام اس قدر
پسندیدہ اور ہر دلعزیز تھے کہ اس کی شرح کرنا قدرت بیان سے کہین
باہر ہے۔

اسی زمانہ مین راے لکپت راے فرزند راے تانک رام کو عہدۂ
کرورگیری سے سرفراز کیا گیا اور چونکہ تعلقات کڑپہ مین مظفر الملک نے دست درازی
شروع کی تھی اس لیے اس کی تنبیہ کے لیے چار ہزار سوار کی جمعیت سے
روانہ ہوے اور کامیابی کے ساتھ مع الخیر واپس بلدہ ہوے اس ضلع کے
بڑے بڑے سرکش زمیندار راجہ چتول وغیرہ کی بخوبی بیخکنی ہو گئی اور ان کا ملک
اولیاے دولت کے قبضہ مین آگیا۔

اتفاقات زمانہ سے سرکار عظمت مدار کمپنی انگریز بہادر سے تعلقات
جدید قائم ہوے اور انگریزی پلٹن امداد کے لیے مقرر ہوئی۔ نواب ارسطو
جاہ بہادر نے انگریزی جمعیت کے لازمی اخراجات کے انتظام کے لیے

میر عالم بہادر جیسے دولتمند کو گُتی بلہاری کی طرف روانہ کیا کہ اس ضلع کا بندوبست
کرین اور آمدنی وصول کرکے جمعیت انگریزی کے اخراجات کا انتظام
کرین اور اس نیازمند کو چونکہ میر عالم بہادر کے مزاج مین بڑی رسوخیت
حاصل تھی اس لیے اس مقام کی درستی و انتظام پر مقرر کیا گیا حتی کہ تعلقات
مذکورہ او ہونی سے لیکر کڑپہ تک انگریزی کمپنی کو واگزاشت کرنے کے
بعد حسب الطلب حضور بندگان عالی فدوی بارگاہ اقدس مین حاضر ہوگیا
اور چونکہ اس اثنا مین راے لکپت راو بہادر نے رحلت کی تھی اسلیے
حضور والا نے ازراہ مراحم خسروانہ تعلقہ موروثی پر فدوی کو مقرر کیا۔

اس کے بعد شہزادۂ عالی مرشدزادۂ آفاق نواب سکندر جاہ بہادر
کی شادی بڑی دہوم دہام سے رچائی گئی اور ایسے عظیم الشان طریقہ سے
یہ رسم ادا ہوئی کہ جس کی مثال چشم فلک نے بھی اب تک نہ دیکھی ہوگی
جابجا محفل عیش و سرور منعقد ہوے ماہرویان پریچہرہ کا رقص و سرود
دلکش ترانے لے رہا تھا گھر گھر شادی تھی اور خانہ بخانہ جشن تھا۔ دستر خوان
کا انتظام ایسا وسیع کہ ہر کہ و مہ کے گھر پر پہنچایا گیا اور حتی کہ لوگون نے کہانے
انبار جمع کر دیا تمام ملازمین منصبدار اور جاگیردار اور فوجی لوگون کو ترقی تنخواہ
و منصب ہوئی۔ نواب ارسطو جاہ بہادر کو خاص طور پر اس جشن مین عزت
دی گئی۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی حضور والا نے بڑے جشن منا چکے
تھے اور دوسرے شہزادہ عالیجاہ بہادر اور نیز شہزادیون کی تقریبیں
بھی خوب خوب جشن منایا جا چکا تھا لیکن اس جشن کو ایک بھی

اس طرح جشن سالگرہ مبارک بھی بڑی دہوم دہام سے منایا جاتا ہے اور تمام مشاہیر جو اپنی قسمت آزمائی کرتے ہین حضور والا کے جود وکرم سے بہرہ مند ہوتے ہین - لیکن زمانہ کی حالت کبھی ایک طرح پر نہین رہتی اور خوشی غم و اندوہ سے بدلتی رہتی ہے - مزاج وہاج مین عارضہ پیدا ہوا اور روز بروز طبیعت جادۂ اعتدال سے گرتی گئی اور آخرکار بتاریخ ۱۷ ماہ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ داعی اجل کو لبیک کہا -

کرد از جہان جو مہر رئیس دکن غروب
آفاق سر بسر شدہ تاریک در نظر

آنجناب غفران مآب کے محامد و اوصاف حیطۂ تقریر و تحریر سے بیرون ہین - انہون نے اپنے زور بازو سے ملک دکن کا کما حقہ انتظام کیا - ناصر جنگ شہید کے بعد امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر نے انتظام شروع کیا لیکن ملک کی حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی - اور ارکان سلطنت مین تزلزل واقع ہوگیا - یہ حال دیکھکر نواب غفران مآب نے بنفس نفیس ریاست کا انتظام اپنے ہاتھ مین لیکر ریاست کو رونق تازہ دی - ٹیپو کی مہم ایک عظیم الشان معاملہ تھا لیکن والا جناب نے انگریزی کمپنی بہادر کے اتفاق سے اس مہم کو انجام دیا اور ازراہ بیدار مغزی و دور اندیشی انگریزی کمپنی سے متعدد عہد نامہ جات قرار دئے جس سے رسم بیگانگی اور قطع رشتہ کا خیال بالکل جاتا رہا - ابتداے جلوس سے ایام وفات تک صدہا شکستین غنیم کو دی گئین اگر اس کی کیفیت مفصل

زیر قلم لائی جاے تو ایک مبسوط کتاب درکار ہوگی چنانچہ میر عالم بہادر نے ایک کتاب مین حالات تحریر کیے ہین جس کے شکریہ سے نیازمند کبھی باھر نہین ہو سکتا۔

اس حادثۂ جانکاہ بعد نواب ارسطو جاہ بہادر نے اہالیان ملک کی اتفاق اور نواب ثابت جنگ بہادر رزیڈنٹ کے مشورہ سے رستم دوران افلاطون زمان سکندر ثانی نوشیروان معدلت ؎

خوش طالعیست ببین کہ آفتاب
ہمتا و نظیر خود ندارد

رفیع منزلت رستم ثانی نے ؎

بیارم دست آن سلطان جم جاہ
بسر بگذاشت تا بگذشتم از ماہ

نواب سکندر جاہ بہادر ساعت سعید مین سریر آراے سلطنت ہوے۔

فلک گفت احسن جلوس سکندر | سر سرکشان باد محتاج این در
الٰہی بصد شادی و شادمانی | عروس جہان بادش از مہر دلبر

ارسطو جاہ بہادر خدمت مدار المہامی سے سرفراز کیئے گئے لیکن ایک سال سے زیادہ کا زمانہ نہ گزرا تھا کہ ان کی عمر اختتام کو پہنچ گئی اور راجہ اندر بہادر جو معز الیہ کے پیش دست تھے مہام ریاست کے منتظم قرار پاے لیکن وہ اس بار گران کے اٹھانے کے متحمل نہ ہو سکے۔ جب نواب گورنر جنرل بہادر کو غفران مآب کی رحلت کی خبر پہنچی تو تعزیت کے لیے خریطہ روانہ

کیا اور ارسطوجاہ بہادر کی رحلت کی خبر پہنچی تو اونھون نے میر عالم بہادر کے مدار المہامی پر مقرر کرنے کا مشہورہ حضور پر نور کو دیا اور حضور والا نے از راہ شفقت میر عالم بہادر کو خلعت سے سرفراز کیا۔

راجہ مہی پت رام کو بندگانعالی نے برارمین روانہ کیا تھا لیکن اپنی بدخصالی کی وجہ سے وہ برار مین نہ ٹھہرا۔ اس حکم عدولی پر وہ معرض عتاب مین آیا اور معزول کردیا گیا جس پر وہ قلعہ شکر کی طرف راہی ہوا۔ صوبہ برار اور اورنگ آباد مین چونکہ کوئی صوبہ دار نہ تھا اس لیے نواب میر عالم بہادر نے کپتان طامس سدنہام بہادر کے اتفاق سے عزیز القدار راجہ گوبند بخش بہادر کو حضور لامع النور سے خلعت صوبہ داری عطا کرایا اور دس ہزار کی جمعیت مع دس ہزار سواری باربرداری کے راجہ موصوف روانہ ہوے۔

اس کے بعد حضور والا کے مزاج مین چونکہ سیروشکار کا میلان زیادہ تھا اس لیے وہ سرورنگر مین نہضت افروز ہوے۔

نواب میر عالم بہادر منیر الملک بہادر شہریار الملک بہادر۔ اعتصام الملک بہادر۔ حسام الملک بہادر۔ امجد الملک بہادر اور بہرالملک بہادر وغیرہ اور دیگر اعزہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے اور جن کو شکار شدہ چرند پرند تقسیم کیے گئے اور ان رتبہ اعزاز کے ساتھ بڑھایا گیا۔

حضور اقدس کا مزاج والا علم عربی کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہے چنانچہ اکثر میر عالم بہادر کو عربی زبان ہی مین مخاطب کرتے ہین۔ تمام علماے فن حضور والا کے بیان وارشاد کو نہایت قیمتی تصور کرتے ہین۔

نواب میر عالم بہادر چار سال چار مہینہ اور ۱۷ روز تک اس عہدۂ برگزیدہ پر فایز رہے کہ یکایک ایسا مرض پیدا ہوا کہ اونھون سنے داعی اجل کو لبیک کہا۔

از خلق نیک لطف بعالم نموده بود
حیرت ز رحلتش همه آفاق را گرفت

ان کی وفات مسرت آیات کا تمام باشندگان ملک کو افسوس ہوا۔ نواب موصوف کے اوصاف حسنہ کی یہ انتہا ہے کہ اونھون سنے زمانۂ مدار المہامی مین جو کچھ حاصل کیا وہ رفاہ عام مین خرچ کر کے سرمایہ جاودانی حاصل کیا۔ چنانچہ انھون سنے دریاے موسی کا کٹہ تعمیر کرایا اور میر ساگر (یعنی میر عالم کے تالاب) کے ذریعہ سے تمام شہر مین پانی پہنچایا۔ انھون سنے مہاسنہرا دبلدہ سے بجواڑہ تک جو دریاے کرشنا کے متصل ہے اور مغربی جانب ہمنا باد تک) بنوا دیا۔ بندگان عالی کی رونق افزائی کے لیے نیز ساکنان شہر کی تفریح کے واسطے دریاے موسی کے کنارے بارہ دری بنوایا۔ کربلاے معلی کی تعمیر حصار و نہر حسینہ کے اجرا کے لیے بہت کچھ اخراجات بذریعۂ علما کے روانہ کیے۔ بندگان والا کو جب اس سانحۂ درد انگیز کی اطلاع ہوئی تو وہ نہایت متاسف ہوے اور فوراً مس نیاز کیش کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ انتظام ریاست کو کس کے ہاتھ سے چلانا چاہیے۔ الغرض اس ماجرا سے کپتان سدنہام بہادر کو اطلاع دیدی گئی۔ وہ دربار مین آئے اور عرض کیا کہ تمام حالات سے نواب گورنر جنرل بہادر کو اطلاع دیدی گئی ہے۔ بعد چندے نواب گورنر جنرل بہادر کا خریطہ مشعر بہ تعزیت وصول ہوا۔ اور

نواب منیر الملک بہادر جو میر عالم بہادر کے داماد تھے مدار المہامی کی خدمت جلیلہ کے مستحق قرار دیئے گئے۔ مگر کل انتظامی امور کا اقتدار نیاز کیش کے قبضۂ اقتدار میں رکھا گیا۔ خداوند تعالیٰ کی مدد و مہربانی سے یہ نیاز کیش شب و روز کار ریاست میں مصروف اور بندگان عالی کی رضاجوئی کا ہر دم و لحظہ خواہاں رہتا ہے اور نہایت آرام و عیش کے ساتھ سایۂ ہما پرور میں زندگی بسر کرتا ہے۔

حضور بندگان عالی کے خاطر فیض مآثر میں ایک عالی شان محل کی تعمیر کا خیال گزرا پس ۱۲۳۳ھ میں نوید محل کا بننا شروع ہوا۔ اس کی ختم تعمیر پر بہت بڑا جشن منایا گیا جس میں تمام اکابر و اعالی و ادنیٰ شریک تھے۔

جب انتظامات ملکی سے فراغت کلی حاصل ہو گئی تو حضور والا نظام آباد کی طرف بغرض سیر روانہ ہوئے اور دو ماہ تک سیر میں مصروف رہکر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے اور از راہ خانہ زادی فدوی کو خواصی میں بیٹھنے کی عزت بخشی۔

نواب کپتان سد ہام بہادر نے معروضہ پیش کیا کہ حضور والا ان کی فرودگاہ پر قدم رنجہ فرما کر عزت افزائی کریں۔ حضور بندگان عالی نے ان کا معروضہ قبول کر لیا اور بڑے شان و شکوہ کے ساتھ نواب موصوف کے گھر تشریف فرما ہوئے اس خوشی میں کپتان موصوف نے آتشبازی بڑے دھوم سے چھٹرائی اور نذر میں ایک ہاتھی اور جواہرات گرانبہا پیش کئے۔ حضور والا نے چندے توقف فرما کر راہ معاودت اختیار کی۔

اتفاقاً بوجوہ چند نواب گورنر جنرل بہادر نے کپتان سدرلینڈ بہادر کو طلب فرمایا جو حضور والا کی خدمت مین رخصت کے لیے حاضر ہوے اور جاتے وقت پاندان رخصتی دیا گیا۔ اس کے بعد وہ فدوی کے بھی مکان پر رخصت ہونے کے لیے تشریف لاے۔

نواب ثابت جنگ بہادر کپتان موصوف کے قائم مقام ہو کر تشریف لائے۔ نواب موصوف حضور والا کی خیر خواہی مین بڑی شہرت رکھتے ہین اور اس ریاست کے قدیمی خیر خواہون مین شمار ہوتے ہین۔ ان کے آنے سے ان کے تمام دوستون کو بڑی خوشی ہوئی۔ اور نواب منیر الملک بہادر کے ساتھ یہ نیازکیش نواب ثابت جنگ بہادر کا استقبال کر کے حضور والا مین لایا۔ حضور نے دست شفقت ان کے سر پر رکھا اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا بعد ازان فدوی کے دل مین یہ آیا کہ برخوردار راجہ بالا پرشاد کی تقریب شادی کو انجام دے۔ الغرض اس کا آغاز ربیع الاول ۱۲۲۸ھ سے کیا گیا اور کافۂ انام کو جشن مین شریک کیا حضور بندگان عالی سے بھی درخواست کی کہ ازراہ خانہ زاد پروری فدوی کے یہان قدم رنجہ فرمائین حضور والا نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور خانہ نیازکیش کو قدوم میمنت لزوم سے منور کیا۔ نیازکیش نے فرق مبارک پر دل کو تصدق کیا اور مال کو پیشکش و پاانداز کیا۔

زشادی ببالیدم از پیرہن
چو گلہا کہ تازہ شوند در چمن

اس رونق افزائی کا مفصل حال لکھا جاے تو دفتر چاہیے۔ مزید ظرفہ عنایت یہ کہ جناب بخشی بیگم صاحبہ قبلہ و تہنیت النسا بیگم صاحبہ قبلہ نیز تمام محلات بھی ساتھ تھے کچھ عرصہ تک محفل رقص ملاحظہ فرماتے رہے اس کے بعد آتشبازی کا تماشا دیکھکر مراجعت فرماے۔ اس کے بعد فدوی نے نواب ثابت جنگ بہادر اور دوسرے صاحبان عالیشان کو تکلیف دی سب نے قدم رنجہ فرمایا۔ نواب منیر الملک۔ شمس الامرا بہادر۔ شہریار الملک بہادر۔ حسام الملک بہادر بھی زینت بزم تھے اور تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت موجود تھے۔ قریب تین ماہ تک سلسلۂ شادی جاری رہا اور عام و خاص کو کھانا تقسیم ہوا اور شب گشت کی رات کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مع جلوس و جمعیت گشت ہوئی۔ بفضل خدا سے جو آرزو کہ دل مین تھی پوری ہو گئی۔ جشن کا مفصل حال لکھنا طوالت سے خالی نہین۔ ملا محمد فائض کاشانی نے کتاب جہان آرا مین اور حاجی ملا محمد علی ساغر نے رسالۂ جشن شادی مین اور دوسرے علماؤ فضلا نے جو نیاز مند کے وابستہ و دولتخواہ مین اپنی اپنی تصانیف مین تفصیل سے لکھا ہے۔ جو چاہیے ان کو دیکھ لے۔ مرزا محمد طاہر شیرازی نیرؔ۔ مرزا محمد جواد شیرازی حاجبؔ۔ مرزا شائق نجوانی حسین علیخان ایماؔ۔ ذوالفقار علیخان صفاؔ وغیرہ میرے ہم بزم شعرا نے قطعات و تاریخ و قصائد اس موقع پر کہکر صلہ و انعام سے مالا مال ہوے۔ اُن قصائد کو ہم یہان درج کرتے ہین۔

قصیدۂ ملا محمد فائض کاشانی

بیا ساقی برافشان گل بیاور لاله گون ساغر
که دهر پیر بگرفته ز نو عهد شباب از سر

ملک خندان فلک شادان هوا خوشبو زمین خرم
خلایق پای کوبان کف زنان در رقص سرتاسر

یکی در نغمه و ستان زن یکی از وجد شور افگن
یکی اندر کفش مینا یکی اندر لبش ساغر

برقص اندر بهر جانب دو صد دوشیزه پنداری
که در چین و چگل ترکان همه گشتند ضیا گر

نمایان گشته از چاک گریبان نار پستانها
تو گوئی سرو قد هر یکی گردیده بار آور

بنازک شد شهاب آسا ز هر جانب سوی گردون
فروزان مشعل آتش چو خور از هر طرف بیمر

ز بس شد مشتعل آتش زمین شد وادی ایمن
هوا گردیده سرتاسر بسان لبد درین مجمر

همه روز خلایق شد چو شام وصل از عشرت
همه شبهای محرم شد ز روی خرمی بهتر

چرا خندان نباشد لب چرا شادان نباشد دل
که گردیده جهان یکسر ز گلزار جنان خوشتر

ز عشق لیلی گل گشت قد بید مجنون خم
ز شوق قامت سلمی بگردون سود سر عرعر

زمین شد غالیه اندود عطر کاکل نسرین
فلک را کرد نیلی فام عکس قرنیلوفر

ز گیسو طرهٔ طرار سنبل شد کمند افگن
ز گیسو و دیدهٔ مخمور نرگس گشت جادوگر

بوصف روی گل شد چون هزاران صد زبان سوسن
دهان لالهٔ نعمان شده از ژاله پر گوهر

نه تنها انس و جان شادند اینک قدسیان این
نه تنها شد زمین عشرت فزا بر آسمان بنگر

ملایک بسته صف صف نثار اندر قدح و کف
همه اهلاً و سهلاً گو فزون از حد و حصر و مر

بود از وجد افشان هد ایوان فلک کیوان
نه از جان می شناسد تن نه از تن می شناسد سر

گرفته خوش بکف مینا بجای تیغ کین جوزا
بود برجیس در نغمه بجای خطبه بر منبر

جهانگیر است مهر از آن که آمد عکس سیمیان
بگیر و در نه چون یکسو جهان را ترکی از خنجر

چه ره یابد زند مطرب چه افسون میکند ساقی
که نا امید از خودی بیخود و غزلخوان است دفینا گر

چو شور جشن عیش است این که تیر از وجد بگرفته
بدستی نے بدستی دف بجاے خامهٔ دفتر

مه آمد عکس جام آیا که این جسم ترا دیگر
که گاه از وجد شد فربه گہے از رشک شد لاغر

یکے جشنے بنا کرده وزیر مرحمت آیین
جناب راجه چند و لعل امیر معدلت گستر

قدر قدرت قضا نظمی که تاثیر دل و دستش
بود چون بحر پر لولو بود چون ابر پر گوهر

چه جشنے جشن عیش و عشرت فرزند دلبندش
جناب بالا پرشاد آن نکو بخت و بلند اختر

سپهر رفعت و عزت جهان شوکت و حشمت
که نور ماه روی او شد از مهر فلک انور

زہے بخت همایونی که گردیده قرین او
پریزاد و پری روئی و پری موئی پری پیکر

خہے اقبال فیروزی که گشته همسرش سروے
سمن بوی و سمن سیمای و سیم اندام سیمین بر

لوامق وش نکو عذرا عذارے گشته همخوابه
بلیلی ناز خوش مجنون نیازے گشته همبستر

در آغوش سلیمانے ز خود رفته است بلقیسے
گرفته یوسف آساے زلیخا طلعتے در بر

چو فایض خواست تاریخی و رین عیش از خرد گفتا
بآیین همین کردی قران مهر و مه انور

مبارک باشد و میمون بلطف حضرت بیچون
چنین عیش از هزار افزون نصیبت کند داور

بود تا در جهان یکسر ز نسل آدم و حوا
ز نسل این دو مه پیکر جهان پرباد سر تا سر

ولہ

صباح عید بعشرت گرفته در کف جام
در آمد از در من آن سرو قد و سیم اندام

نموده عارض گلگون ز طرهٔ سنبل
بسان طلعت خورشید از شکاف غمام

بخنده ریخت ز لعل گهر فشان لولو
که تا بچند نشانی شگوفه از بادام

بجود زهر چه پیچی همینه چو حلقهٔ جیم
ز دیده برده که خواب تو و ز دل آرام

بگفتش بخیل وجود من شده دوش
که خویش را بسر کوے یار کن قربان
بماند آئینه سان پاے تا سرم چه کنم
ازین سخن بشگفت آمد و چو غنچه شگفت
چه کوے قصر رفیعست و قبلهٔ امال
جناب راجهٔ نانک خصال چندو لعل
مه سپهر وزارت جهان صدر صدور
ز پاس او شده سرجان بگوسفند شبان
ز خرم اوست زمین گشته پاے بند سکون
بعهد میمنتش فتنه از جهان برمید
بچشم عارضه میل فنا کشید آفاق
نخست نقش کند مهر او بمهرهٔ دل
عیان ز کینهٔ او مهر همچو آب زجاج
ز کلک او همه دم تیغش این کند تقریر
سر آن حشم که برون ست ز اختیار سپهر
یکے ز زمرهٔ خنیاگران او ناهید
نشانی از کف او موج قلزم ذخار
جهان سروری و سرور جهان که بود
سپهر رتبه وزیرا تراست و هم مطیع

ز پیشگاه حقیقت اساس این الهام
حساب تا شوی از عاشقان نیک انجام
که کوی یار کدامست دوست راست چه نام
جواب داد که اینک ترا کنم اعلام
چه نام اسم شریفست و شهرهٔ ایام
که هست درگه او ملجاء خواص و عوام
خدیو هفت اقالیم و شهریار انام
ز عدل او شده شاهین هم آشیان حمام
ز عزم اوست که خنگ فلک گسسته لجام
بدور حشمتش راست گشته است آرام
بگوش حاملهٔ صورت عدم رساند الهام
چو بست صورت طفل از مشیمهٔ ارحام
نشان ز نرگس او عفو همچو باده جام
کشاد و ملک زمین وز تو ملک راست نظام
تمام را بکف اختیار اوست زمام
یکے ز خیل غلامان درگهش بهرام
حضیض درگه او اوج چرخ ازرق فام
نشان هفت اقالیم او ز هفت اندام
قضا نظام خدیوا تراست چرخ غلام

بہ تمت ہمت تو آمد از نخست افلاک — بقید طاعت تو آمد از ازل اجرام

تراچو طبع سپہر آمدہ شرافت خاص — تراچو دور زمان آمدہ کرامت عام

بنام جود و سخاوت چو دام و دانہ نہند — فتد ز فرط طمع نسر طائر اندر دام

ازان سبب شدہ سرور تمامی خلق — کہ کردہ ہستی مطلق بتو ظہور تمام

حقیقت تو نہ گویم ولے بود قائم — جہان بتو چو عرض را بجوہرست قیام

شدہ بمعرفت عقل معترف بقصور — رسند کے بشناسائی تو این اوہام

چرا نہ از کرمت کام جو شود فائض — کہ ملک نظم ز فیضش گرفتہ است نظام

ہمیشہ تا کہ بود در زمانہ شام و صباح — بود عدوے ترا صبح تیرہ تر از شام

مدام باد محبّ تو دوستکام اما — مباد ہیچ عدوے تو غیر دشمن کام

ولہ

می پرستان اہلال عید نمود اطلاع — گرنمے گلگون نباید وافت زین پس امتناع

ساقیا یک جام مے دہ اجر سی روزہ صیام — در عوض بستان کہ زین بہتر ندارد کس متاع

چند دل از قال و قیل مدرسہ ماند ملول — تا بکے در سر بود از زہد و سالوسی صداع

نے شد از تقوی پس از سی چلہ ام یکذرہ سود — نے شد از تحصیل علم قرب سی سال انتفاع

گو ولے تا از میان مردمان گیرم کنار — گو شکیبے سر برم با جملہ اضداد اتباع

گر فشانم صد ہزاران لولو از دریاے نظم — ورنہ نمایم نکتہ دلکش ہزاران اختراع

گوئیا خر مہرہ می آید بچشم این و آن — کل مرقد اشتریتہ قال وقف لا یباع

ساقیا و دیرست گردم بدور انداز جام — تا نمایم جیش غم را انہزام و انقلاع

وارهانم یکزمان زین کش مکش تا خود کشم … تهنیت گوسه خوش اندر بزم گردون استماع
راجه چند ولعل آصف مرتبت کاندر وکن … گشته اند تا شیر نام نامیش رنج نزاع
آن قدر قدرت قضا نظمی که از گردش فتد … چرخ اگر خواهد کند یک لحظه بادی خداع
پرورد ماهی در آتش هم سمندر را در آب … گوسفندان را شبان از حکم وی گرد سباع
جز بچشم مست و زلف پر خم مه طلعتان … فتنه و آشوب را نبود در دهر اندر شاع
حکمه کالوحی من لم یتبعه قد کفر … امره کالفرض من لا یحترزه قد اطاع
بیته جنات عدن فادخلوها خالدین … بابه کانت سموات العلی فی الارتفاع
هر کسی کز خدمت این آستان محروم شد … آسمان گویا نموده طالعش تحت الشعاع
آنکه در رزم تو بهرام ست اندر زینهار … و آنکه در بزم تو ناهید ست در وجد و سماع
یک نگاه از خشم اگر بر خصم پیل افگن کنی … تا بحشر از بیم بنو خشک چشمش از وداع
می کند یک لحظه شخص خیالت منهدم … گر عدویت را بود نه آسمان محکم قلاع
تا مقاآن گر کسی سهوا برآید بر زبان … خویش الکن تا ابد خواهد ز گفتار شناع
گرچه داری حکمرانی گر همه خلق جهان … در جهان نامت بفخر العاشقین گردید شاع
حب تو در جان فائض هست چون رگ در بدن … گوئیا مهر تو در دل آمدش وقت رضاع
تا که از لعل بتان یاد آورد لعل بدخشن … تا نشان از خط گلرویان دهد خط رقاع

بادبدگر سی ترا مهر خموشی بر دهان
خط احباب تو بادا صحبت بی انقطاع

قصیده حاجب شیرازی

یارب این منظره را قدر که معیار آمد — کز عیارش بفلک فخر سزاوار آمد
منظر کیست که گرد و شرف آن شب و روز — مهر و مه طوف کنان سائر سیار آمد
منظر کیست که پیش درش جلوه فروز — چرخ چون حلقهٔ و اجرام چو مسمار آمد
منظر کیست که زیر قدم زائر آن — آسمان را بزمین کنگره هموار آمد
منظر کیست که در سایهٔ آن خلق جهان — جمله را عشرت و عیش ابدی یار آمد
وه چه منظر که بنظارهٔ نقشش چون نقش — عقل آگاه نظر پشت بدیوار آمد
وه چه منظر که ز آئین و صفا طور آنجا — ارنی گوی همی طالب دیدار آمد
دور چشم بد از آن منظره کز نقشهٔ آن — در جهان صورت فردوس پدیدار آمد
بتوان گفت که صد مایهٔ فردوس فزون — حاصل آرد بدرش هر که طلبگار آمد
باد معمور باقبال و بدولت کان را — همت صدر جهان پرور معمار آمد
آفتاب فلک ملک دکن چندو لعل — کش ز خورشید بهمت بخدا عار آمد
فخر عالم که بعالم اثر سایهٔ او — بهتر از تابش خورشید با ثمار آمد
صدر اعظم که صد اسکندر و جم بر در او — در شمار خدم و نوبتی و بار آمد
درگهش را بر صلا نوبتی از روم رسید — نوبتش را بسرا سنج ز سنجار آمد
ای خرد رای وزیری که ترا خلق و ضمیر — منبع عاطفت و مخزن اسرار آمد
تا که شد معدلتت راهبر از راست روی — سطری در حرکت حرفت پرکار آمد
گشت تا مکرمتت مایه ده اهل همم — هر که جز رزق دریا مالک دینار آمد
پاس فریادرست حامی مظلومان شد — عدل و انصاف و همت ماحی اشرار آمد
دشمنان تو که شان دوست نیاید بجهان — ور که آمد بمثل تفنگ و طرار آمد

خود یقین است که بد خواه ترا نیکو خواه
شاد باش ایکه دُر ار کان هنر پرور هند
خواستم گفت که امروز جهانداری را
که خرد خیره ز جا رفت و مرا گفت خموش
وین ندانی که تو در حشمت و همت امروز
ایکه هنگام سخا هر چه جهان راست عزیز
چشم بد دور از ان آینه طلعت که خرد
اختیار شرف و مرتبه بالا پرشاد
سود اقبال هنر آن که بسود اسے نظر
زور بازوے ظفر آنکه چو انگیخته حشر
فر فرهنگ که او زان کف فطنت اوست
فخر او رنگ که خورشید رخ الند اوست
نه همین طلعت آن آینه صنع نماے
کش بدید اندرخ آئینه خورشید بکف
مشتری کیست که روح القدس از منظر قدس
با و معصوم ز بس جا دهٔ کز حسن خصال
گویم از فطنت آن کان فتوت کا ورا
عقل روزی نه جفا در عقب مدرسه او
ذهن آن مصدر ادراک سپا تا با فر

نبود آن که ز جد و پدر بر ار آمد
رکن عالی دَر تو قبلهٔ احرار آمد
از جهاندار بشان تو سزاوار آمد
کین جهان را بان قدر چه مقدار آمد
هر غلامیش جهان بخش و جهاندار آمد
شخص احسان ترا پیش نظر خوار آمد
زانکه چون دید پیشش گل بخیار آمد
که جهان را به تحمل گل او ستار آمد
عقل را گوهر او رونق بازار آمد
نصرتش نوبتی و تیغ علمدار آمد
که عیار خروش در سلطے معیار آمد
کاسمان را بنظر مشرق انوار آمد
در صفا مردم چشم او لوالابصار آمد
مشتری قرعه زن از گنبد دوار آمد
بهر نظارهٔ آن طلعت و رخسار آمد
هم حسن خصلت و هم یوسف دیدار آمد
چه قدر دانش و ادراک چه مقدار آمد
تا که گوید سخن آهسته و همواره آمد
منتقل گشت که آن ها قبل آثار آمد

گفت تا پیک ذکا را بر واز پی شتاب — سوی خاطر خبر مژده که خنکار آمد

عقل رو بافته چون یافت که گشتند خبر — خود خرامان رزور آن گه بچه هنجار آمد

همچو بلبل بلب آهنگ ترنم از شوق — همه جا نا به بر آن گل سبلی خار آمد

پس نشستند وز هر مسئله بر عادت پیش — گفتگوها بمیان ز اندک و بسیار آمد

چون خرد دید که آن سحر بیان در هر باب — فائق اندر سخن و پیش بگفتار آمد

گفت کای مظهر فیض ازل آن مایه کدام — که وجودش یک و وجه اثرش چار آمد

گفت آن علت اولی ست کش از سمت جهات — آن اثرها که نمائی تو نمودار آمد

گفت برگو که دران چند جهت باشد گفت — کاعتبار جهتش چار به پندار آمد

گفت تفصیل بهر باب ببا ید که مرا — راستی رای درین مسئله ناچار آمد

چون شنید این بشکر خنده ز هم باز گشاد — لب لعلش پی تفهیم گهر بار آمد

گفت امکان و وجوبش که ازان هر دو فلک — بر اثر نقش هیولاش پدیدار آمد

پس وجودش که ازان جوهر ثانی شد باز — دید در خویش تهی نقش فلک اظهار آمد

پیر چون دید کزان تازه جوان بس آسان — حل شدش در نظر آن عقده که دشوار آمد

بیخود افگند بپایش سر گفت ای که مرا — نقد جان در قدم نطق تو ایثار آمد

مرحبا شایدت این پایه و دانش که ترا — نظر تربیت صدر پرستار آمد

باد پاینده باقبال کز ارباب کمال — هر کسش بنده شد او نیز خریدار آمد

خسروا خواست چو زان حلقه تدریس خرد — بعیادت بسر بنده بیمار آمد

چون رسید از ره و بنشست مرا خواست دل — ناله کش دل ازان ناله زنهار آمد

گفت کای جان جهان کینه و کید یکه چنان — خاطر زار ترا موجب آزار آمد

گفتمش زار چه گز دخل کم و خرج فزون — جان محزون و دل آزرده و بیزار آمد

گفت الحمد بود این بند تعب باز نگر — رشته اندر کف آن ممسک دیار آمد

گفتم آن گفت فلک کز ازل آن کج بنیاد — راستی را که عجب غادی و غدار آمد

زانکه در ضمن زمانی که برابنای زمان — عون و احسان خداوند کرم یار آمد

تو بنالیست که مانی بچنین روز که بوز — بر من از دیدن تو تیره شد و تار آمد

دین نه زان کان مروت بود آیا واقی — کا بخت آمد بسر از بخت نگونسار آمد

حال آن به که بری بر حسب حال سغبی — عجب حالی که درین صفحه بتکرار آمد

پیش درگاه خداوند خود و گوئی فافی — کاسه چشم تو یکی قطره قنطار آمد

حاجت اینک بمدد از شفای کرمت — ناتوان در طلب شربت دینار آمد

تا که از هندسه قدرت کن کاخ سپهر — سرفراز و قوی و قایم و پایدار آمد

باد در سایه جاه تو برومند کز و — نخل اقبال و هنر خرم و پربار آمد

قصیده میرزا ابوالفیض بیگ افشار

جرم خورشید چو آمد بحمل — سر زند ناله بر اطراف جبل

دانه دانه گهر افشاند ابر — دسته دسته سمن انگیز دغل

کلک نقاش بهار از پی زیب — کشد از سبزه بگلشن جدول

کوه از خلعت نوروز به بر — پوشد از لاله قبای مخمل

از نم ابر بهاری یابد — چهره طفل نباتی صیقل

...و گاه ابر با صبا آراید — نوعروسان چمن را بحلل

تا شطرے شد انشا چمن — بهر گل بلبل خوش نغمه غزل

صبحگاهان کلیم زبان بکشاید — از پے مدحت دستور اجل

سوسنِ اهب وکن چند و بعل — که بعهدش نکند فتنه حیل

راجه باکه لطفش بعطا گشته سمر — وانکه قهرش به بلا گشته مثل

آن کمالات و مایهٔ جود ست و کرم — عدل او وایهٔ ملک ست و ملل

وسرد سراو قائد فتح ست و ظفر — تیغ او قاطع ظلم ست و زلل

لفظ او مبنیٔ اسرار ابد — نطق او دراوی دیوان ازل

کلک او نائبِ احکام قضا — علم او وارثِ عقل اول

لطف او حامیِ بیمار و ضعیف — فیضِ او وارد وے استقام و علل

نفسش چون نفسِ روح الله — کرمش چون کرم عز و جل

معجزات کفِ موسی را نیست — پیش اعجاز کفش قدر و محل

مشکلات همه خلق جهان — از کفِ عقده کشایش شده حل

حاش لله که شود بار آور — بے سحاب کرمش شاخ امل

شب جشنش فلک مشعله ساز — بر فروزد ز کواکب مشعل

اے ترا اشهب افلاک رکیب — وے ترا او هم اقبال کتل

ذات پاکِ تو پس از ذات خدای — ایمن از شبهه و خالی ز خلل

شمس بار اے سیرت ذره — چرخ با قدر بلندت سخول

ماه را گوشهٔ قصر تو مقام — مهر را شمسهٔ کاخ تو محل

بارور از ابر سخایت چمن	تا بد از مهر عطایت کحیل
می دمد لعل و گهر از اشجار	می چکد آب بقا از حنظل
هودج جاه ترا داده قضا	جای در کوههٔ این هفت جمل
سرور از کنف معدلتت	بسته دو گردن خود دست اجل
آیت نصرت و اقبال و ظفر	گشته در شان تو گوئی منزل
بغبار سم رخشت در تک	نرسد توسن تند اخیل
داغ تملیک جنیبت کش تو	هست مشهد بر فلک را بکفل
ای ترا پای بفرق فرقد	وی ترا جای در ایوان زحل
از جفای فلک سفله نواز	گرچه گردیده حواسم مختل
باز در مدح تو ای بدر منیر	باز در وصف تو ای صدر اجل
در نظم همه لعل است و گهر	شهد نطقم همه قند است و عسل
تا کشد ابر بهاری ناله	تا وزد باد سحاری بجبل
گلشن دولتت از باد خزان	نشود تا بقیامت مختل
باد خرم به تو ایام بهار	باد فرخ به تو تحویل حمل

روز نوروز مطیعت فیروز
شب دیجور حسودت اطول

قصیدهٔ ذوالفقار علیخان صفا

مرا دلیست چه در خوشی دلی که در گفتار	سخن بدر کشد و بنگرد و سود و پود ار

بزینهٔ دربیت العتیق می ماند ‌ ‌ سر سجود من و آستانهٔ دربار

فلک بدست گرفته است خشت نقره و زر ‌ ‌ بود بفکر چه تعمیر پیر استاکار

بهار آئینهٔ قصر لاجوردی بین ‌ ‌ هجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیار

اگر بطبع در آید معانئ دلکشش ‌ ‌ اساس بیت شمار و طبیعت اشعار

بهر طرف نگرم روبه پیش محرابست ‌ ‌ مگر تعلق دل شد بابروے دلدار

بطالعم در دولت کشاده شد باید ‌ ‌ که مثل سایه شوم سجده ریز تا دیوار

کجاست گرمئ بازار مردم شروان ‌ ‌ که دستگاه فروشم چو شاعر سنجار

جناب عشق بفکر عمارت دلم است ‌ ‌ چنانکه خامهٔ دستور در گشایش کار

چه سروری که بهنگام گنج بخشی او ‌ ‌ گدازد از عرق شرم ابر گوهربار

نسیم گلشن خلقش چو محفل آراید ‌ ‌ زمانه ناز فروشد با هوای تتار

بعهد او نخرد کارگاه اکسون باف ‌ ‌ شعاع دیدهٔ خورشید را بقیمت تار

زهے حمایت دورش که طفل مهد نشین ‌ ‌ ببازوی گل و سنبل گرفت مار و شرار

نه در عنایت او التماس را وسیلے ‌ ‌ نه در سخاوت او انتظار را آثار

جهان همت و الصاعقا جه چند و لعل ‌ ‌ که هست خاک در او طلاے دست افشار

بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا ‌ ‌ چه ارمغان که نیارد سوی گل و گلزار

وسے که پایهٔ قائم محل بنا فرمود ‌ ‌ زمین بجولیش ببالید آسمان کردار

زهے عمارت عالی بنا که محور چرخ ‌ ‌ تنید در عوض ریسمان خود معمار

فضاے او همه معنی مطلع الاصباح ‌ ‌ هواے او همه مفهوم مشرق الانوار

بهار رنگ ستونهاے شه نشین خلد و ‌ ‌ بروے حسن سرا و پل ساقهاے نگار

زبس طراوت گلهاے کار نقاشی — نه کرده مرغ چمن فرق خانه و گلزار

عجب مباشد اگر از هجوم فرحت دل — چو غنچه بلبل بتصویر وا کند منقار

چه شمه که اگر پردهٔ حائلیش نشود — بود بابل زمین فرق روز و شب دشوار

غبار زنگ شود طوطیاے روشنگر — خدا کند که شود آئینه روکش دیوار

نثار سرو ستون قامت پری رویان — فداے جلوهٔ محراب ابروے دلدار

شگفت نیست که بر پشت باشد اگر دوران — صداے دست پریزاد بشنود معمار

بدل گزشت مرا وقت جشن معماران — که حسن داشت در ینوقت بودن مسمار

بچاره وربهر نادوان او جاریهی — بهار دامن محتاج دست گوهربار

بشوق نسبت نامی بکنج هر مرغول — مقام دلکش مرغوله هاے نغمهٔ یار

بهار سقف برنگینی سراسر سطح — نمود سطح هوا را تمام باغ و بهار

چه سائبان که در آغوشش آسمان زیبد — چنانکه با پدر پیر طفل برخوردار

چه طاقها همه در فن دلربائی طاق — حدیث زطاق کسری بروے طاق گزار

توان قصیده بوکعب بے مشقت و فکر — دو مصرعی تو زهر بالش اسے صفا بردار

هجوم کرده چنان شمعهاے قندیلش — که بر فدار پری رو ترا کم انظار

اگر مهندس عقل ار قضاع او نگرد — بهر دو دست بگیرد دو گوشهٔ دستار

بچشم عقل قنادیل در و دیوارش — عیان بصورت دلهاے صاحب اسرار

بود بقا بجهان تا که قصر گردون را — بحول و قوت حق بے ستون و بے دیوار

موافقان ترا باد قصر دل آباد

مخالفان ترا دیده مضرب مسمار

قطعہ تاریخ ہمت علیخان

سرود عشرت نشاط بہجت شادمانی ببزم تہنیت بجشن زرین	شدند حامہ نغمہ سازی ز بہر جشن جلوس تزئین
نوشت تاریخ عیش ہمت چو سلک گوہر مثال پرویز	مثال عہرا زمہ مجلا مبارک آمین مبارک آئین

وله

شد نوید شادمانی ہا بگیتی استوار	جشن عیش نور چشم آصف جم اقتدار
سال عشرت زد رقم ہمت ز فضل کردگار	جلوہ از مہر و قمر با ہم مبارک سازگار

وله

عشرت خورشید طلعت ماہرو	جلوہ گر شد با ہزاران آرزو
از برائے تہنیت ہمت بگو	وصل ماہ و مشتری آمد نکو

علاوہ شعرائے مذکور کے اور شعرا نے بھی قصائد و قطعات لکھے ہین لیکن طوالت کے خیال سے اس رسالہ مین انکا ذکر نہین کیا گیا۔ اب کچھ کچھ حالات بندگانعالی کے عہد مبارک کے بیان کئے جاتے ہین۔

حق سبحانہ تعالی اس ریاست ابد مدت کو قیامت تک قائم رکھے کہ اس مبارک زمانہ مین بلدۂ فرخندہ بنیاد کی وسعت جانب شرقی سرورنگر تک جانب غربی قلعہ محمد نگر تک (گلکنڈہ) تک جانب شمال نظام آباد اور جنوبی اس مقام تک ہے جو چشمہ بی بی "کے" نام سے مشہور ہے۔ اور آبادی کی یہ حالت ہے کہ رہگزر مین قدم دشواری سے رکھا جاتا ہی خصوصاً ایام عشرہ مین لوگ خلوص و عقیدت سے لنگر نکالتے اور حسینی علم و نعل مبارک

اور "علاوہ بی بی" میں اس قدر نیازیں چڑھاتے ہیں کہ صرف اگربتی اور عود کے لئے دو لاکھ روپے صرف ہوتے ہیں اور اسی قدر شربت وغیرہ کے تیار کرتے ہیں۔ اور اکثر مقامات میں تابوت و علم استادہ کئے جاتے ہیں اور بہت روشنی کیجاتی ہے یہ نیاز کیش بھی عقیدت سے آبدارخانہ اور ٹٹی میں قسم قسم کی روشنی کرتا۔ اشجار بلوریں۔ قندیل۔ اور چالیس چالیس چراغ زنگارنگ کے آویزاں کرتا ہے کہ دیکھنے والا اور سننے والا حیرت سے دیکھتا اور سنتا ہے جب نعل مبارک کی سواری نکلتی ہے تو بے شمار مخلوق اور ازحد مشعلیں ساتھ ہوتی ہیں۔ چار لاکھ سے زیادہ ہی لوگ انواع اقسام کی مشعلیں اور تلواریں ہاتھوں میں لئے ہوئے جلو میں رہتے ہیں اور روز عاشورہ تو یاقوت پورہ کے دروازے سے لے کر پل کے (یعنی پُرانے پل کے) دروازے تک اس قدر ہجوم خلایق ہوتا ہے کہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں ملتی رود موسیٰ میں کوئی دس لاکھ آدمی جمع ہوتے ہیں جن میں عورتیں بھی ہوتی ہیں اور بنیئے بھی دُکاندار اپنی اپنی دُکانوں کو اس قدر آراستہ کرتے ہیں کہ ہر ایک دُکان پر تماشبینوں کا ایک ہجوم لگا رہتا ہے۔ غرض کوچہ بکوچہ خانہ بخانہ روضہ خوانی۔ تعزیہ خوانی طعام تقسیم ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ نیاز کیش بھی تعزیہ داروں کی حتی الامکان مدد و اعانت کرتا رہتا ہے

از مصنف ۵

	خلایق ۔ از فرحت شاد و بشاد		آئینی شہر راداری نو آباد	

خلائق کی آسودگی کی وجہ سے بکثرت عمارات تعمیر کئے جاتے ہیں اس

نیاز مند درگاہ الٰہی نے بھی اکثر محل موسوم بہ عشرت محل بہجت محل قائم محل چینی خانہ آئینہ خانہ بارہ دری اس کے علاوہ اور بہت سے مکان قیام کے لیے تعمیر کئے ہین جو ہر ایک بجاے خود ایک وسیع محل ہے۔ جن کے لئے تمام شعراے عہد نے قطعات و قصائد اور تاریخین کہی ہین۔ اور ملا محمد کاشانی واقعہ نگار نے جس کا فائض تخلص ہے ہر ایک تعمیر کے متعلق ایک ایک جدا رسالہ لکھا اور ضمن مین ہر ایک شاعر کا ذکر بھی کیا ہے۔ ہر شخص دیکھ کر آگاہ ہو سکتا ہے۔

باقبال حضرت قدر قدرت ابتداے جلوس سے اب تک مدار درجات ترقیون ہی پر ہے باجی راؤ پونہ وغیرہ کی ریاست نیز رگھوناتھ جی بھوسلہ وناگپور کا ملک اعیان کی بے تدبیری سے برباد ہو گیا اور اس ریاست ابد مدت کا انتظام نواب ثابت جنگ جیسے داناے عہد و خیر خواہ قدیم کی سعی و اہتمام سے ایسا ہے کہ باید و شاید۔ سرکارین کے اتحاد کو نواب معلے القاب گورنر بہادر کے گوش گزار کر کے حسب خواہش مغفرت مآب و غفران مآب چوتھ کے مسئلہ کو سرکار عظمت مدار مین پیش کر کے چند لاکھ روپیون پر طے کر لیا گیا۔ اللہ کے فضل سے اب تک (یعنی ۱۲[illegible] تک) یہ نیاز کیش فراغت و فرحت کے ساتھ سایۂ قدر قدرت مین زندگی بسر کرتا ہے۔ از روے عقاید کے کچھ رات رہے سے اوٹھکر جناب باری کی عبادت قریب ظہر تک ادا کرتا ہے اور حسب توفیق و مقدور فقرا و مساکین کو خیرات کرتا رہتا ہے جس کو یہان کی اصطلاح مین داد و

کہتے ہین۔ اس کے بعد بحضوری دربار دولت مدار شرف ملازمت حاصل کر کے
واپس اور کاروبار ملکی مین مشغول ہوتا ہے راجہ شیو پرشاد سررشتہ دار خزانہ
وعلاقہ سپاہدار اور راجہ بیربھان اور راجہ راجیشور راو اور نعل جی منشی وغیرہ۔ اور
نیز اعزہ و امراے شہر عامہ خلایق کے معاملات کے تصفیہ کے لیے حاضر ہوتے
ہین اور قیلولہ کے بعد ایک ساعت تک پھر مغرب تک خاص و عام کے انجاح
مرام کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور رسم وظایف ادا کرنے کے بعد آدھی رات
تک سرکاری امور مین مصروف رہتا ہے۔ بعد ازین حکما علما شعرا حاضر ہوتے ہین
مسائل حکمیہ علمی اور مشکل اشعار کا حل کیا جاتا ہے عرفا و اولیا کا کلام پڑھا جاتا
ہے جس کو یہ نیاز کیش سنتا رہتا ہے۔ اس نیاز کیش کی تقسیم اوقات کے متعلق
محمد فائض کاشانی وقایع نگار اور غلام محی الدین خان و مہتاب راے نے کتابین
لکھی ہین جس کے دیکھنے سے مفصل کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ پہلے اکثر وقت
راگ سننے مین صرف ہوتا تھا اور اب کار سرکاری کی کثرت کے سبب کبھی کبھی۔
ہولی، دیوالی، دسہرہ، بسنت، راکھی، اور عیدون کی تقریبون مین مشہور و ماہر فن
مغنیون اور مطربون کا گانا (جو ہر وقت حاضر رہتے ہین) سن لیا کرتا ہے

فصل دوم

غزلیات

نہ چو بید او گرے وا د بود پیشہ ما		کہ پئے دفع ستم کار کند تیشہ ما

بسکه در تار زغم جان تو دلم پیوسته ست — تاب هر رنگ ندارد که بود شیشهٔ ما
ما که در ذکر تو باشیم همین میخواهیم — غیر یاد تو نبود هیچ در اندیشهٔ ما
قول سعدی ست که در بیشه گمان خالی — نبری شیر بود خفته درین بیشهٔ ما

شکر شادان بچه عنوان بقلم نظم کند
دائم از لطف تو ملواست رگ و ریشهٔ ما

اگر بکوی تو یکدم گزر فتد ما را — بزیر پای گزارم حصول دنیا را
بچین زلف تو جا کرده این دل مسکین — کجا دماغ که بر خیزم از درت یارا
تمام دولت دنیا نثار روی سازم — اگر بدام من آید غزال رعنا را
شبی ز لطف هم آغوشم ار شود دلبر — شب برات تماشا کنم تمام صحرا را
همین مراد و همین آرزو بدل دارم — که در کنار خود آرم نگار زیبا را
زعشق ولوله دارم بپای می پویم — که کی بدست بیارم وصال لیلی را
ز لطف دولت جاوید عمر ای شادان — کجا خیال که نامی برم مسیحا را

غزل

قاصد مپرس تا بکجا می فرستمت — در کوی یار بهر دعا می فرستمت
پیغام من بیار رسان ای صبا خوش است — با مشک و با گلاب بجا می فرستمت
ابر است و سبزه زار درین موسم بهار — ای یار گلعذار قبا می فرستمت
من شرح راز عشق چگونه بیان کنم — ای پیک خوش خرام بیا می فرستمت
مشتاق خوش کلامی معشوق گشته ام — طوطی بیا که بهر صدا می فرستمت

گم کرده حسن خویش ز حسنِ تو مهر و ماه / من جان خویش بهر فدا می فرستمت
دستِ تو تا ز کست و دلم جوش میزند / بهر نگار دست حنا می فرستمت
مقبول انکسار بدرگاه می شود / با صد هزار عجز و ثنا می فرستمت

از لطفِ تو رقیب بحسرت گداخته است
شادان بگو که خرده جانی فرستمت

چو بهر دل ربودن راه خود سوی وطن گیرد / مشامِ عالمی از زلف او بوی ختن گیرد
بعشق تو چنان مستغرقم گر سوی من بینی / دماغِ من کجا با لطف تو بوی چمن گیرد
منِ مسکین کجا از کوی تو راه دگر گیرم / فتادم در برت خواهم کسی را دست من گیرد
بزلفِ تو گرفتارم نمی خواهم رها گشتن / رقیبم را هوس باشد که خود راهِ یمن گیرد

ز لطفِ بی نهایت آنقدر مسرور و شادانم
هوس از فرحتِ من خاطرِ شاه زمن گیرد

آنان که راه دوست بما آشنا کنند / صد لطف و صد کرامت و احسان بما کنند
در راه دوست جان و دل خود فدا کنند / آنها ز فخر خاک رهش طوطیا کنند
شرمندهٔ گناه خودم غرق بحر جرم / بر حال پرگناه کرامت چها کنند
سیر چمن نمودم و چون غنچه گل شدم / هر برگ بهر دستِ تو رنگِ حنا کنند
شب را بروز و روز بشب بندگان بیاد / می آورند آنکه عطا بر خطا کنند
نازند بندگان بعطای کریم خویش / بهر علو رتبه دعا بر دعا کنند

شادان مدام شاد بود در ثنای او
امیدوار اینکه مرادم عطا کنند

در چمن دست حریفانه که سنبل زد و برد
هوش مینا ز ظریفان دو سه قلقل زد و برد

بوسهٔ چند گرفتم ز رخ ماه جبین
پیچ و تابی عجب افتاده بکاکل زد و برد

بچمن رفتم و از دست گلی بر چیدم
بال و پر سوخته از نالهٔ بلبل زد و برد

دل عاشق که بامعشوقه گرفتار شده است
ز تجاهل نظری کرد و تغافل زد و برد

موسم ابر بهارست و می ناب بجوش
حصهٔ ما شده بدین به تکاهل زد و برد

این نسیم از چمن رفت بمن کرد گذر
پیرهن چاک بدست دگر گل زد و برد

بسکه از عیش و طرب وقت من شاد است
دشمن از جور فلک بخت تجاهل زد و برد

معشوقه بمن که ناز دارد
صد گونه دلم نیاز دارد

دلبر دارم ز سهی صنوبر
زان روح جانم گداز دارد

رحمی کرده بحال عاصی
در های کرم که باز دارد

روی دل کن بسوی محبوب
خرم باشی که ساز دارد

دارم هر دم خط غلامی
دانی که دگر ایاز دارد

عزمی دارم بطوف کعبه
دل نیست این نماز دارد

شادان دل من ز لطف و احسان
از فر نقش امتیاز دارد

مه نو در برا شب خوشتر آمد
خرامان در خرامان دلبر آمد

نظر دارم بر ان معشوق زیبا
چو برق جسته جسته از در آمد

نگاری آنچنان دارم دل افروز
عجائب نیشه از خاور آمد

خیالِ آفتابِ در دلم بود
عدو را فبح کن در عید قربان
ز الفت در گرو دارد دلم را

سحرگه دیده ناگه بر سر آمد
بحق آن که روز محشر آمد
که گوئی ز آسمانے اختر آمد

بشادان گو حکایت ہاے معشوق
بشارت وہ ز بحرے گوہر آمد

صنمے اگر بیاید بہ بہار خواہی آمد
نہ قرار با تو باشد نہ شکیب بیتو یکدم
دل خود نثار سازم بامید یک نگاہے
ہمہ دم در انتظارت پے دیدن جمالت

قدمے اگر گزارد بشمار خواہی آمد
اگر از کشش نیائی بچہ کار خواہی آمد
کہ برا ستقل دشمن بشکار خواہی آمد
سر رہ ستادہ خلقے کہ سوار خواہی آمد

بدعاے تست شادان ہمہ دم بفضل و احسان
ز رہِ غم بعاصی کہ بہار خواہی آمد

دو رُخ جانان نگہ شوق کہ بہ ما میکرد
گر شبی جلوہ بکاشانۂ ما می کردی
قطرہ دریاست ولے دور ز خود افتادست
یار امشب کہ بصد ناز ہم آغوشم شد
گر ترا سوے چمن صبح گزر می افتاد
موسم ابر بہارست مرا سیل بہار

گوہر دل پے ایثار تمنا میکرد
دل بے تاب بصد دیدہ تماشا میکرد
ہمچو گرداب تمنا پے دریا میکرد
طرفہ سودا سر بدخواہ بصحرا میکرد
گل زر بہر نثار رہ پیا میکرد
دل ودینہ وقت خیال می و مینا میکرد

دی کہ شادان بتو از غیب بشارت آمد
فی الحقیقت کرمش بود کہ ایما میکرد

یاد تو ورد دل کنم نام تو آمرزگار — کی تو نمائی ز رحم داوری ای کردگار

خالقی ای ذوالمنن مالک ملک و دیار — عفو نما جرم من تا که شوم رستگار

بی تو مرا صبر نیست تا نتواید شکیب — تا که به بینم ترا روز و شبم بیقرار

جلوهٔ یارست این گر به حقیقت رسی — پرده ز چشمان خود دور کن ای هوشیار

گر تو نمائی کرم بر من غرق گناه — شاید از این دسترس سر به نهم فشار

فضل تو ببر شود پا که ببر سو نهم — شکر بجا آورم گوهر دل را نثار

شاد تو باشی مدام نام تو شادان بود
کار نکوئی بکن تا که بود یادگار

آئینه ز عکس تو منور — غیرت دارد از آن سکندر

وصفت گویم کجا زبانم — جان را کردم نثار این در

گرداب زده است بحر مواج — خس گوست چسان بود شناور

حرفی گویم من از تجلی — ذرات همه ز نورت انور

قربان شومت ز جان و دل من — سجده کرده است مهر خاور

شادان فرحان مدام بادا
از فضل خودت شوم سخنور

دستم که رسد بگردن یار — در چشم رقیب می خلد خار

گر جلوه کنی بکلبهٔ من — روشن شود از رخت شب تار

من شیفتهٔ جمال یارم — کی دست رسم شود بدیدار

معشوقه اگر بجلوه آید — صد جان کنمش به فدا ایثار

مدهوش شده زباده عشق — این وقت مرد ز دست هشیار
پروانه که گرد شمع گردد — جانم شده مبتلای دلدار

شادان چو ترا بسیار بیند
بدخواه بخود شود گرفتار

واقف چه گویم من ترا ای جان جانان در بغل — باشی مدام اندر برم چون پاسبانان در بغل
اعمال من گر بد بود ای کردگار جرم پوش — بر عفوهای بیکران من جنس عصیان در بغل
شرمنده جرم خودم وصفت چه گویم دادرا — شکرت بجا آرم بدل صد جان قربان در بغل
معشوقه را در بر کشم وز هر دو عالم سر کشم — یک آشنای بامزه صد باغ و بستان در بغل
من مبتلای تو شدم تو غمگسار من شدی — کان دردهای هجر را دارم چو درمان در بغل
قربان احسانت شوم کی می توانم شکر تو — شاهد بران دارم عیان صد گونه احسان در بغل

شادان بشارت میرسد خوش باش و خرم در جهان
کاید ترا اندر شبی آن شاه خوبان در بغل

هر که در دام وی افتد بگرفتاری دل — بیگمان زود رسد یار به غمخواری دل
دل عاشق بخم زلف چو مومی پیچد — کاش روزی نظر افتد بوفاداری دل
ابر نیسان کرم گرچه گهر می بارد — چو صدف گهر تو آن قطره ز بیداری دل
شنوای دوست تو غافل ز فریب دنیا — باش چون زنده دلان مست ز هشیاری دل
دوستان تو چو گل خرم و خندان باشند — دشمنان تو گرفتار به بیماری دل
وصف ذات تو چه گویم و چه تقریر کنم — هر زمان فیض تو آید پی دلداری دل

دولت وصل ترا باید اگر ای شادان

بهدر یار بسانی بر پرستاری دل ـ

بیا در محفل احبابان که دهایت سر اندازیم
تلاطم بر تلاطم موج بر سر موج است در دریا
من دیوانه از کوی تو خیزم جان جانانه
دلم در زلف او آویخته چون مار می پیچد
تو آن روی نکو داری که از عکسش پری سوزد
مکان لامکانی را بجز دل جا کجا آرم

اگر آئی پی جلوه برابت گوهر اندازیم
توکل بر خدا کرده بیا تا صبر اندازیم
بگو ساقی خوش خو را که می در ساغر اندازیم
نقل نوشیم و از هر سو بروی دلبر اندازیم
سپندی بهر آن آریم و اندر مجمر اندازیم
ندا از غیب می آید که اینجا لنگر اندازیم

تو شادان باغم ای شادان درین غمخانهٔ غربت
بنای عیش و عشرت را بطرح خوشتر اندازیم

آن ماه شد میسر و سیر بهار هم
در جستجوی یار مرا اضطرار بود
من بندهٔ تو هستم تو بنده پروری
نازم درین زمانه که از فضل ذوالجلال
دل را قرار نیست چو سیماب روز و شب
زیباست روی یار درین موسم بهار

ساقی پیاله آر دمی غمگسار هم
از غیب در بر آمده بوس و کنار هم
دل را فدا ساختم و جان نثار هم
محبوب خوشتر آمده دست نگار هم
یارب پیاله ده بمن و گلعذار هم
گل را بدست و جام می خوشگوار هم

شادان مدام وقت تو خوش باد از نوید
معشوقه در کنار و عزیز و یار هم

سر من زیر پایت او فتاده
الٰهی تا قیامت بر نداری

دلم در ظل رایت ایستاده
قدم را بر سر عاصی نهاده

کجا یارم ثنا و حمد گویم / شدم در شکر آن هیچ کباده
بیالایم زبان را در ثنایت / کنم صد عجز جان بر در فتاده
ندارم غیر تو دیگر پناهی / روان در خدمتت باشم پیاده
الهی چون دهی توفیق طاعت / بکن تائید من هم چون اراده

زبان را کی بود یارای وصفت
مگو شادان زیاده بر زیاده

من نخواهم که تو با یاد من اغیار روی / بر دلم جور روا داری - آزاد روی
دلم از دست ربودی و دگر می خواهی / بار بر دوش نهاده به پیاده روی
نگهی بر جنت از رشتهٔ جان دوخته ام / بکنار آمدت ای جان که تو دلشاد روی
خلق از جلوهٔ روی تو همه حیرانند / چونکه در سیر تو با حسن خداداد روی
ولولهٔ شوق تو از جاده برون می آرد / نگهی دار تو ای باد و تو ای باد روی

منکه در دوستی تو همه دم شادانم
چشم بد دور که دل شاد چو شمشاد روی

صنما کدام روزی ز کرم ز در در آئی / دل خود فدات سازم که ز لطف رونمائی
تو که شاه خوبروئی دو جهان ز تو منور / همه ذرهای نور زنده ز آفتاب مائی
بچه حسن جلوه کردی همه مبتلای آنند / به سخن چگونه وصفت کند انوری ثنائی
بچمن اگر در آئی همه سروهای بستان / بقبای سبز پوشی ز خرام تو فدائی
تو حکیم کارسازی بنگاه تست درمان / وزد از نسیم لطفت رسد آن زمان شفائی
دلت ار بباده و لب منتظر تو رند باشی / به از آن که سوی مسجد بوظیفهٔ ریائی

براو دل که وارو برسد بفضل شادان
که مدام ورد یادوت بکند ز جان خدائی

قدرت کا تیرے کوئی بیان کیسے کر سکے — گر حور اور ملک ہو قدم کیسے دھر سکے
باریک مو سے ہی جو تیری راہ جلوہ گر — کس کی مجال ہے جو یہان سے گذر سکے
گر ہووے ایک نگاہ تری اس غریب پر — دریائے بیکران سے شاید گذر سکے
وحدت جو ہو رہی ہے بے حد رنگ جلوہ گر — آنکھون مین دوسرا تو ہی کیسے بھر سکے
اوس کی جناب پاک ہے ستار و بے نیاز — دھر اپنے سر کو اوسکے قدم پر جو دھر سکے
ہاتھون سے اپنے دیجئے اور خیر کیجئے — یہ کام نیکوئی کا جو تجھ سے نہ ہو سکے

شادان یہی تو وقت ہے تیری نجات کا
لے جھولیون سے بھر کے اگر تو تر سکے

بسنت آئی ہے لے رت کی جھکولے — مسرت نے دلون کے پردے کھولے
جدھر دیکھو اودھر ہے دھوم سے شور — سخن رنگین آ کر سب نے بولے
مچا ہے آج ہولی کا جو غوغا — کوئی افسردہ دل ہووے سو بولے
نہین پڑتا ہے مجھ کو چین تم بن — لپٹ جاؤ جو ہونی ہو سو ہولے
کہون کیا ہے یہ موسم اور لوز وز — کہ بہجت آئی ہے اب جام تو لے
پری چہرون نے لیکر ہاتھ مین رنگ — کہا شادی سے انگیا کو ڈبو لے

رہو تم نت جو اس ہولی مین شادان
سیو جی رنگ کی گوہر مین تو لے

سیماب تڑپ کے لوٹ جاوے — دل کی برہی سی کب بر آوے

دن رات رہے ہے یاد تیری
دل تڑپے ہے تیرے دیکھنے کو
آنکھوں میں رہے خیال تیرا
دیکھے جو زہے نصیب میرے
سو لاکھ نثار تجھ پہ کیجے

یہ حال مرا کوئی سنا دے
کوئی احسان سے لا ملا دے
پتلی کی طرح کوئی بٹھا دے
الطاف سے وہ صنم نظر آوے
امید دلی اگر بر آوے

شادان جو سب تجھے سنا کر
گر دیر کرے تو جا سنا دے

کارم بکام است بر حسب دلخواہ
مارا اگر بایار ہم بزم دیدند
در کوے جانان مارا گزر شد
وستم بکار و دل در بر یار
ساقی بیا جام درد در آریم
معشوقہ وارد حسن دل افزا

یارم در آغوش الحمد للہ
از رشک مردند اغیار بدخواہ
ہر لحظہ صد شکر اللہ اللہ
ہر روز عید است ہر لحظہ ہر گاہ
عشرت مدامم ہر سال و ہر ماہ
چشمے ندیدہ است واللہ باللہ

روز تو خوش باد ہر لحظہ شادان
فضل خدایت ہر لحظہ ہمراہ

وردے کہ درون سینہ ام بود — بر بودہ کرشمہ دل افروز

عمر ناقص وقت کمتر فکر آرائش کنید — دل بہ رقت در روزا مذ فکر آرائش کنید

غنچہ خندیدہ گفت در دل خود — گریہ بر روے من ہویدا بود

بہار زندگی دارد نزاکت — ولے چون برق دارد بے ثباتی

نزاکت بر نزاکت می کند یار — اگر چشمے نہ داری می خلد خار
ندانم در ہوائے کیست بسمل — رگِ جانش چو مو در پیچ و تاب است
غنچہ چون گل کرد بویش فاش شد — ورنہ این اسرار زیر پردہ بود
کے توان کرد شرح مدح صفات — بحر مواج گم بورطۂ ذات
دل پرخون بہار نالہ دارد — زنافہ، داس داغ لالہ دارد
درگلستان تا مرا آوردہ اند — ہمچو گل خندان و شادان کردہ اند
کے توانم شکر احسانت کنم — جان و دل قربان فرمانت کنم
چو مینا پنبہ در گوشیم و مدہوش — زمستی راہ گم کردہ فراموش

فصل سوم

حکایت اوّل

ایک درویش نے کسی دوسرے درویش سے استفادہ حاصل کرنے کی غرض سے سوال کیا کہ خدا کی "کنہ ذات" کیا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ اُس کی ذات کی حقیقت کا پہچاننا ممکن نہیں ہے۔ اس کی دریائے محیط مین خس و خاشاک کی طرح سفینۂ فکر سرگردان ہے اور عقل و تمیز کی کشتی ساحل بہ ساحل روان دوان ہے۔ لیکن حقیقت ذات کی تہ نہین ملتی۔ اگر مین کچھ کہون تو یہ مثل صادق آئے گی کہ پانی کے لیے مچھلی تہ مین بیٹھتی ہے یعنی اس کی ذات تمام عالم پر محیط ہے۔ ہر ایک شے مین وہ دائرہ سائر ہے

زورقِ فکرت بدریائے محیطش چون خسے
دست و پا گم کرد ن از دانش بہ کُنہش کی رسے

حکایت دوم

ایک بزرگ سے کسی بزرگ سے سوال کیا کہ توحید کی کیفیت کیا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک ہونا۔ پھر کہا کہ صبر بہتر ہے یا شکر جواب دیا کہ شکر ہی سے صبر پیدا ہوتا ہے۔ پھر سوال کیا کہ قناعت بہتر ہے یا بضاعت۔ جواب دیا کہ سرمایۂ بضاعت قناعت ہی کا حاصل ہے۔ پھر سوال کیا کہ نماز و نیاز مین کون افضل ہے۔ جواب دیا کہ نیاز کے ساتھ نماز بہتر ہے۔ پھر پوچھا کہ تقویٰ بہتر ہے یا روزہ۔ جواب دیا کہ تقوے کے ساتھ روزہ افضل ہے۔ پھر دریافت کیا کہ دنیا کی کسی چیز کی مثال دیجئے۔ جواب دیا کہ "شر" پھر دریافت کیا کہ اس کا ثمرہ کیا ہے۔ جواب ملا کہ تفعلات ؟ پھر اس کی ماہیت کا سوال کیا تو کہا کہ "بالخیر" اس پر اس مستفسر نے عرض کیا کہ اس جمال کی تفصیل بیان فرمایئے۔ اس درویش کامل نے بیان کیا کہ خدائے جل جلالہ کی توحید یہ ہے کہ اسے ایک جانے اور ایک پڑھے اور ایک ہی پہچانے اور ایک ہی شمار کرے سوا اس کے کون و مکان مین کچھ نہین جو کچھ ہے بس خدا ہی ہے کہ آفتاب کی طرح ذرہ ذرہ پر تابان و درخشان ہے ہر وجہ پر اس کی چمک یکسان ہے۔ آسمان و زمین مین اس کی ذات نہین سما سکتی اور اس کی صفات دل و زبان سے نہین ادا ہو سکتی ہے

زبانم قاصر و شکر تو برتر
ثنائے تو کرا غیر از تو در خور

وہ ایک سایہ گستر ہے کہ ہر شخص اس مین آرام لیتا ہے اور اس کی مثال ایک وسیع دستر خوان ہے کہ ہر کس و ناکس اس کے گوناگون نعمتون سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔

صبر کی دو قسمین ہین ایک یہ کہ کوئی شخص معاصی صبر کرے اور دوسرے یہ کہ مصائب پر صبر کرے۔ پہلی صورت بغیر شکر کے ہے کہ اس سے ثواب کی امید کی جائے اور یہ خوف خدا سے پیدا ہوتا ہے دوسری صورت مین شکر لازم ہے جو صبر کرنے والے کو مصائب سے حاصل ہوتا ہے اور تسلیم و رضا مین قدم رکھتا ہے اور جو شخص کہ قناعت کرتا ہے وہ بابضاعت ہو جاتا ہے دنیا کی ہر چیز سے اسکی طمع اُٹھ جاتی ہے اور اُس کی نظر مین کوہ زر اور تل خاکستر یکسان ہو جاتی ہے۔

توحید و صبر و شکر و قناعت چو یافتی
فارغ ز غیر گشتی و سویش شناختی

حکایت سوم

ایک مرید نے اپنے مرشد سے التماس کیا کہ دنیا مین کسطرح زندگی بسر کرنا چاہیے اور کس سامان کے ساتھ رہنا چاہیئے۔ اسکے متعلق ارشاد فرمائیے۔ مرشد نے جواب دیا کہ خوشی کے ساتھ رہو اور غم نہ کھاؤ۔ تخم بوؤ اور پھل کاٹو۔ دنیا ایک پُر خطر راستہ ہے جیسے کہ گھاس کے

نیچے پانی ہوتا ہے ؛ اور وہ ایک پر مذر منزل ہے جیسے کہ کسی کنوے پر خار و خس ہوتا ہے - لہذا اس کے پاوں کے ساتھ سنجیدہ طور پر قدم اوٹھانا کہ لغزش نہ ہو بغیر اس کی یاد کے قدم نہین اٹھ سکتا - جن لوگون نے کہ الدنیا مزرعة الاخرة کا مقولہ کہا ہے درحقیقت اس فقرہ مین بڑے قیمتی ورہا سے نصایح کا لحاظ رکہا ہے - جو کھیتی کہ تیرے پاس ہے اسے لطف و کرم کی آبیاری سے سرسبز رکھ اور جس قطعہ مین کھیتی کی ہے اُسے لطف و احسان کی بارش سے شاداب رکھ اور جو تخم کہ بار آور ہو اس کو وزدان ہوا و ہوس سے محفوظ رکھ اور جو ثمرہ کہ اس سے حاصل کر زہد و تقوے کے ساتھ خرمن مین جمع کر تا کہ نان تازہ ملے اور خوشی بڑہے حقیقت دنیا کی جسکا سوال تو نے کیا ہے یہ ہے اور اس کا مدار جسے تو نے سنا وہ ہے ؎

	تماشائے جہان کن از عجائب کہ از چشمک زدن برقست نائب	

حکایت چہارم

چند تاجرون مین دوستی پیدا ہوئی اور وہ ملک سفر کو نکلے بعد از مشقت و کلفت بسیار ایک شہر مین وارد ہوے - اسکی خوش و تازہ ہوا اور دلکش فضا نے ان کو ایسا محو کر دیا کہ وہ وہین مقیم ہو گئے اور کسی جگہ ملازم ہو کر آرام سے بسر کیا اور بہت سا مال و دولت جمع کر لیا - سفر کی مدت جب ختم ہو گئی تو اپنے مالک کی اجازت حاصل کر کے راہ مراجعت اختیار کی - چلتے چلتے

ایک پر خوف وحشت راہ مین گزرے اور ٹھگون کا سامنا ہوا بوجہ اس کے کہ وہ کسی عامل بزرگ کو ساتھ نہ رکھتے تھے لٹ گئے اور نالہ کنان۔ افتان خیزان مالک کے دروازہ پر حاضر ہوے۔ دربانون نے پوچھا کہ تم کیا لائے انھون نے جواب دیا کہ خالی ہاتھ جان بچا کر ہم آئے ہین کیونکہ ٹھگون نے سب لوٹ لیا۔ اب کہ ہم کچھ بھی عذر کیون نہ کرین مگر کسی وسترس کو نہین پا سکتے۔ عتاب آمیز خطاب ہوا ؎

	این تہی دست رفتہ باز آمد طرفہ سودا پرست ناز آمد	

حکایت پنجم

کسی غریب نے خواب دیکھا کہ وہ کسی شہر مین پہنچا ہے۔ اور اس کے سیر و تماشا مین مصروف ہوا دیکھتا کیا ہے کہ جوق جوق لوگ کھڑے ہوے ہین اور سب دوڑ کر اس کے پاؤن پر گرتے لگے اس غریب نے دریافت کیا کہ اس عجز و الحاح سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ مجمع نے جواب دیا کہ ہمارے ملک کا بادشاہ اس جہان فانی سے گزر گیا ہے اور اس نے عالم رویا مین ہم سب کو ہدایت کی ہے کہ کل اس طرف سے ایک شخص ظاہر ہوگا تاج و تخت پر اوس کو بٹھلانا۔ اب کہ ہم نے حضور والا کو معائنہ کیا تو ہم سب نے کمال خوش ہو کر آپ کے قدم لئے۔ آپ کو تخت و سلطنت مبارک ہو۔ الغرض اس کو تخت سلطنت پر متمکن کیا۔ اور سبھون نے

تدریں پیش کیں۔ ایک مدت تک اس غریب نے عیش وکامرانی کے ساتھ
سلطنت کی اور بفضلہ ایک لڑکا بھی پیدا ہوا۔ جب وہ شہزادہ پرورش
پاکر عنفوان شباب مین داخل ہوا تو اسکی شادی کی رسم عمل مین لائی گئی
اور ایک عظیم الشان جشن منعقد کیا گیا۔ بازگشت کی شب مین کثیر جلوس و
دبدبہ عظیم کے ساتھ شہزادہ کی سواری نہایت کرّ وفر اور شان وشکوہ کیساتھ
برآمد ہوئے ہزارون پیادہ وسوار اور ایک قطار کثیر ہاتھیون کی جلوس کے ہمراہ
تھی۔ آتشبازی کے قدم قدم پر چھوڑنے سے اس اژدہام کثیر مین بڑا شور وشغب
برپا ہوا۔ اس حشر ونشر مین اس غریب کی آنکھ کھل گئی دیکھتا ہے کہ کچھ بھی نہین
مارے حیرت کے دانتون کے نیچے انگلی دبالائی اور دوڑتا ہوا اپنے پیر ومرشد
کی خدمت مین پہنچا اور تمام حالات من وعن بیان کرکے اس کی تعبیر دریافت
کی۔ پیر نے سارا ماجرا سن کر اس کو دو پیسے حوالہ کیئے اور کہا کہ بازار مین جاکر
اس کے لیے روٹیان خرید لائے۔ وہ شخص حسب الارشاد پیر ومرشد بازار مین
گیا اور تھوڑے سے توقف کے بعد روٹی لاکر حاضر خدمت ہوا اور پھر اپنے
خواب کی تعبیر دریافت کی اس مرشد نے جواب مین کہا کہ بازار مین تونے کیا
دیکھا اور کیون اس قدر تاخیر کی۔ اس نے کہا کہ کثرت خلائق کی وجہہ سے کندھے
سے کندھا چھلتا تھا کہ راہ چلنا دشوار تھا۔ اس سوال وجواب مین رات ہوگئی
اور مرشد نے جب رات کے وقت روٹی کھولکر دیکھی تو پسند خاطر نہ ہوئی اور
پھر اوس کو حکم دیا کہ اسے واپس کرکے اچھی روٹی لائے حسب الحکم وہ بازار
واپس آگیا مگر وہان نہ کوئی مکان نظر آیا اور نہ کوئی رہرو ملا۔ یہ دیکھکر واپس ہوا اور

ایک پُر خوف بات سے زمین کیا اسنے فرمایا کہ تیرے خواب کی تعبیر یہی ہے اگر تو وہ کسی عار رکھتا ہے تو اسے سمجھ لے ورنہ نا سمجھ رہ جس طرح چھوٹے چھوٹے خیزران مادیکھا کرتا ہے کہ ان کی اصلیت کچھ نہین ہوتی۔ اسی قبیل سے اس بڑے اشہب کو سمجھ لے ۵

دنیا چو خواب وما بہ خوش نشہ خوردہ ایم
درعین بے خودی بہ پیش رہ بہ بردہ ایم

حکایت ششم

ایک شعبدہ باز کسی والی سلطنت کے دربار مین حاضر ہوا اور واقفان حال سے بادشاہ کی خدمت مین عرض کرایا کہ ایک بازیگر دور و دراز ملک سے حاضر ہوا ہے اور عجیب و غریب شعبدے دکھاتا ہے۔ اگر حکم اقدس ہو تو اپنے کچھ کرتب پیش کرے۔ بادشاہ نے اوس بازیگر کو سامنے بلوایا اور حکم دیا کہ جو کچھ تماشا کر سکتا ہے وہ دکھا۔ بازی گر نے حکم پاتے ہی ایک آئینہ نکالا اور بادشاہ کے روبرو اس کو لایا بادشاہ کی نظر جب اس آئینہ پر پڑی تو وہ سخت متحیر و متعجب ہوا اور غنودگی کی حالت اس پر طاری ہوگئی۔ اسی حالت مین بادشاہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک لق و دق جنگل مین ایک گھوڑے پر سوار کوہ و صحرا کی سیر مین مصروف ہے اور ملازمان شاہی مین سے ایک شخص بھی اس کے ہمراہ نہین ہے۔ اسیطرح سیر کرتے اور پھرتے پھراتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچا کہ جہان آب و دانہ کا پتہ نہ تھا۔

خویش و بیگانہ کا کیا ذکر کیا جاے۔ دور سے ایک بستی نظر پڑی۔ فی الفور
بادشاہ نے گھوڑے کو مہمیز کیا۔ جب اس آبادی کے قریب پہنچا تو چند
کفش دوزون کے جھوپڑے نظر پڑے۔ ایک دروازہ پر بادشاہ گھوڑے
سے اُتر پڑا کہ وہان ایک لڑکی حسین وجمیل نظر پڑی اور اس کے عشق
کا تیر بادشاہ کے جگر دوز ہوگیا۔ آخرالامر بادشاہ کی حالت اس لڑکی کی
محبت مین یہانتک پہنچی کہ تاج وتخت پر لات مار کر اس کے باپ کفش دوز
سے لڑکی کے نکاح کے لیے خواستگار ہوا اور بصد منت والحاح قبولیت
درخواست پر اصرار کیا۔ اس کفش دوز نے بصد مسرت بادشاہ کی درخواست
قبول کرلی اور اپنی لڑکی کا نکاح اسکے ساتھ کر دیا اس کے بعد بادشاہ نے
اسی جگہ قیام کر دیا۔ اور ایک عرصہ کے بعد لڑکے بھی پیدا ہوے۔ بادشاہ
بھی کفش دوزی کیا کرتا اور اپنے بچون سے جی بہلایا کرتا تھا۔ ایک دن
یہ واقعہ گزرا کہ کفش دوز بادشاہ تھا اس قریہ کے کنارے سیر
کر رہا تھا کہ ایک خسرو ملک کا ادھر گزر ہوا جو شاہانہ لباس
تاج خسروانہ سے مزین تھا۔ اس نے اپنے ملک کی راہ پوچھی
مگر بادشاہ نے جواب دینے سے انکار کیا۔ اس پر اس بادشاہ نے
چند کوڑے لگائے اور اپنے ساتھ اوسے لے کر آگے بڑھا۔ ایک ایسے
مقام پر دونون پہنچے کہ راستے مین ایک تاریک کنوان تھا جس پر گھاس
اور سبزی اس قدر اُگی ہوئی تھی کہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہ کنوان ہے اودھر قدم
بڑھاتے ہی بادشاہ کا گھوڑا کنوے مین جا پڑا اور راکب مرکب دونون ایک ساتھ

ایک غائب ہو گئے۔ یہ کفش دوز بادشاہ سخت گھبرایا اور لاچار ایک طرف روانہ ہوا تھوڑی دور آگے بڑھا تھا کہ ایک شہر غدار نظر آیا۔ جب قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام اہالی موالی وضیع وشریف گریہ کنان خاک اُڑاتے ہوئے شور ماتم برپا کر رہے ہین۔ بادشاہ نے پکار کر ان سے دریافت کیا کہ اس ماتم عظیم کی کیا وجہ ہے۔ انھون نے جواب دیا کہ ہمارا بادشاہ شکار کو نکلا تھا مگر اب تک وہ واپس نہین ہوا اور بے پتہ ہو گیا ہے۔ اس کفش دوز بادشاہ نے ان سے سارا حال بیان کیا کہ بادشاہ ایک کنوے مین گر کر غائب ہو گیا ہے۔ تمام اہالیان شہر نے جب اپنے بادشاہ کے غائب ہو جانے کا حال سنا تو باہمی مشورہ سے یہ طے کیا کہ چونکہ یہ شخص بادشاہ کی خدمت مین رہا ہے۔ اس لئے بپاس خاطر اسی کو تخت پر بٹھا دینا چاہیے۔ الغرض سب کا اس پر اتفاق ہو گیا اور بادشاہ نے نہایت خوشی ومسرت کے ساتھ تخت پر جلوس کیا اور اس کو بڑی ہی مسرت حاصل ہوئی اور امور مملکت کا انتظام حسب دلخواہ کرنے لگا۔ چندزمانہ کے بعد بادشاہ کی وہ بیوی جو حالت کفش دوزی مین تھی اپنے بچون کو لیکر شوہر کی تلاش مین نکلی اور اس شہر مین بھی پہنچی۔ حسن اتفاق سے بادشاہ ایک صحرا مین شکار کے لیے بڑے تزک و احتشام سے جا رہا تھا۔ تمام اطراف مین خلقت ٹھٹھ کی ٹھٹھ دیکھنے کے لیے جمع تھی۔ جب بادشاہ سامنے سے گزرا تو اس عورت نے پہچان لیا اور پکار کر کہا کہ اے بادشاہ اپنے اہل وعیال کو اب آتش مفارقت سے نکال لے اور اپنے بچون کو سایۂ مرحمت مین لے لیکن بادشاہ نے اس کی طرف کچھ التفات نہ کیا۔

عورت بیچاری مایوس ہوکر زار و قطار رونے لگی اور ارکان امرای ملک کے پاس پہنچکر اپنا تمام قصہ اور بادشاہ کے کفش دوزی کا حال وغیرہ من وعن بیان کردیا۔ جب تمام اہالیان شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ ہمارا بادشاہ کفش دوز ہے تو وہ حیرت سے ساتھ انگشت بدندان ہوئے اور چونکہ وہ آتش پرست تھے اس لیئے انھون نے یہ خیال کیا کہ بادشاہ نے ہمارا مذہب تباہ و برباد کردیا۔ اب بجز اس کے انھون نے کچھ چارہ نہ دیکھا کہ لکڑی کے انبار مین آگ لگاوین اور اس مین خود سب جل جائین تاکہ مذہب کی پاکیزگی حاصل ہو۔ الغرض ان آتش پرستون نے آگ کے علاوہ مین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑکر اپنے کو داخل کیا اور سب کے سب جل بھن کر خاکستر راہ بن گئے سلطان جب واپس ہوا تو ان سے یہ حال دیکھکر اپنا سر پیٹ لیا اور تخت پر بیٹھکر زار و قطار رونے لگا کہ ان سب کے جل جانے کے بعد اب مین کس کام کا رہا اور کیا کرونگا۔ بہتر ہے کہ مین بھی آگ مین جل جاؤن۔ یہ تجویز کرکے سر و پا برہنہ بادشاہ آگ کی طرف دوڑا۔ اتنے مین اس کی آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز اور مصاحبین کا مجمع ہے۔ کسی ایک سے اوس نے دریافت کیا کہ کس وقت تک مین خواب مین رہا اوس نے جواب دیا کہ چند لمحہ سے زیادہ کا عرصہ نہین گزرا۔ یہ سنکر حیرت کے مارے بادشاہ نے اپنا سر نیچا کرلیا اور یہ اشعار زبان پر لایا۔

اشعار

بازی گرِ زمانہ بازیچہ گزیدہ		کہ شاخ سر کشیدہ کہ میوۂ بریدہ	

رنگِ بقا ندارد۔ سنگے کہ با حنا شد	تا چشم برکشادی رنگِ حنا پریدہ

حکایت ہفتم

کسی نے ایک شخص کو اپنی گائے امانتہ سپرد کی۔ اس نے گائے کو چراگاہ
مین بھیجا۔ اتنے مین ایک شیر جنگل سے نکلا اور گائے کو پھاڑ کر اوٹھا لے گیا
امانت دار نے مالک گائے سے جاکر حقیقت حال بیان کی مگر اس نے
امین کی غلط بیانی باور کرلی اور سلطان کے پاس جاکر استغاثہ دائر کردیا کہ مین نے
فلان شخص کو گائے امانتہ سپرد کی تھی وہ اب دینے مین طرح طرح کے حیلہ
وحوالہ کرتا ہے سلطان نے اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ مدعی علیہ کو لاکر دربار مین
حاضر کرین جب مدعی علیہ حاضر اجلاس ہوا تو اس نے تمام حال بیان کیا کہ گائے
کو شیر کھا گیا ہے لیکن چونکہ کوئی گواہ موجود نہ تھا اس لیے یہ طے پایا کہ قسم پر
اس معاملہ کا تصفیہ کیا جائے اور ایک بڑی دیگ مین تیل خوب کھولایا جائے
جب وہ گرم ہوجائے تو مدعی علیہ اپنا ہاتھ تیل مین ڈالے۔ اگر صحیح کہتا
ہے تو ہاتھ نہ جلیگا۔ الغرض یہی انتظام کیا گیا اور جب تیل خوب جوش مارنے
لگا تو مدعی علیہ نے یہ کہکر اپنا ہاتھ ڈالا کہ اگر گائے کو شیر کھا گیا ہے تو میرا ہاتھ
نہ جلے گا لیکن فی الفور اس کا ہاتھ جل گیا۔ اس پر وہ شخص مارے غیرت
کے سیلاب ندامت مین غرق ہوگیا اور آنکھون سے آنسو بہاکر درگاہ
مجیب الدعوات مین یہ دعا کی کہ اے واقف راز خدا اے برتر! تو بخوبی
جانتا ہے کہ مین نے غلط نہین بیان کیا۔ حیف ہے کہ اس راستی پر بھی میرا

ہاتھ جل گیا اس کے بعد اس نے ارکان دولت کو مخاطب کرکے کہا کہ مین
نے جو کچھ کہا ہے سب درست ہے مین نے سنا ہے کہ آخر راستی راستی
ہی ہے پھر یہ خلاف امر کیون وقوع پذیر ہوا۔ آپ لوگ غور کرکے میرے
معاملہ مین انصاف کیجئے۔ اور اگرچہ بظاہر مین خجل ہون لیکن دل مین شرمندہ
نہین ہون۔ خدا دانا و بینا ہے کہ مین نے جو کچھ کہا ہے سب
درست ہے ایک حرف بھی غلط نہین ہے۔ سلطان بھی نہایت متفکر ہوا
کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ باوجودیکہ یہ شخص راستی کا مدعی ہے لیکن اس کا
ہاتھ پھر کیون جلا۔ الغرض اس نے حکم دیا کہ دیگ پھر چڑھائی جائے اور
اس مرتبہ یہ شخص کہکر ہاتھ ڈالے کہ اگر گائے کو شیر نے زیادہ نے کھایا ہی
تو میرا ہاتھ نہ جلے گا چنانچہ اس بار ایسا ہی عمل مین لایا گیا اور اس شخص کا
ہاتھ جلنے سے محفوظ رہا اور یہ ثابت ہو گیا کہ وہ صادق القول ہے۔ سلطان نے
اسکی عزت و حرمت بڑھائی اور انصاف اگرچہ ایک مشکل امر ہے تاہم
ہر ایک منصف مزاج شخص کے حصہ مین ہے ۵

مملکت با معدلت خوشتر بود
ثمرۂ دارین ازان حاصل شود

حکایت

چند آرہ کش جنگل مین گئے۔ ایک درخت کو خشک دیکھکر کاٹا اور رات ہو جانے
کی وجہ سے وہ شہر مین واپس آگئے۔ اتفاق سے چند بندر جمع ہوکر اس

درخت پر آئے اور دیکھا کہ شگاف میں ایک لکڑی بطور فضا من کے رکھی
ہوئی ہے۔ جیسے ہی کہ انہوں نے اس لکڑی کو پکڑ کر نکالا ان کے حصے
لکڑی کے شگاف مین پھنس گئے اور فریاد و فغان کرنے لگے۔ ایک
شخص ان کے قریب پہنچا اور دریافت کیا کہ تم کیون اس مصیبت میں مبتلا
ہوئے۔ انہوں نے اپنی لہو و لعب کی سرگزشت بیان کی۔ اسنے جواب
دیا کہ تم نے کار لاطائل کا نتیجہ دیکھ لیا کہ بلائے عظیم مین اس کی وجہ سے
گرفتار ہوئے۔ جو شخص کہ اپنی حد سے متجاوز ہوتا ہے دنیا و عاقبت خراب
کرتا ہے ۵

ہر کہ رود در پئے لہو و لعب	عمر تلف کردہ فتد در تعب

حکایت

ایک ساہوکار کو حیوانون کے پالنے کا بہت شوق تھا اور ان کی پرورش
مین وہ کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھتا تھا۔ ان مین ایک کتا بھی تھا جس پر وہ سب
سے زیادہ التفات کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی ادنے قصور پر اس کے سر پر
ایک چھڑی ماری۔ کتا وفاداری کا خیال دل سے دور کر کے موقع کا منتظر
رہنے لگا۔ ایک رات جب کہ ساہو سو رہا تھا کچھ چور جمع ہو کر آئے اور نردبان
لگا کر چوری مین مصروف ہوئے۔ ایک گدھا بھی تھا۔ وہ کتے کو طعن و تشنیع
کرنے لگا کہ تیرا کام پاسبانی کا ہے اب اس وقت نمک حلالی کی شرط پوری
کر اور مالک کے بیدار کرنے کے لیئے بھونک۔ کتے نے خشونت سے

لہجہ مین جواب دیا کہ تجھے کیا پڑی ہے کیا تو نے نہین دیکھا کہ سر پر لکڑی مارکر
مغز پاش پاش کر دیا ہے۔ گدھے نے کہا کہ یہ درست ہے لیکن نمک حلالی
اور وفاداری کے یہ معنی ہین کہ جب تک جان باقی ہے نمک کا پاس رکھے
اور جو کہ کسی اونے حرکت پر اپنے مالک کا لحاظ چھوڑ دیتا ہے وہ دنیا
و آخرت مین ذلیل ورسوا ہوتا ہے۔ کتے نے جواب دیا کہ اگر تجھکو نمک حلالی
کا ایسا ہی خیال ہے تو اس چوری سے چشم پوشی نہ کر اور مالک کی آگاہی
کے لیے شور مچا۔ گدھے نے وفاداری کا خیال کیا اور چند مرتبہ آواز نکالی
اس پر مالک جاگ اٹھا اور دیکھا کہ گدھا چلا رہا ہے۔ وہ اپنی جگہ سے
اٹھا اور ایک لکڑی گدھے کے سر پر رسید کی۔ کتے نے یہ حال دیکھا تو
ہنسکر کہنے لگا کہ جو اپنا کام چھوڑ کر کسی دوسرے کے طریقہ کو اختیار کرتا ہے
وہ اس طور سے سزا کو پہنچتا ہے۔ گدھے نے جواب دیا کہ مین نے تو
جان فدا کر کے میدان نمک حلالی مین سبقت کی ہے نہ تیری طرح
وادی بدنامی مین تک و دو کی۔ الغرض صبح کو جب ساہوکار بیدار ہوا اور
چورون کی کارستانی اس پر ظاہر ہوئی تو گدھے کو عقلمند سمجھکر اس کا
اور خیال کرنے لگا اور کتے کو بجز ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آیا ؎

خطا زند بہ نمک ہر کہ اصل او ز خطاست	بہ بین بلفظ حلال و حرام راہم راست

حکایت

ایک بادشاہ تھا جو عدالت و سخاوت مین ہمیشہ مصروف رہا کرتا تھا

اس کے چار بیٹے تھے جو لہو ولعب مین شب و روز بسر کرتے تھے اور جس قدر کہ بادشاہ ان کو نصیحت کرتا تھا وہ کچھ بھی دھیان نہ کرتے تھے ۔ آخر بادشاہ نے علما و فضلا کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ ان لڑکون کو منہیات سے باز رکھنے کی کوشش کرو تاکہ خلائق کو وہ ایذا نہ پہنچاوین اور لوگ ان کے ستم سے رہائی پاوین ۔ ان علما نے عرض کیا کہ جو شخص چار چیزون مین سے ایک چیز رکھتا ہے وہ اس قدر نشۂ غرور مین سرشار رہتا ہے کہ اس کی تربیت محال ہو جاتی ہی یعنی ۔ جوانی ۔ ثروت ۔ حکومت ۔ نخوت ۔ اور جب کہ کسی کو ان چارون مین سے ایک حاصل ہو تو اس کی بہبودی کی فکر بے سود ہے لیکن پھر بھی صحبت نیک سے بڑھکر کوئی علاج نہین ہے چنانچہ مین ایک قصہ کہتا ہون اس کو سماعت کیجیے ۔

ایک ماہی گیر مچھلی کا شکار کیا کرتا تھا ۔ ایکمرتبہ ایک عجیب و غریب مچھلی اسکے ہاتھ لگی اور اس نے اسے دیکھکر خیال کیا کہ سلطان کے نذر کرے تاکہ بہت کچھ اس کا نفع اُٹھاے ۔ یہ سوچکر سر پر اُٹھا لیا اور بادشاہ کے دربار کی راہ لی راستہ مین بارش ہونے لگی ۔ تو وہ ایک مکان مین پناہ گزین ہوا چند علما مذکر و مونث و مخنث پر بحث کر رہے تھے اس نے یہ الفاظ سنکر جی مین سوچا کہ مذکر و مونث کے مخنث بھی دنیا مین ہوتا ہے ۔ اس لفظ کے عجیب و غریب ہونے کی وجہ سے وہ بار بار دوہراتا ہوا سلطان کے دربار مین پہنچا اور شاگرد پیشہ لوگون سے مچھلی کے پیش کرنے کا حال بیان کیا ۔ خدام نے سلطان کی خدمت مین جا کر عرض کیا کہ ایک ماہی گیر

کوئی عجیب و غریب مچھلی لے کر حاضر ہوا ہے اور نذر گزرانا چاہتا ہے۔ سلطان نے اس کو اپنے سامنے طلب کیا اور مچھلی دیکھکر خوش ہو کر ایک معتدبہ رقم انعام عطا کیا۔ حضار مجلس ایک ماہی گیر کو اس قدر رقم دینے سے جل بھن گئے اور بادشاہ سے عرض کیا کہ مبلغ خطیر اس کو نہ دینا چاہیئے اور عرض کیا کہ اگر مچھلی کے مذکر و مونث ہونے کا یہ جواب نہ دے سکے تو اوس کو انعام نہ عطا فرمایئے۔ بادشاہ نے ماہی گیر سے دریافت کیا کہ مچھلی مذکر ہے یا مونث ہے۔ ماہی گیر نے جواب مین کہا کہ خنثیٰ اور اپنا روپیہ اُٹھاکر گھر کی راہ لی۔ جب کہ ایک ادنے وقت کی صحبت کا یہ نتیجہ ہوا تو اعلے طریقہ کی صحبت کا انجام کیا کچھ نہین ہوسکتا۔ الغرض حسب الحکم سلطان ان شہزادون کی تربیت کے لیے بڑا اہتمام کیا گیا۔ اتفاق سے تین شہزادون کا انتقال ہوگیا اور جو تھا لڑکا علما و فضلا کی صحبت اُٹھاکر نہایت ہی خلیق اور عالم ثابت ہوا۔ ایک دن کسی شاعر نے یہ شعر پیش کیا

ہرچہ در قسمت ست می آید	نہ شود کم زیادہ از تقدیر

شہزادہ نے اس شعر کو از حد پسند کیا اور ایک لاکھ روپے اوس شاعر کو انعام مین دیا۔ مخبرون نے اس خبر کو بادشاہ تک پہنچایا۔ ارکان دولت نے اس بخشش بیجا کو سنکر بادشاہ سے عرض کیا کہ آپ شہزادہ کو اس قسم کے صرف بیجا سے ممانعت کر دین۔ بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو علمار کی صحبت کی وجہ سے تہذیب و اخلاق مین اس پایہ کو پہنچا ہے۔ بخشش بھی سلطانی اوصاف مین سے ہے اور یہ کوئی صرف بیجا نہین ہے۔ تم لوگ

اعتراض کس لیئے ہے۔ ان لوگون نے عرض کیا کہ یہ مقدمہ انتہامین زیادہ
موزون ہے مگر درجات ابتدائی مین بیجا ہے مگر جب تک شہزادہ والاتبار
منتہی نہ ہوجائین اور دنیا کو بخوبی دیکھہ بھال نہ کرلین یہ مراتب عطا وجود ان
کے لیے سزاوار نہین ہین۔ اس طرح سے ارکان دولت نے بادشاہ
کا مزاج منحرف کردیا اور اس نے دریافت کیا کہ کیا تدبیر اختیار کی جائے۔
انھون نے عرض کیا کہ شہزادہ کو گرم و سرد زمانہ کا تجربہ کرنا چاہیئے اور سیر
و سیاحت سے بڑھکر کوئی ذریعہ حصول تجربہ کا نہین ہے۔ پس بادشاہ
نے شہزادہ کو حکم دیا کہ صحرا کی طرف روانہ ہو اور جہان قسمت لیجا ئے چلا جائے
الغرض شہزادۂ والاتبار حسب الحکم بادشاہ والاجاہ ایک طرف یکہ و
تنہا روانہ ہوا۔ ایک جنگل مین پہنچا اور ایک درخت کے نیچے گھوڑے سے
اُترکر سو رہا۔ ایسی حالت مین کچھہ چور اُدھر سے گزرے اور جو کچھہ شہزادے
کے پاس تھا معہ گھوڑے کے لیکر رفو چکر ہوگئے۔ شہزادہ جب جاگا تو
نہایت پریشان اور متفکر ہوا اور افتان خیزان ایک شہر مین پیادہ پا چلکر
داخل ہوا۔ ایک مقام پر اس نے دیکھا کہ ایک انبوہ کثیر بازیگر کے گرد
حلقہ کیئے ہوئے تماشہ دیکھہ رہے ہین۔ وہ بھی اسی گروہ مین شامل ہوکر تماشا دیکھنے لگا
اتفاق سے قریب بادشاہ کا محل تھا اور اس کی شہزادی بھی کھڑکی سے تماشا
دیکھہ رہی تھی اتفاق سے اس کی نظر ایک جوان پر پڑی تو اس کے پائے ثبات
مین لغزش ہوئی اور اوس نے اس جوان کو دام مین لانے کے لیے ایک
کنیز کو مجمع مین روانہ کیا فی الفور کنیز اوس جوان کے پاس آئی اور حرف مطلب

زبان پر لائی۔ وہ جوان خوف زدہ ہوا اور کنیز سے کہا کہ یہ شہزادی ہے مبادا یہ راز فاش ہو جائے اور مین دار پر چڑھایا جاؤں ہیبت اور دبدبہ سلطانی کی وجہ سے مجھ مین اتنی ہمت نہین ہے کہ مین اس طرف ایک قدم بھی آگے بڑھاؤن مگر اس کنیز نے دلاسا و تشفی دے کر اس کو رام کر لیا اور رات کا وقت قرار دے کر چلی گئی شہزادہ بھی اس جوان کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ان تمام واقعات کو بخوبی دیکھ لیا۔ رات کے وقت وہ جوان خوف کے مارے نہ گیا لیکن شہزادہ نے اپنے کو قصر کے نیچے پہنچایا۔ وہان ایک رسی لٹک رہی تھی۔ اسنے اُسے ہلایا۔ کنیز نے یہ سمجھکر کہ وہ جوان آیا ہے اس کو اوپر کھینچ لیا اور ملکہ آفاق کو خبر دی وہ تو ہزار جان سے فریفتہ ہو رہی تھی اس نے کنیز کو بھیجا کہ وہ حاضری کے تمام آداب وغیرہ جوان کو سکھلا دے القصہ جب شہزادی اس جوان کے پاس آئی اور اس سے کچھ اختلاط کی باتین شروع کی مگر شہزادہ وہی اوپر والا شعر پڑھنے لگا اور اس کے ہر ایک سوال کے جواب مین وہی شعر پڑھتا تھا۔ اس پر شہزادی برافروختہ ہوئی اور کنیز کو جھڑکا کہ تو کس کو بلا لائی ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ شاید کوئی دوسرا آ گیا ہے۔ شہزادی نے حکم دیا کہ اسے نیچے اتار دے کیون کہ وہ پریوشون کی صحبت کے لائق نہین ہے۔ شہزادہ اوپر سے نیچے آیا اور ایک پرستش گاہ مین داخل ہوا۔ اتفاق سے وہان ایک فاحشہ عورت نے اپنے کسی آشنا کے ساتھ آدھی رات کو آنے کا عہد و پیمان کیا تھا۔ جب وہ عورت آئی تو ایک جوان کو ایک کنارے سوتا دیکھا عورت نے

اس کو اپنا آشنا سمجھ کر جگایا اور شہزادہ وہی اوپر کا شعر پڑھنے لگا۔ وہ عورت اجنبی سمجھ کر افشاے راز کے خوف سے جلد نکل گئی۔ اتفاق سے اسیوقت ایک شادی کی برات گزری اور شہزادہ بھی نکلا اور اس مجمع مین شامل ہوگیا اور دولہن کے گھر تک یہ برات جا پہنچی اور مجلس مین سب لوگون کے ساتھ شہزادہ بھی بیٹھ گیا۔ دلہن والون نے یہ خیال کیا کہ یہ داماد کی طرف سے آیا ہے اور داماد والون نے یہ سمجھا کہ یہ دلہن کی طرف سے ہے۔ الغرض دونون طرف سے اس کی بڑی خاطر ہوئی اور نکاح کے وقت اس کو دلہن کے پاس بٹھلایا کہ اسی وقت ایک ہاتھی مست ہوکر اس مجلس مین آگیا۔ تمام حاضرین بھاگ کھڑے ہوے اور دولہا بھی ایک طرف نکل بھاگا صرف دولہن اور شہزادہ رہ گئے۔ ہاتھی نے آگے بڑھکر شہزادہ پر حملہ کیا وہ فی الفور جست کر کے ہاتھی کی گردن پر سوار ہوگیا کہ اتنے مین کئی فیلبان آگئے اور ہاتھی کو پکڑ لیا رفع ہنگامہ کے بعد محفل پھر منعقد ہوئی اور داماد بھی آیا مگر اس دلہن نے شور و فریاد کی مین سوا اوس جوان کے (یعنی شہزادہ) کے اور کسی کے ساتھ نکاح نہ پڑھواؤنگی۔ ہرچند اس سے کہا گیا لیکن وہ کسی طرح راضی نہ ہوئی۔ نوبت بایجا رسید کہ دولہا والون نے بادشاہ کے دربار مین نالش دائر کی حسب الحکم فریقین حاضر ہوے اور بادشاہ نے دولہن کے مان اور باپ سے سوال کیا کہ جب کہ دولہا کی طرف سے مبلغ کثیر خرچ ہوا ہے تو پھر لڑکی نہ دینے کی کیا وجہ۔ انھون نے جواب دیا کہ ہم سب اسپر بخوشی راضی ہین لیکن خود لڑکی راضی نہین ہے اور وہ ایک

دوسرے شوہر کو پسند کرتی ہے۔ بادشاہ نے تمام حال پوچھا اور انہون نے
ہاتھی کا واقعہ اور اس جوان کا مقابلہ کرنا سب بیان کیا۔ بادشاہ نہایت
متحیر ہوا اور سوار ہو کر لڑکی کے مکان پر آیا تو دیکھا کہ دلہن اور ایک نئی جوان
بیٹھے ہوئے ہین اس نے شہزادہ سے اس کا حال پوچھا مگر وہ سوا
اس شعر کے اور کچھ نہ پڑھتا تھا۔ بالآخر بادشاہ کے ساتھیون نے بڑی
جدوجہد سے دریافت کیا تو شہزادہ نے اپنا تمام حال بیان کیا بادشاہ
نے اس کی جرأت وہمت پر آفرین کی اور اپنی شہزادی کو اس کے حبالۂ عقد
مین دیا اور بے شمار مال و دولت اور ایک قطعہ ملک اس کو حوالہ کر کے
اس کے باپ کے پاس روانہ کیا۔ جب یہ تمام انبوہ شہزادہ لے کر اپنے
باپ کی خدمت مین پہنچا تو وہ اول نہایت متعجب ہوا۔ لیکن سب حالات
سن کر نہایت خوش ہوا اور تمام ارکان و اعیان دولت نے اقرار کیا کہ اب
اس ایک لاکھ روپیہ کی بخشش کا پورا امتحان ہو گیا۔ ہر چند انسان سعی کرے
لیکن پاتا وہی ہے جو اس کی قسمت مین ہوتا ہے۔

شعر

آدمی سعی کار گر کند ہمہ عمر | نہ برد ذرہ ز قسمت بیش

حکایت

ایک خوش بیان اور عالم و فاضل شاعر نہایت مستغنی المزاج تھا اور مال اندوختہ
بسر اوقات کیا کرتا تھا جب سامان اندوختہ ختم ہو گیا تو اوس کے اہل و عیال

سے اس کو مجبور کیا کہ کسی بادشاہ کے دربار مین جائیے اور کوئی شعر پڑھکر دفع الوقتی کے لیے کچھ انعام حاصل کرے کہ ہم سب فقر و فاقہ سے بچین اس شاعر نے جواب دیا کہ جب تک میرا دیوان ختم نہ ہو جائے مین کسی کے پاس نہ جاونگا مگر جس قدر اون سے انکار کیا اس کے اہل و عیال نے اصرار پر اصرار کیا آخرکار جب شاعر مجبور ہو گیا تو یہ شعر لکھکر اپنے ایک خادم کو دیا کہ وہ فلاں سوداگر کے دروازہ مین چھوڑ آئے۔

شعر

در تعمیل نکشا در امورات
قدم نجنبیدہ نہ کز جا نلغزد

اور اس شعر کی قیمت ایک لاکھ روپیہ قرار دی۔ اتفاق سے جب وہ خادم سوداگر کے مکان پر پہنچا تو اس کے گماشتون نے کہا کہ سوداگر تو فلان مقام پر کسی بادشاہ کی طرف مصروف بہ پیکار ہے انہون نے وہ شعر اسکی بیوی کے پاس بھیجدیا اور اس نے ازراہ قدردانی ایک لاکھ روپیہ مرحمت کر کے خادم کو رخصت کیا اور بخط جلی کتبہ لکھکر محل کے کونون مین چسپان کر دیا۔ اس کے چند روز کے بعد جب جنگ ختم ہو گئی اور سوداگر اپنے مقام سے کچھ فاصلہ پر پہنچا تو یہ سوچ کر ٹھہر گیا کہ رات کے وقت لباس بدلکر مکان چلنا چاہیئے۔ القصہ وہ رات کو اپنے مکان مین داخل ہوا اور دیکھا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس کی زوجہ ایک جوان کے ساتھ ہم بستر ہے اس کو بہت غصہ آیا اور چاہا کہ اسی وقت دونون کو قتل کر دی

کہ اتنے مین اس کی نظر ند کور شعر کے کتبہ پر پڑی جسمین یہ شعر ثبت تھا۔

شعر

در تعجیل مکشاور امورات	قدم سنجیدہ نہ کزجانہ لغزد

سوداگر کا غیض وغضب اس شعر کو دیکھکر فرو ہو گیا اور وہ متامل ہوکر واپس چلا گیا۔ دوسرے روز اس نے اپنے قیامگاہ سے مکان پر ایک آدمی بھیجدیا کہ مین آرہا ہون یہ خبر سنتے ہی گھر مین بڑی خوشی پھیلی اور اسکا نوجوان بیٹا استقبال کو آیا اور اپنے باپ کے قدمبوس ہوا۔ سوداگر کمال متعجب ہوا کہ یہی نوجوان ہم بستر تھا۔ گماشتون نے عرض کیا کہ یہ آپ کا فرزند ارجمند ہے۔ حال ہی مین اوس کی شادی کیگئی ہے۔ سوداگر اپنی غلطی پر متنبہ ہوا اور خوشی خوشی اپنے مکان پر آیا اور اس کتبہ کی کیفیت اپنی زوجہ سے دریافت کی۔ اس نے سارا حال بیان کیا کہ ایک شاعر سے مین نے لاکھ روپیہ دے کر اوس کو خرید ا تھا۔ سوداگر اس سے بہت راضی ہوا ایک لاکھ اور اوس شاعر کے گھر پر بھیجدیا۔

پس انسان کو لازم ہے کہ سنجیدہ طور سے قدم بڑہاے اور عجلت کسی کام مین ہر گز نہ کرے تاکہ صبر کا نتیجہ عمدہ ظہور مین آئے۔

ہر کہ تعجیل کند پیرو شیطان گردد   آخر از فعل بد خویش پشیمان گردد

حکایت

دو بادشاہون کے درمیان نزاع برپا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جانبین سے

...ی اس مین سے چندون کی جنگ وجدال کے بعد
...سے غلبہ کے آثار ظاہر ہوئے جس کی وجہ سے ایکطرف
...ول مین ہیبت اور اندیشہ نے گھر کر لیا اور اپنی شکست کی
...ست امتردد ہوا جب رعایا نے اپنے بادشاہ کا یہ حال دیکھا
کہ وہ اس جنگ کی وجہ سے توہمات مین مبتلا ہے تو آپس مین مشورہ کیا کہ
کسی طرح بادشاہ کے توہمات کو دور کرنا چاہیے۔ چند لوگون نے تو راے
دی کہ ہم کو اس معاملہ مین دخل نہ دینا چاہیے مگر کثرت راے اسی کی
مقتضی ہوئی کہ بادشاہ کو خیال شکست سے علحدہ کرنا چاہیے۔ الغرض چند
لوگ ملکر بادشاہ تک پہنچے اور عرض کیا کہ جہان پناہ کا پاے ثبات بظاہر
جنگ سے متزلزل معلوم ہوتا ہے ایسے مواقع پر ہمت و پامردی سے
توہمات کو دفع کرنا چاہیے اور عقل و عزم سے تدبیر نکالنا چاہیے۔ مبادا
دشمن پیش دستی کر کے قبل از قبل اپنا کام کر لے۔

اس ڈیپوٹیشن نے اپنے بیان کی صداقت مین ایک حکایت بیان
کی کہ ایک سوداگر قطع منازل کر رہا تھا کہ کسی وادی خطرناک مین اس کا
مال و اسباب غارت گرون نے لوٹ لیا مگر بعد زنگولہ کو اسی میدان مین چورون
نے بھی بھولکر چھوڑ دیا۔ وہان بندر بھی بہت تھے اور چونکہ وہ کھیل کود کے
بہت شایق پاے جاتے ہین اس زنگولہ کو اٹھا لے گئے اور اس کو ہاتھ
سے ہلانے لگے جس کی وجہ سے کوہ و دشت مین ایک زلزلہ آگیا اور شور وغوغا
عظیم برپا ہوا۔ اطراف و اکناف کے لوگون نے سمجھا کہ کسی بادشاہ کی افواج

قاہرہ کا یہ سرزمین مستقر ہوا ہے۔ وہان کے بادشاہ کو بھی بڑی فکر اس کے دفعیہ کی پیدا ہوئی مگر روز بروز زیادہ پریشان و متفکر ہوتا گیا۔ ایک دن ایک عقلمند عورت اس کے دربار مین آئی اور درباریون سے کہا کہ اگر بادشاہ کا حکم ہو تو اس بلا کو مین دفع کردون۔ بادشاہ نے اسکی تدبیر پسند کی۔ عورت نے سو روپیہ کا نخود برشتہ خرید کیا اور اس جنگل مین جہان بندر رنگولہ سے کھیل رہے تھے پہونچی اور نخود کو پھیلا دیا۔ تمام بندر رنگولہ چھوڑکر نخود پر آ گرے اور عورت اس کو جمع کرکے سلطان کے پاس لائی۔ لہذا سلاطین کو چاہیے کہ توہمات مین اپنے آپ کو نہ گرفتار کرے شاید کہ کسی ادنے تدبیر سے غنیم کا دفعیہ ہو جاوے الغرض سلطان کی ہمت بندی اور عقلاے دربار کے حسن تدبیر سے دشمن کو شکست ہوئی اور سلطان آرام سے اپنے تخت پر بیٹھا۔

پس سلاطین ذوی الاقتدار کو زیبا ہے کہ ہمت و تدبیر اور جراءت و شہامت کو مشکلات کے وقت ہاتھ سے نہ دے اور توہمات مین ہرگز نہ گرفتار ہو تاکہ اپنے مقصد کو پہنچے ؎

باد شہ را جراءت و تدبیر صائب لازم ست	تاکہ دشوار آسان شود ہر مشکلش آید پیش

حکایت

ایک مرتبہ عقل اور دولت کے مابین بحث ہوئی کہ ہم مین سے کون افضل ہے اور ہر ایک تفوق کا دم بھرتا تھا۔ جب طویل قیل و قال کے بعد بھی کچھ فیصلہ نہ ہوا تو عقل و دولت باہمی رضامندی سے عدل کے پاس اپنا مقدمہ لیکر

فیصلہ لیکر آئین اور طلب انصاف کیا۔عدل نے جواب دیا کہ جب تک مین امتحان نہ کرون کوئی فیصلہ نہین کر سکتا بہتر ہے کہ دونون مین سے ہر ایک اپنے کمالات کے جوہر دکھاؤ۔

"دولت" جو نہایت متکبر اور خود اندیش تھی پیش قدمی کرکے بولی کہ دیکھو مین اپنا جوہر دکھاتی ہون اور طرفتہ العین مین ایک ادنے کو بمقام اعلی پہنچا دیتی ہون۔چنانچہ ایک کاشتکار جس نے جوار بوئی تھی جب صبح کو اُٹھا تو اسکی خوشہ ہائے جوار دانہ مروارید ہوگئے مگر کاشتکار بدعقلی کی وجہ سے زار زار رونے لگا کہ میری محنت رائگان گئی اور تمام جوار پتھر بن گئی ایک بنجارہ کا ادھر گزر ہوا اور اوس نے کہا کہ تو کیون رو رہا ہے بنجارہ یہ ماجرا دیکھنے کو کھیت مین آیا اور دانہ مروارید دیکھکر اس کاشتکار سے کہا کہ تو جسقدر قیمت کو چاہے ان پتھرون کو میرے ہاتھ فروخت کردے۔الغرض بنجارہ نے اس کھیت کو خرید لیا۔اور کاشت کار شادان و فرحان اپنے مکان کو گیا۔اور ادھر بنجارہ بھی بورے مین بھر کر خوش خوش اپنے مکان کو آیا۔رات تو گزر گئی۔صبح کو جب اس نے تھیلا کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام دانہ مروارید دانہ جوار ہو گئے ہین۔فی الفور اس تھیلے کو اُٹھا کاشت کار کی تلاش مین نکلا اور عقل سے دریافت کرلیا کہ درحقیقت یہ دولت اسی کاشت کار کے قسمت مین ہے اور یہ اسی کا حصہ ہے۔چنانچہ جب کاشت کار سے ملاقات ہوئی تو بنجارہ نے اس سے کہا کہ تو اپنے اہل وعیال کے اخراجات کے لیے اگر میرے پاس نوکری کرے تو بہت بہتر ہے۔بیچارہ کاشت کار اسے غنیمت سمجھا

اور بنجارہ کی ملازمت مین داخل ہوگیا۔

القصہ یہ دونون کوچ پر کوچ کرتے ہوے ایک شہر مین وارد ہوے۔ بنجارہ سے نے کچھ دانۂ مروارید بادشاہ کے حذمت مین نذر پیش کرنا چاہا اور کاشتکار کے ہاتھ سے تھیلا کھلوا کر ایک خوان مین چند دانے چُنے اور لے کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ اون دانۂ مروارید کو دیکھ کر بہت خوش اور متعجب ہوا اور بنجارہ سے دریافت کیا کہ اس قسم کے دانۂ مروارید تو باوجود بادشاہت کے میری نظر سے نہین گزرے۔ ان کا مالک کون ہے۔ بنجارہ نے جواب دیا کہ ان کا مالک مکان مین ہی۔ سلطان نے اس کی حاضری کا حکم دیا تو بنجارہ سے نے کہا کہ وہ اپنے خیمہ سے کسی وقت باہر نہین نکلتا بادشاہ سے نے کہا کہ اگر یہی ہے کہ وہ گھر سے باہر نہین نکلتا تو مین خود اس کے مکان پر ملاقات کو چلون گا۔ بنجارہ سے نے ہرچند کوشش کی کہ کسی طرح سلطان اپنے ارادہ سے باز آسے مگر وہ کسی طرح نہ رک سکا۔ اب تو بنجارہ نہایت پریشان ہوا کہ دہقان کو نہ تو گفتگو کا سلیقہ ہے اور نہ آداب شاہی کو جانتا ہے۔ اگر سلطان کچھ پوچھے گا تو وہ کیا جواب دے گا الغرض بنجارہ دوڑ کر سلطان سے پہلے ہی دہقان کے پاس پہنچا اور فی الفور مکان کو درست کر کے ایک پردہ کھینچا اور اس کے عقب مین دہقان کو بٹھا کر سکھا دیا کہ بادشاہ جب کچھ سوال کرے تو سوا بہتر کے اور کچھ جواب نہ دینا۔ چنانچہ دہقان سے نے وعدہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ بھی آگیا بنجارہ سے نے فوراً دوسری کشتی مروارید کی نذر مین پیش کی اور کہا کہ میرا مالک

اس پردہ کے عقب مین ہے اور وہ کسی وقت باہر نہین نکلتا نہ اس نے
کسی کا منہ دیکھا ہے۔ سلطان بہت متعجب ہوا اور یہ سمجھکر کہ درحقیقت یہہ
بہت بڑا شخص معلوم ہوتا ہے اپنی لڑکی کو اس کے حبالہ عقد مین دینا
چاہیئے۔ بیرون پردہ ہی سے استفسار کیا کہ مین اپنی لڑکی کی شادی آپ سے
کرنا چاہتا ہون۔ دہقان نے فی الفور جواب دیا کہ بہتر۔ بادشاہ تو بہت
مسرور ہوا مگر بنجارہ نہایت پریشان اور متفکر ہوا اور سلطان سے کہا کہ یہ
مالک گرم و سرد زمانہ سے واقف نہین ہے اور وہ سوا لفظ بہتر کے اور
اپنی زبان سے کچھ نہین نکالتا۔ درحقیقت اس کا منشا نکاح کرنیکا نہین
ہے مگر سلطان نے اس کی کچھ نہ سنی اور ایک پردہ دار پالکی مین دہقان
کو سوار کرکے اپنے محل مین لے گیا اور اپنی شہزادی کو اس کی عقد مین
دیدیا۔ مگر شہزادی دہقان کو دیکھتے ہی سلطان کے پاس استغاثہ لے گئی
کہ ایسے کریہ منظر دہقان کو آپ میرے حوالہ کرتے ہین۔ بادشاہ والا جاہ
نے فرمایا کہ تم کو اس کی قدر نہین ہے۔ اس کے پاس ایسے مروارید ہین
کہ ہفت اقلیم کی بادشاہت مین بھی نہین ہین۔ شہزادی ناچار راضی برضا
خاموش ہوگئی اور بالاخانہ پر گئی جہان کہ دہقان بھی بیٹھا ہوا تھا۔ چند شہزادی
نے اس سے بات کی مگر سوا لفظ "بہتر" کے اس کی زبان سے کچھ نہ نکلا۔
اتنے مین شہزادی سو گئی اور دہقان نے اپنے کو اس مخمصہ سے بچانے کیلئے
بالاخانہ کے دریچہ کو کھولکر اپنی پگڑی اس کے در مین باندھی اور لٹک کر
نیچے اترنا چاہا مگر ایک ایسی خندق نیچے تھی کہ اس مین گرکر زندہ رہنا محال تھا

قریب تھا کہ دہقان اُترسے کہ عقل دولت پر ہنسی اور کہا کہ تو اب کیا کہتی ہے دہقان ختم ہوا چاہتا ہے۔ دولت اپنے قول پر نادم ہوئی اور عقل سے کہا کہ بغیر تیری مدد کے رہائی نہین ہو سکتی۔ چنانچہ عقل کو اس کے بچانیکی فکر ہوئی اور فوراً دہقان کو خیال پیدا ہوا کہ ایسی دولت و ثروت کو چھوڑنا اور ایسی ماہ پیکر ہم صحبت کو الگ کرنا دانشمندی سے بعید ہے۔ چنانچہ پھر واپس آیا اور شہزادی کو جگا کر غزلہائے رنگین سے اوسنے خوش کر کے صحبت داری مین مصروف ہوا۔

بعقل بر تر ز صد گہر باشد
ہمچو خر مہرہ سیم و زر باشد

حکایت

ایک زناردار غریب اور بے سرمایہ تھا۔ اس کی عورت نے اس کو مجبور کیا کہ کسی ملک مین جا کر کچھ سرمایہ حاصل کر کے لاے۔ الغرض زناردار سفر کے ارادے سے نکلا اور ایک جنگل مین ایک کنوے کے پاس پہنچا۔ جو نہین کہ اس نے ڈول پانی سے پینے کی غرض سے کنوے مین ڈالی۔ ایک عجیب شور سنا۔ زناردار کھڑا ہو کر جھانکنے لگا۔ دیکھا کہ ایک شیر کہہ رہا ہے کہ مجھکو اس مخمصہ سے نکال۔ مین تیری مدد کسی موقع پر کرونگا۔ ایک بندر بھی تھا اس نے بھی فریاد کی کہ مجھے باہر نکال مین بھی تیری امداد کرونگا۔ ایک سانپ بھی مبتلاے آفت تھا وہ بھی بولا کہ رسی کے ذریعہ سے مجھے

نکال سے۔ اور ایک آدمی بھی پانی مین پڑا ہوا تھا۔ اس سنے بعد الحاح کہا کہ
مین تو تیرا ہم جنس ہون تو مجھے سب سے پہلے نکال سے اور اس بلا سے
نجات دے کہ مین امتحان کے وقت بہت کار آمد ہون گا۔ شیر و بندر و
سانپ بالاتفاق چلانے لگے کہ اس شخص کو ہرگز ہرگز نہ نکالنا اور اسکی الحاح
و چاپلوسی کا خیال نہ کرنا۔ زنار دار بڑی دیر تک پس و پیش مین کھڑا رہا اور خود
سوچا کہ سب کو نکال کر احسان حاصل کرنا چاہیئے اور سب سے مخاطب
کرکے کہا کہ تم از قسم وحوش ہو ایک تو آدمی کو کہا جاتا ہے ایک کاٹتا ہے
اور ایک بدی کرتا ہے پس قسم کھا کر مجھ کو امان دو کہ کوئی تکلیف نہ پہنچائیگا۔
سب عجز الحاح کے ساتھ کہنے لگے کہ اگرچہ ہم وحوش مین لیکن نیکی بدی کو
پہچانتے مین البتہ اس شخص پر اطمینان نہین ہو سکتا اس کو قعر چاہ سے نہ نکالو۔
القصہ زنار دار نے ایک ایک کو باہر نکال دیا اور سبھون نے شکریہ ادا
کیا۔ شیر نے کہا کہ جب مزاج مین آئے میرے بیشہ کی طرف قدم رنجہ فرمایئے
گر اطاعت سے سر نہ اوٹھاونگا۔ بندر نے کہا میرے جنگل مین آیئے تو
مین جو کچھ ہوگا ماحضر پیش کرونگا سانپ نے ایک منتر سکھایا کہ جب
ضرورت پڑے اس کو دم کرنا مین فوراً حاضر ہونگا اور مشکل سے رہائی
دونگا اور آدمی نے کہا میری جگہ مین رونق بخش ہو جیئے تو مین معقول
ضیافت کرکے عہدہ احسان سے باہر نکلونگا۔ القصہ زنار دار قول و قرار
کے بعد اپنے منزل مقصود کی طرف راہی ہوا لیکن جس شہر مین گیا نارسائی
بخت کی وجہ سے مطلب نہ نکلا اور اپنے دل مین سوچا کہ اس جینے سے

مرنا ہی بہتر ہے۔ پہلے شیر کے پاس چلنا چاہیئے یا تو وہ کھا ہی جائے گا
یا نوازش سے پیش آئے گا۔ یہ قرار دے کر افتان وخیزان شیر کے جنگل
مین وارد ہوا۔ شیر اس کو دیکھ کر اظہار امتنان کے لیے اپنا سر اس کے پاؤن
پر رگڑنے لگا اور کسی شہزادے کے جواہر و آلات طلا و نقرہ جس کو اسنے
پہاڑ کھایا تھا اشارہ سے زنار وار کے نذر کیا۔ وہ یہان سے روانہ ہو کر
بندرون کے جنگل مین آیا اور بندر نے صحرائی میوہ جات سے اسکی خاطر
تواضع کی۔ یہان سے زنار وار آگے بڑھا اور اس زرگر کے مکان پر آیا اور
چونکہ وہ خوش اوقات تھا اس لیے اس کو اپنا سچا دوست سمجھکر یہ ارادہ
کیا کہ کل زر و جواہر جو شیر سے ملے تھے اسے حوالہ کرے اور کچھ فروخت
کر کے اور کچھ زیور بنوا کر اپنے گھر لے جائے۔ اس اتحاد کی وجہ سے زنار وار
نے تمام اندوختہ زرگر کو دیدیا۔ اس نے جب جواہرات وغیرہ دیکھے تو
چین بہ جبین ہوا اور کہا کہ تم ذرا ٹھہر جاؤ کہ مین تم کو ایک ایسا تحفہ لادون
جو یادگار زمانہ ہو اور خود بسرعت تمام بادشاہ کے پاس پہنچا اور جواہر و شہزادہ
کا حال بیان کیا۔ بادشاہ نہایت غضبناک ہوا اور سمجھا کہ اسی شخص نے
شہزادہ کو قتل کر کے اس کے زر و جواہر اپنے قبضہ مین کر لیا ہے۔ فی الفور
زنار وار کا حاضری کو حکم دے کر قتل کا فتویٰ صادر کیا۔ اور سولی پر چڑھانے
کا حکم دیا۔ جلاد کشان کشان زنار وار کو دربار مین لایا لیکن چونکہ رات ہو گئی
تھی اس لیے قصاص صبح تک ملتوی ہو گیا۔ زنار وار کو سخت وحشت ہوئی
اور دہشت و بیم مین پڑکر افسون کے ذریعہ سے سانپ کو بلایا اور سانپ

کے آجانے پر اس نے زرگر کا فریب اور قتل کا حال سنایا۔ سانپ نے
ترش رو ہو کر جواب دیا کہ ہم سب نے بالاتفاق یہ کہا تھا کہ اس شخص سے
ڈرنا چاہیئے کہ وہ آفت جان اور بلائے ناگہانی ہے آخر تو نے نہ سنا اور
ہمارے بیان کی تصدیق تک پہونچا۔ اب بجز اس کے چارہ نہین کہ مین
سلطان کی بیوی کو جس پر وہ شیفتہ اور فریفتہ ہے کاٹتا ہون اور کسی افسون
نہ اترونگا اور اس کی زبان سے کہلواؤنگا کہ اگر فلان زناروار افسون پڑھے
تو چارہ کار ہو۔ بادشاہ پھر تجھے طلب کریگا اور تو جان بخشی کا قول و قرار لیکر
ساری داستان ماضی و حال کو کہہ سنانا اور افسون پڑھنا تو مین اترونگا۔ اسکے
بعد سانپ نے بادشاہ کی بیوی کو ڈسا اور غوغائے عظیم محلسرائے
شاہی مین برپا ہوا۔ بادشاہ نے ہزارہا افسون گرون کو فراہم کیا مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا اور آخر مین زوجۂ شاہ نے زبان کھول کر کہا کہ فلان زناروار کو لاؤ بجز
اس کے افسون پڑھنے کے اور کسی کا علاج کارگر نہ ہوگا۔ بادشاہ کے جسم
مین یہ سنکر تازہ روح آئی اور زناروار کے آنے کا حکم دیا زناروار نے
حاضر ہو کر اپنی جان بخشی طلب کی اور ماضی و حال کا قصہ دہرایا۔ بادشاہ نے
اس کو جان کی امان دی۔ اور زہر مار اُتارنے کا حکم دیا زناروار کے افسون
ودم کرتے ہی بادشاہ بیگم ہشیار ہوگئین۔ اور وہ انعام و اکرام سے مالامال
ہو کر سلامتی کے ساتھ واپس ہوا اور زرگر کے فساد بیجا کی وجہ سے غضب
سلطانی سے رہائی پائی۔ الٹا زرگر جان سے مارا گیا کہ بقول شخصے (کہ
بدو کہ بنیافت ہم)

چو بد کرد راست بد را بد سزا او ۔
به نیکان ثمرهٔ نیکی جزا او ۔

حکایت

ایک تاجر نے ایک ہزار من لوہا خرید ا تھا لیکن وہ فروخت نہ ہوا اور چونکہ سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا تھا اس لئے کسی دوست کے یہاں لوہے کو امانتہً رکھوا دیا ایک مدت کے بعد جب وہ سفر سے واپس آیا تو لوہا طلب کیا مگر اس دوست نے جواب دیا کہ چوہون نے تمام لوہا کھا لیا اور کچھ بھی باقی نہین ہے۔ تاجر نے دلمین سوچ کر اگر مین تجسس مین پڑون گا تو کچھ نتیجہ نہ نکلے گا۔ کشادہ پیشانی کے ساتھ جواب دیا کہ جان و مال کا تصدق ہے۔ جو کچھ ہوا ہوا اور چند دن کے بعد اس دوست کی دعوت کی کہ میرے لڑکے کی شادی ہے تم بھی شریک بزم نشاط ہو مگر اس نے اپنے آنے کی معذرت چاہی اور اپنے لڑکے کو بھیجا۔ تاجر نے اس لڑکے کے آنے کو غنیمت جانا۔ اور ضیافت کے بعد واپس ہونے نہ دیا۔ جب اس کے باپ نے دیکھا کہ لڑکا واپس نہ ہوا تو وہ اس میزبان تاجر کے دروازہ پر آیا اور اپنے لڑکے کو طلب کیا۔ تاجر کچھ دیر تک ہان نہین کرتا رہا۔ پھر جواب دیا کہ مین نماز پڑھ رہا تھا چیونٹیان اس لڑکے کو کھینچ لے گئین۔ نماز کے بعد ہر چند مین نے تلاش کیا لیکن لڑکے کا کچھ نشان نہ ملا۔ یہ جواب پاتے ہی دوست نے دلِ پُر درد سے آہ کھینچی اور دربار سلطانی مین استغاثہ دائر کیا۔ سب حال بیان کر کے ملتجی ہوا کہ مظلوم کی دستگیری کیجیے۔ سلطان کی آتش غضب مشتعل ہوئی اور اس نے تاجر کو طلب کر کے عتاب کے ساتھ خطاب کیا کہ تو یہ کیا عذر بیجا کرتا ہے۔ کس طرح

چیونٹیاں کھینچ لے گئیں اس بات کو ثابت کر۔

تاجر نے کہا کہ اگر جان بخشی ہو تو ایک حکایت جو مجھے یاد ہے سناؤں۔ بادشاہ نے کہا اگرچہ کہ عذر پر عذر سننا جائز نہیں ہے لیکن انصاف کا اقتضا یہ ہے کہ ہر ضعیف و نحیف کے حالات از ابتدا تا انتہا سننا چاہیئے۔ تاجر نے اجازت پاکر بیان کیا کہ ایک بادشاہ کے پاس ایک خوش بیان طوطی تھی جس کو بادشاہ بہت چاہتا تھا اور ایک لحظہ بھی اپنی نظر سے دور نہ کرتا تھا۔ اور ایک پری پیکر طوائف پر بھی ہزار جان سے عاشق تھا۔ اس کی خاطر داری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور اکثر اس پر بخشش بے پایان کرتا تھا۔ طوطی نصیحت کے پیرایہ میں اکثر بادشاہ کو سمجھاتی تھی کہ اس روپیہ کو سپاہ میں خرچ کیجئے تو سلطنت کا زور بازو ہو۔ علما و فضلا و شعرا کو دیجئے کو نیک نامی بڑھے۔ خدا کی راہ میں صرف کیجئے تو باعث مغفرت و حسنات ہو اور اسے جو آپ اس قحبہ کو دے رہے ہیں دین و دنیا میں وہ کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ آخر کار بادشاہ کو طوطی کی نصیحت پسند آئی اور اس طوائف کو انعام و اکرام دینے میں ذرا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس طوائف نے خود خیال کیا کہ سلطان تو مجھ پر عاشق ہے پھر انعام بند کرنے کی کیا وجہ ہے۔ اور تفتیش کے بعد اس نتیجہ کو پہونچی کہ طوطی سکار نے بادشاہ کو برگشتہ کیا ہے۔ شکستہ خاطر ہو کر موقع کی منتظر ہوی ایک دن جب کہ بادشاہ عین سرور میں اس سے ہم بستر تھا وہ غمزۂ بیگانہ کے ساتھ پیش آئی۔ بادشاہ تو اس پر ہزار جان سے عاشق تھا کہنے لگا کہ جو چاہتی ہو طلب کر۔ اس نے جواب دیا کہ تصدق والا سے ہر ایک چیز موجود ہے لیکن طوطی شیرین سخن مجھکو از بس پسند ہے۔ اگر اسے مجھے انعام میں عطا کر دیں تو عنایت ہوگی۔

بادشاہ نے فوراً طوطی کو دے دیا۔ یہ طوائف اسے لے کر شاداں و فرحاں اپنے گھر لائی اور اس کے پر و بال اکھاڑ کر ذبح کے لیے چھری تلاش کرنے لگی۔ طوطی نے فرصت کو غنیمت جانا اور ایک پوشیدہ جگہ مین جا کر چھپ گئی۔ طوائف جب واپس آئی تو طوطی کو نہ پایا سمجھی کہ کوا اٹھا لے گیا اور اس کو مار ڈالا ہو گا۔

چند دن تک طوطی اسی مقام پر پڑی رہی اور جو کچھ فضلات پاتی کھاتی یہانتک کہ اس کے بال و پر پھر جمے اور طاقت حاصل کرنے کے بعد اڑ گئی۔ اس طوائف کا روزانہ معمول یہ تھا کہ ایک پرستش گاہ مین جا کر پرستش کرتی تھی۔ ایک دن اس پر سلطان کسی وجہ سے ناراض ہوا۔ طوائف شاہی عتاب سے ڈر کر اس معبد مین آئی اور مناجات کی اگر مجھ پر سلطان مہربان ہو تو اس قدر مبلغ نیاز دونگی طوطی تو انتقام کے درپے تھی دوسری طرف سے بولی کہ اگر تو کل صبح کو سر منڈا کے اپنے منھ کو سیاہ کرے اور گدھے پر سوار ہو کر تمام شہر کا چکر لگا کر اپنے گھر واپس آئے تو بادشاہ تیرے ناکردہ اور کردہ گناہ سے درگزرے گا اور پھر تجھکو اپنی صحبت مین لے گا۔ طوائف اپنے گھر آئی اور ہرچند اس کے ہمنشینون نے اس فعل سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آئی۔ اور سر منڈا منھ کالا کر کے گدھے پر سوار تمام شہر کا چکر لگایا اور اپنے گھر واپس آئی۔ مگر بادشاہ کی عنایت کا اثر کچھ معرض ظہور مین نہ آیا۔ پھر معبد مین جا کر نالہ و فغان کرنے لگی۔ طوطی نے آواز دی کہ تو نے طوطی کے پر اکھاڑا اس کے مکافات مین سر کے بال تراش کر کے شہر مین پھری۔ یہ بیان کر کے اس تاجر نے عرض کیا کہ بعینہ یہی قصہ میرا بھی ہے کہ اگر چوہے لوہے کو کھا گئے تو چیونٹیان لڑکے کو اٹھا لے گئین۔ اس پر سلطان نے اس مستغیث سے دریافت کیا کہ کیا ہزار من لوہا

جو بچے اٹھا لے گئے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں اور امانت کا واقعہ سارا بیان کیا۔
سن کر بادشاہ نے ہنس کر کہا کہ پھر تو بلاشبہ تیرے لڑکے کو چیونٹیاں لے گئیں
آخرکار مدعی نادم ہوا اور ازروے انصاف لوہے کی واپسی کا اقرار کرکے اپنے
لڑکے کو طلب کیا۔ سچ کہا ہے جیسا کہ تخم بوئے گا ویسا ہی پھل کھائے گا ۵

اے مرد پلے نہ بردو کہ آخر چہ می کنی
غافل ازین کہ گشتہ خود زود بدروی

حکایت

کسی امیر کے پاس ایک کریم النفس اور خلیق خانساماں تھا کہ اس کے شریفانہ
شوق اور عادات کی وجہ سے وضیع وشریف کا دل اس کی طرف کھنچ گیا تھا اور
ایک عالم کو اپنے دام احسان مین گرفتار کر لیا تھا ایک مرتبہ شادی کی تقریب مین امیر
کی دعوت کرنی چاہی۔ اور اس کے ساتھ تمام ملازمین ومصاحبین کو بھی دعوت دی
الغرض امیر نے اس کی دعوت قبول کی اور محفل بزم مین شریک ہوے۔ جب
داروغہ فراش خانہ کی ضیافت کی نوبت پہنچی تو وہ مجلس کے صدر نشین کی جگہ بیٹھ گیا
خانساماں نے ادنی کو اعلی کی جگہ بٹھانا مناسب نہ جان کر اسے اس جگہ سے
اٹھوا دیا۔ اس داروغہ کو نہایت ذلت ہوئی اور انتقام کا کینہ دل مین پیدا کیا
ایک دن جب کہ امیر سو رہا تھا وہ کمرے مین جاروب کشی کے لیے آیا اور آہستہ
کہنے لگا کہ میرے خداوند نعمت نے خانساماں کو اس قدر دخیل اور معتمد بنایا ہے
کہ تمام امور خانہ کو اسی پر چھوڑ دیا ہے اور وہ نمک حرام بے حمیتی سے محلات پر دست
اندازی کر رہا ہے۔ امیر یہ کلمات سن کر چونک پڑا اور داروغہ سے دریافت کیا کہ

تو کیا کہہ رہا ہے۔ فراش دیوانہ وار کہنے لگا کہ مین خواب مین تھا نہ معلوم کیا بک رہا تھا امیر کو نہایت تعجب ہوا اور یہ خیال کیا کہ جب تک کہ کچھ اصلیت نہ ہو گی بات زبان پر نہین آسکتی۔ یہ سوچکر خانساماں سے بے وجہ رنجیدہ ہو گیا اور درپئے انتقام ہوا دربار کی آمد و رفت بھی بند کر دی۔ خانساماں بیچارہ فکرمند ہوا کہ مین نے تو خدمت اور وفاداری مین کوئی کمی نہین کی جس کی پاداش مین گرفتار بلا ہوا۔ آخر کار خانساماں نے غور کر کے دریافت کر لیا کہ فراش ہی کی وجہ سے امیر مجھ پر ناراض ہوا ہے اور اسپر مہربانی و عنایت بڑھایا اور اپنے احسان مین پھنسا کر دریافت کیا کہ تو نے کب اور کس طرح امیر کا مزاج برہم کر دیا۔ اس نے کہا کہ بہت ہی سہل ترکیب سے۔ اور فراش نے کہا کہ مین بہت جلد اس کدورت کو دفع بھی کر دون گا۔ خانساماں نے بہت کچھ انعام دیا اور فراش ایک دن حسب معمول امیر کی خوابگاہ مین آہستہ آہستہ کہنے لگا کہ میرا مالک خلوت مین گاجرین کھاتا ہے۔ امیر نے سن کر تعجب کیا اور دل مین سوچا کہ یہ فراش واہیات بکتا ہے اور اس سے پوچھا تو کہا کہ مین خواب مین تھا۔ پس امیر کو اپنے قدیم خانساماں پر پھر بدستور اعتماد ہو گیا اور بلوا کے معذرت کی۔

لہذا اہل خدمت کو چاہیئے کہ بدبین و کینہ ور سے احتراز کرے اور خداوندان نعمت کو لازم ہے کہ ادنے درجہ کے ملازمون کی باتون کو بلا تحقیق مان کر درپے انتقام نہ ہون۔ جیسا کہ اس امیر نے ایک ادنیٰ فراش کی بات مان کر خانساماں پر ناراضی ظاہر کی تھی ؎

گوش بر گفتۂ بیہودۂ غماز مسن

کو زبد خوئی خود خانہ برانداز بود

حکایت

کسی کوے کا گھونسلا ایک درخت پر تھا۔ وہان ایک سانپ بھی تھا جو کوے کے انڈے کھا جایا کرتا تھا۔ ہرچند کوے نے تنگ آکر سانپ کے دفعیہ کی تدبیر کی لیکن کچھ نتیجہ پیدا نہ ہوا اور اپنی مادہ سے کہا کہ دوسری جگہ آشیانہ بنانا چاہیے مگر وہ راضی نہ ہوئی اور آخرکار طوطی کے پاس گئی سانپ کا جو ظلم بیان کیا۔ طوطی نے جواب دیا کہ مجھ کو اس موقع پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بگلہ کسی تالاب کی کنارے رہتا تھا کہ اوپر جو مچھلی آتی آنکھ بند کرکے کھا لیتا تھا مچھلیون کو اس کے ظلم سے خوف پیدا ہوا اور انھون نے باہم مشورہ کیا کہ بگلے سے کسی طرح نجات حاصل کرین سرطان کو بھی مشورہ مین شریک کیا اور وہ کنارے جا کر بگلے سے کہنے لگا کہ تو کیون سستی سے اپنی آنکھ بند کرتا ہے شاید کچھ درد ہے۔ بگلہ تو پُر از فتنہ تھا غمخوارانہ لہجہ مین ظاہر کیا کہ انقلاب زمانہ سے ایک ماہی گیر بڑا جال دریا مین پھیلا کر تمام مچھلیون کو پھنسا لے گیا۔ یہی وجہ میرے پریشان ہونے کی ہے۔ ایک تو تمام مچھلیان گرفتار ہوگئین دوسرے یہ کہ وہ صیاد میرا ذوقہ تمام کرتا ہے۔ اب مین متحیر ہون کہ کیا تدبیر اختیار کرون۔ جب مچھلیون کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ خود نہایت پریشان خاطر ہوئین اور خود اپنے دشمن بگلے سے رہائی کی تدبیر پوچھی۔ بگلے نے جواب دیا کہ مجھ بیچارے سے کیا ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک ایک مچھلی اُٹھا کر دوسرے تالاب مین جو قریب ہے ڈال دون۔ آفت زدہ مچھلیون نے اس کی تدبیر پر عمل کیا اور یکے بعد دیگرے تمام بگلے کے پیٹ مین

گئیں جب سرطان کی نوبت آئی تو بگلے نے چاہا کہ اس کو بھی ہضم کر لے۔ سرطان
سمجھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا اور پوچھا کہ مجھکو کیوں اس بلا میں ڈالتا
ہے۔ بگلے نے کہا کہ میں دشمن تھا مگر دوست بن کر اب تجھ کو کھانا چاہتا
ہوں۔ سرطان نے اپنے پاؤں کے نیش سے بگلے پر اسقدر زور ماری کہ اس کا
گلا کٹ گیا اور بھاگ کر باقی مچھلیوں کے پاس ساری داستان بیان کی۔
طوطی نے جب بگلے کی داستان تمام کی تو کوے نے بصد الحاح عرض کیا
کہ مجھ کو اس قدر عقل نہیں ہے کہ دشمن کا انسداد کروں۔ امید ہے کہ تیری مدد
سے میرا کام پورا ہو۔ طوطی نے کہا کہ تو بادشاہ کے گھر میں جا اور جواہر گران بہا
اٹھا کر سانپ کے سوراخ کے پاس رکھ دے اور اس تدبیر کو عمل میں لا۔
جب کوے نے ایسا ہی کیا تو بادشاہ کے سپاہی دوڑے اور جواہر کو اپنے
قبضہ میں کر کے سانپ کا سر کچل ڈالا۔ پس نیکی سے نیکی پیدا ہوتی ہے اور بدی
کا بدلہ بدی ہوتا ہے۔

تا ال خیر آخر خیر باشد
ز تدبیر سر دشمن برآشد

حکایت

ایک فقیر دریوزہ گری کرتا اور جو کچھ مال ملتا ایک رومال میں باندھکر
ساتھ رکھتا اور کبھی اس کو جدا نہ کرتا تھا۔ ایک دن ایک چور فقیر کے پاس آیا اور
ارادت کے لہجہ میں کہنے لگا کہ تجھ جیسے قطب اور مرشد آج تک میں نے نہیں
سنا ہر چند فقیر نے انکار کیا مگر چور نے اسی قدر اصرار کیا اور آخر کار مجبور ہو کر اس کی

درخواست قبول کی۔ چور شب و روز فقیر کے ساتھ رہنے لگا۔ ایک دن چور نے عرض کیا کہ ایک مدت سے تیری خدمت میں رہکر مین نے جان تازہ پائی اب چاہتا ہون کہ جو کچھ میرے گھر مین ہے لیجا کر تیری تواضع کرون۔ فقیر نے بہت کچھ انکار کیا مگر چور کے سامنے کچھ نہ چلی اور آخر کار دونون شہر سے نکل کر جنگل کی راہ سے چور کے گھر کی طرف چلے۔ راستہ مین رفع ضرورت کی غرض سے فقیر نے اپنی جھولی چور کے پاس چھوڑی اور دور ایک گوشے مین گیا اور وہان اس نے دیکھا کہ دو بکریان لڑ رہی ہین اور ایک خرگوش بیچ مین آکر خون چاٹ رہا ہے۔ فقیر دل مین کہنے لگا کہ خرگوش طمع کی وجہ سے تھوڑی سی خوراک کے لیے اپنی جان ہلاکت مین ڈالتا ہے۔ اتنے ہی مین ایک بکری کی سینگ کی زد خرگوش پر پڑی۔ اور اس کا دماغ پاش پاش ہو گیا۔

اس کے بعد فقیر دردمند ہوا اور جہان سیانی چھوڑ کر آیا تھا چلا۔ وہان دیکھا کہ نہ تو سیانی ہے اور نہ اس کا مرید۔ دست افسوس ملنے لگا۔ اور تعجب کنان ایک شہر مین وارد ہوا۔ رات ہو گئی تھی۔ فقیر ایک تاجر کے گھر مین آیا۔ تاجر نے اس کے آنے کو غنیمت جانا اور اپنی زوجہ کو تاکید کی کہ فقیر کی مہمانی کے لئے مین بازار سے کچھ لاتا ہون۔ جب تک مین واپس آؤن تو فقیر کی پاس داری کر اور اس کی خاطرداری سے غافل نہ ہونا یہ کہکر تاجر چلا گیا۔ تاجر کی عورت فاحشہ تھی۔ ایک حجام کی عورت آئی اور اس نے تاجر کی عورت کو پیام دیا کہ تیرا آشنا تجھے بلا رہا ہے وہ آراستہ ہو کر جلد گھر سے نکلی تھی کہ راستہ مین تاجر مل گیا اور وہ کشان کشان گھر لایا اور زد و کوب کر کے ایک ستون مین باندھ کر سو گیا۔ تھوڑی

دیر کے بعد پھر حجام کی عورت آئی اور پیام دیا۔ تاجر کی عورت نے کہا کہ تو میری جگہ
کھڑی ہو جا تو مین ہو آؤن حجام کی عورت نے اسے کھول اپنا ہاتھ باندھکر ستون کے پاس
کھڑی ہو گئی۔ ایک ساعت کے بعد سوداگر جاگا اور اپنی عورت کو بُرا بھلا کہنے لگا کہ
جو کچھ مین نے سنا تھا بچشم خود دیکھا۔ اب بھی اس شرط سے مین تیرا گناہ معاف
کرتا ہون احتیاط رکھ اور آئندہ قدم باہر نہ نکال۔ مگر حجام کی عورت ڈر کے مارے
خاموش ہو رہی۔ تاجر اور بھی خفا ہوا کہ ابھی تک اس عورت کا غرور نہین اترا۔
اُٹھا اور ناک کاٹ کر پھر سو رہا۔ جب تاجر کی عورت آئی تو حجام کی عورت نے
اپنی ناک کٹی ہوئی پیش کی اور سارا حال بیان کیا۔ اس عورت نے اس کو
کھول کر رہا کیا اور خود اس کی جگہ کھڑی ہوئی۔ صبح ہوتے ہی تاجر کی عورت
چلانے لگی کہ اے خدا تو دانا و بینا ہے کہ اگر مین نے کوئی خطا نہین کی تو میری ناک
جو شوہر نے کاٹی ہے اچھی کر دے۔ جب تاجر اُٹھا تو اس کو صحیح و سالم پاکر اپنی
پیشانی اس کے قدمون پر ملی اور معذرت کر کے عفو تقصیر کی درخواست کی۔

حجام کی عورت ناک کٹی ہوئی لے کر اپنے گھر آئی اور فکر مند ہوئی کہ اپنے
شوہر کو کیا جواب دے گی۔ اتنے مین حجام نے اُسترا مانگا اور عورت نے استرا
تلاش کر کے اس کی طرف پھینکدیا۔ حجام خفا ہوا اور استرا اُٹھا کر عورت کیطرف
پھینکا۔ عورت چلانے لگی کہ میری ناک کٹ گئی حجام نے ہر چند معذرت کی مگر عورت
روتی ہوئی دربار سلطانی مین پہونچکر فریاد کرنے لگی۔ بادشاہ نے حال سن کر حجام
کو پکڑوا منگوایا اور قصاص کے لیے اسے لوگ لے گئے۔ حجام کو اس حال مین
دیکھ کر فقیر چلایا کہ تھوڑی دیر صبر کرو۔ مین بادشاہ سے کچھ کہنا چاہتا ہون اور بادشاہ کی

پاس جاکر سارا حال بیان کیا۔ سلطان بہت متعجب ہوا اور دونون عورتون کی قصاص کا حکم دے کر ان سکے کردار کی سزا دی۔

آن کہ از مکر مال را اندوخت۔	درو بر سر رسیدہ جانش سوخت
چون زنان بہر خود بدی کردند	دست بر دست ثمرہ اش بردند

حکایت

ایک فقیر کے بستر مین ایک جون تھی۔ جو غربت کے ساتھ بسر کرتی تھی ایک کھٹمل آیا اور اس سنے چاہا کہ بستر مین اپنی جگہ پیدا کرے۔ جون سنے منع کیا کہ مین تجھ کو جگہ نہین دے سکتی۔ کھٹمل سنے عاجزی کی کہ مین تیرے سایہ مین آسودہ رہونگا جون سنے کہا کہ یہ عقلمند کا کام نہین ہے کہ اپنے گھر مین غیر کو دخل دے ورنہ اپنی جان سے ہاتھ دہوے۔ لیکن آخر کار کھٹمل کے زیادہ اصرار پر جون کے دل مین بھی اس کی مصاحبت کا شوق پیدا ہوا اور اس کی درخواست قبول کی۔ کہ جو کچھ مقدر مین ہے ہوگا۔ کھٹمل نہایت بھوکا تھا اسی وقت اس سنے فقیر کی رگ بازو مین کاٹا۔ فقیر اُٹھکر دیکھنے لگا۔ کھٹمل تو تیزی سے باہر بھاگ گیا۔ جون غافل پڑی تھی۔ گرفتار بلا ہوئی اور ناخن کی زد سے پاداش کو پہونچی۔ جو شخص کہ کسی کے مکر و فریب مین آتا ہے اپنی جان اسکے نذر کرتا ہے۔

ہر کہ در دام دیگرے افتاد
رائگان جان خویشتن راداد

حکایت

ایک بھیڑیا جنگل مین بھوکا ہوا اور خوراک کی تلاش مین غفلت سے شہر مین

چلا آیا۔ لوگون سنے اُسے دیکھا تو اس کے پیچھے دوڑے۔ گرگ صحرائی حواس باختہ ایک رنگریز کے خم مین جا پڑا اور رنگ مین شرابور ہوکر وہان سے جنگل کی طرف بھاگا۔ تمام صحرائی جانورون سنے اس عجیب رنگت کے بھیڑیئے کو دیکھکر اس کے خوف سے بھاگے۔ اس بھیڑیئے سنے زبان کھولکر تمام جانورون کی استمالت خاطر کی کہ مجھسے نہ ڈرو۔ الغرض ہر ایک صحرائی جانور سنے اس کی اطاعت قبول کی۔ بھیڑیئے سنے یہ سوچکر کہ اگر مین دوسرے اپنے ہمجنس بھیڑیون کے زمرہ مین رہونگا تو میرا راز پردے مین نہ رہے گا۔ پس وہ شیر و پلنگ کے گروہ مین رہنے لگا۔ ایک دن دور سے تمام بھیڑیون کے چلانے کی آواز آئی۔ اس بھیڑیئے کو بھی اپنی اصلی حالت یاد آئی اور اسیطرح خود چیخنے لگا۔ تمام درندے جانور نہایت نادم ہوے کہ ہم نے عجب بیوقوفی کی کہ ایک بھیڑیئے کی اطاعت مین داخل ہوے شیر نے جب اس بھیڑیئے کو بےزور دیکھا تو ایک تھپڑ مارکر اسکا مغز پاش پاش کردیا۔ جو شخص کہ خودغرضی سے اپنا زور بازو توڑکر علحدہ رہتا ہے۔ طاقتورون کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہے ؎

زور بازو ہر کہ دارد رستم است
ور بماند بےکس از زالی کم است

حکایت

ایک تاجر ہمیشہ سفر مین رہتا تھا اور چند قطار اونٹون کی اسباب کے نقل و حرکت کے لیے رکھتا تھا۔ ایک دن راستہ مین ایک اونٹ بیمار ہوگیا۔ تاجر لاچار ہوگیا اور طمع سے دست کشی کرکے اُس کا بوجھہ دوسرے اونٹ پر لادیا۔ اور

اسے چھوڑکر اپنی منزل مقصود کی طرف راہی ہوا۔
اس نواح مین ایک شیر رہتا تھا۔ اونٹ کی صورت دیکھ کر جسے اس سنے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا متعجب ہوا اور گرگ وزاغ وپلنگ وغیرہ اپنے رفقاسے کہا کہ اس جانور کا کیا نام ہے۔ کوے نے جواب دیا کہ مین اس کو جانتا ہون اور اکثر شہر مین اس کے کوہان پر چڑھکر پرافشانی کرتا ہون اس کا نام شتر ہے۔ شیر نے کہا کہ اس کو ہمارے شریک بناؤ۔ کوا اڑکر اونٹ کے پاس پہونچا اور اس سے کہا کہ ہمارے بادشاہ کا ارادہ ہے کہ تجھکو اپنے رفقا مین شریک کرے۔ اونٹ نے معذرت کی اور کہا کہ بزرگون کی نصیحت مجھے یاد ہے کہ چار چیزون پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے ایک پنجہ دار جانور پر۔ دوسرے مسلح مرد پر۔ تیسرے عورتون کی ہمراہی پر۔ چوتھے بادشاہ کی صحبت پر۔
کوے نے یہ پیام شیر کو پہونچایا۔ شیر نے کہا کہ مین ہر چیز سے امان دیتا ہون اسے خاطر جمع رکھنا چاہیئے۔ اونٹ امان پاکر شیر کی خدمت مین پہونچا۔ اور چند روز تک باطمینان بسر کرتا رہا۔ ایک دن ایک ہاتھی سے شیر کا مقابلہ ہوا۔ ہاتھی آخر کار مارا گیا مگر شیر بھی زخمی ہوا رفقا نے شیر کے بازو کی بڑی تعریف کی اور بچا کھچا اپنا حصہ کھایا۔ شیر دندان فیل کے صدمہ کی وجہ سے شکار کی طاقت نہ رکھتا تھا چنانچہ کئی دن تک اس کے رفقا بھوکے رہے۔ ایک روز شیر کے ہمراہی اس کے پاس آئے اور خیریت دریافت کرکے کہا کہ ہم سب آپ کے خوان احسان کے نمک پروردہ ہین آپ کو خوراک بہم پہونچانے کی کیا تدبیر ہے۔ شیر نے کہا کہ مین اس قدر کمزور ہون کہ شکار کی طاقت مجھ مین نہین ہے اور یہ وقت دوستون کی امداد کا ہے ان رفقا نے شکار کی تلاش

مین بڑی سعی کی مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ شیر کے پاس آکر عذر کیا کہ سطوت سلطانی سے اطراف بیابان مین سواے اس اونٹ کے اور کوئی جانور نظر نہین آتا شیر یہ سنکر اپنی جگہ سے کودا اور غصہ سے کہا کہ امان دہی کی یہ شرط نہین ہے کہ جو پناہ مین آے۔ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاے۔

رفقا مایوس ہوکر چلے آے اور باہم مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا تدبیر کرین بنت کے اور کوئی شکار میسر نہین آسکتا۔ کوے نے کہا کہ مجھے اپنے بڑے بھائی کی بیان کی ہوئی حکایت یاد ہے جو بادشاہ کی خدمت مین رہا اور اس کا پس خوردہ صرف کرتا تھا اُسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک نجار جنگل مین آگیا۔ اور شیر سے دوچار ہوا۔ نجار خوف زدہ ہوا کہ عمر اب ختم ہوئی۔ مصالحہ اور کباب و نان جو اسکے پاس تھا دور سے شیر کے سامنے رکھدیا۔ شیر نے کباب کھاکر بڑی لذت پائی اور ذائقہ کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ مین ترے ساتھ دوستی اور جان بخشی اس شرط سے، کرتا ہون کہ روز یہی غذا لایا کر۔ نجار نے بسروچشم قبول کیا اور رہائی پاکر اپنے گھر بھاگ گیا لیکن وہ بیوقوف آدمی تھا۔ روزانہ کباب و نان شیر کے لیے جنگل مین لایا کرتا تھا۔ شیر نے صید افگنی چھوڑدی۔ اس کے رفقا دو تین روز تک بلے آذوقہ رہے اور تلاش کرتے ہوے شیر کے پاس پہنچے۔ اور کہا کہ عرصہ سے فرق مبارک کے تصدق سے کچھ خوراک نہین پائی۔ شیر نے جواب دیا کہ غیب سے جب مجھے کھانا ملتا ہے تو اب تجسس کی کیا ضرورت ہے اور تک و دو کی کیا حاجت۔ ان رفقا نے کہا کہ ہم خوان سلطان کے نمک پروردہ ہین۔ جو کچھ بچے گا کھالین گے۔ شیر ان سب کو ساتھ لیکر جنگل مین آیا۔

سے شب کو ایک قافلہ آیا اور اسی درخت کے نیچے رات بسر کرکے صبح سفر کا تہیہ کیا۔ اسی وقت بوم نے اپنی بدخصالی سے آواز نکالی۔ قافلہ والون نے بدشگونی سمجھ کر اس دن قیام کر دیا۔ بوم دن کو سیمرغ کی ضیافت کا طعمہ بہم پہنچانے کیلئے اڑ گیا لیکن چونکہ اسکو کہین سے خوراک دستیاب نہ ہو سکی۔ اسلئے آشیانہ مین آنے سے پہلو تہی کی۔ قافلہ جب دوسرے صبح کو روانہ ہونے لگا تو یہ خیال کرکے کہ اسی درخت پر سے کل الو کی آواز آئی تھی۔ آج بھی کہین سنائی نہ دے بعض نے تیر کمان پر چڑھا کر درخت پر مارا۔ سیمرغ تو بیٹھا ہی تھا۔ اس کے سینہ مین ترازو ہو گیا۔ اور سیمرغ کا کام تمام ہو گیا۔ جو ایک سفلہ کا ہم جلیس ہوا تھا ؂

صحبت سفلہ خود ضرر دارد	روز ہے از طویلہ آرد	

حکایت

چند سیمرغ ساحل دریا پر تھے۔ لیکن موسم گرما کے تپش آفتاب سے کسی سایہ دار مقام پر جانے کا ارادہ کیا۔ سرطان نے کہا کہ جہان کہین تم جاتے ہو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو۔ تاکہ قدیم دوستون کی خدمت سے محروم نہ رہون اور موسم تابستان مین اس ریگستان مین زندہ بھی نہین رہ سکتا۔ سیمرغ نے کہا کہ ہم تو ہوا پر اڑینگے تجھے کسطرح لیجا سکتے ہین۔ سرطان نے کہا کہ مین ایک تدبیر بتاتا ہون۔ ہر دو سیمرغ ایک لکڑی کو منقار سے پکڑ لین اور مین اس لکڑی کی وسط کو مضبوطی سے پکڑ لون۔ اسطرح سے اور مجھے بھی ساتھ منزل تک پہنچا دو۔ سیمرغون نے کہا کہ بہتر لیکن شرط یہ ہے کہ راستے مین کسی کی بات نہ سننا۔ نہ کسی سے تکلم کرنا۔ الغرض اسی تدبیر سے لکڑی لیکر سیمرغ ہوا پر اڑے جب ایک شہر پر سے گزرے تو لوگون نے یہ عجیب تماشا

دیکھ کر قہقہہ لگایا اور ایک دوسرے کو پرندون کی طرف اشارہ کرکے بتانے لگے
سرطان سیمرغ کی نصیحت فراموش کرکے اہل شہر کے شوروغوغا کی وجہ دریافت کرنے
لگا کہ فی الفور سرنگون زمین پر گر کر چکنا چور ہوگیا ۵ ۔

گوشش بہ پند ہر آنکس نہند	حاصل زندگی از دست دہد

حکایت

تین بڑی مچھلیان ایک چھوٹے سے تالاب مین رہتی تھین۔ موسم گرما آپہونچا اور
تالاب کا پانی کم ہونے لگا اور انھون نے کہا کہ پیش از وقت فکر کرنا چاہیئے متوسط
مچھلی نے کہا کہ جو کچھ ہونی ہے ہوگا۔ تدبیر کی کیا ضرورت ہے۔ تیسری نے کہا
کہ ابھی تو پانی ختم ہی نہین ہوا۔ آگے کی کیا فکر۔ بڑی مچھلی نے جواب دیا کہ ایسی
بے پروائی خارج از عقل ہے۔ بقول شخصے ؎ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست۔
تم مختار ہو تدبیر کرو یا غفلت مین رہو مین تو عاقبت اندیشی کے لحاظ سے راہی
ہوتی ہون۔ اور ایک بڑے دریا کو جاتی ہون۔ ایک جگہ پانی روان تھا اس کے
ذریعہ سے مچھلی دوسری طرف نکل گئی اور محفوظ ہوگئی۔ جب تابستان کی گرمی انتہا کو
کو پہونچگئی اور پانی تالاب کا بالکل خشک ہوگیا تو ایک ماہی گیر اس تالاب مین
آیا اور دوسری متوسط مچھلی کو پکڑ لیا۔ اس نے دیکھا کہ وقت آگیا اگر بڑی مچھلی کی
تدبیر وقت پر مانتی اور اسکی نصیحت پر کان رکھتی تو بچ جاتی۔ اب بھی وقت
نہ کھونا چاہیئے۔ الغرض حبس دم کرکے اپنے کو مردہ بنالیا۔ ماہی گیر نے اُس کو
مردہ سمجھ کر ساحل پر رکھدیا اور تیسری مچھلی کو تلاش کرنے لگا۔ یہ مچھلی وقت فرصت
کو غنیمت جان کر افتان و خیزان بھاگی اور ایک کنوے مین گر کر جان بچائی۔ تیسری

تیسری مچھلی جو بالکل بے عقل محض تھی وقت کی قدر کو نہ جانا اور دام بلا مین گرفتار ہو گئی ٥

وقت از دست رفتہ باز آید	غافلے این چنین نمی شاید

حکایت

ایک بادشاہ کے پاس ایک عقلمند وزیر مدار المہام تھا جسکے ہاتھ مین اس نے تمام امور ریاست کی باگ دیدی تھی۔ اسی درمیان مین کسی جانب باغیون نے سر اٹھایا۔ ان کی سرکوبی کو فوج عظیم کے ساتھ وزیر باتدبیر روانہ ہوا۔ وزیر تو جنگ پر گیا اور شہر مین ایک مکار فتنہ انگیز فقیر آیا جس نے اپنی کرامت کا اشتہار دیا کہ میری دعا سے ایک کو فرزند ملتا ہے دوسرے کو دولت بہم پہنچتی ہے۔ جب سلطان تک اس فقیر کا شہرہ پہنچا تو طلب کر کے حقیقت حال دریافت کی اور کہا کہ کہان سے آتا ہے اسنے جواب دیا کہ غیب سے سلطان کو پسند آیا اور اپنے مصاحبین کے زمرہ مین داخل کر لیا۔ ایک وقت اس نے دریافت کیا کہ اپنی کسی کرامت کو دکھاؤ۔ فقیر نے کہا کہ خدا نے ایک خاص وقت کیلئے کرامت کا اظہار خاص کر دیا ہے اور ایک دن آنکھین متغیر کر کے کہنے لگا کہ میری ایک حالت بدلی ہے۔ مگر یہ چلو کہ میری روح قالب سے نکلکر بہشت برین کو جائیگی اور جب تک واپس نہ ہو حجرہ کا دروازہ نہ کھولا جاے اور کوئی نہ پکارے جب تک مین آواز نہ دون۔ سلطان تو اس کا معتقد تھا۔ ایسا ہی انتظام کیا اور فقیر کے آواز دینے پر حال دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ عالم بالا کی سیر کو گیا تھا اور اثناے سیر مین تیری داد و دہش کی ذکر اکثر سننے مین آیا۔ سلطان یہ سنکر بہت خوش ہوا اور فقیر کو اعلے مرتبہ پر پہنچایا۔ نوبت باین جا رسید کہ سوا فقیر کی مصاحبت کے کسی کو بادشاہ کے پاس آنیکا موقع نہ ملتا تھا۔ اسطرح سلطان کی بے خبری حد کو پہنچ گئی۔ کاروبار سلطنت معطل ہو گئے۔ اور ارکان

دولت پتنگ آ گئے۔ اور اہلیان سلطنت بیدل ہو گئے۔

اسی اثناے مین وزیر با تدبیر مظفر و منصور ہو کر واپس ہوا تو یہان دربار شاہی کا رنگ بالکل بدلا ہوا پایا۔ اور یہ کسی طرح ممکن نہ ہو سکا کہ وہ بادشاہ تک اپنے آنے کی خبر پہنچا سکے وزیر نے یہی مصلحت دیکھی کہ اس فقیر کی خوشامد کرنا چاہیئے اور آخرکار اُسی کے استصواب سے بادشاہ کی خدمت مین باریاب ہوا ایکدن بادشاہ وزیر کی تہور و شجاعت پر فخر کر رہا تھا کہ درویش سے کہا کہ اپنی کرامت سے بھی فیضیاب کر اُس نے کہا کہ یہ کوئی سودا نہین ہے کہ دست بدست پھر تا رہے۔ ہان وقت کی بات ہے کہ قسمت یاوری کرے ایک روز جبکہ وزیر و بادشاہ دونون بیٹھے ہوے تھے کہ وزیر کی طرف فقیر نے اشارہ کیا کہ میری کرامت کا حال دیکھو مجھے ایک حجرے مین بند کردو اور اُسے مقفل کرو مین نورانی ہو جاتا ہون اور میری روح قالب سے نکلکر عالم بالا کو جاتی ہے اور مین عالم ملکوت کی سیر کر کے پھر اسی عالم مین واپس آتا ہون۔ وزیر نے جواب دیا کہ زہے خوش قسمتی میری کہ فقیر نے ایسی کرامت دکھانے کا ارادہ کیا ہے۔ اور اسکو حجرے مین مقفل کرنے کے بعد بادشاہ سے وزیر کہنے لگا کہ فقیر عجیب باکرامت تھے۔ روح اُس کی نورانی و پاک صاف ہے اور جسم ناپاک ہے اگر حجرہ مین آگ لگا دی جاے تو جسم پلید کے فنا ہو جانے کے بعد روح منور ظاہر ہوگی اور روح منور کی مصاحبت کا فیض جسمانی مصاحبت سے بہت بڑھکر ہوگا سلطان نے وزیر کے قول کو بہت پسند کیا اور حجرہ کو جلا دینے کا حکم دیدیا۔ جب سلطان نے دیکھا کہ روح منور نے عود نہین کیا تو اس تعویق کی وجہ وزیر سے دریافت کی اس نے جواب دیا کہ فقیر ازبس شیرین کلام تھا۔ شاید کہ ساکنان عالم بالا نے اس سبب سے مراجعت کی اجازت نہین دی۔

فکر بد بین بطور آن باید	تا کہ غفلت بچشم او باید

حکایت

ایک چڑیا نے ساحل دریا پر کسی درخت مین اپنا آشیانہ بنایا اور چند انڈے اس مین رکھے کہ ہوا مین انقلاب پیدا ہوا۔ اس نے اپنے نر سے کہا کہ موسم بارش آ پہنچا اور دریا مین طغیانی ضرور ہوگی۔ مبادا طوفان پیدا ہو اور انڈونکو پانی بہا لیجاسے نر نے جواب دیا کہ تجھکو توسودا ہوگیا ہے کجا دریا کجا درخت بھلا دریا کی کیا قدرت ہے کہ وہ ہمارے انڈے بہا لیجاسے۔ اور اگر ایسا کرسے بھی تو اپنی سزا کو پہنچے گا اور اس کا پانی خشک ہو جائیگا۔ مادہ نے جواب دیا کہ مجکو تیرے کہنے پر اعتبار نہین آتا۔ عقلمندون کو زیبا نہین ہے کہ ہرگاہ طاقت نہ رکھے۔ اور لاف زنی کا شیوہ اختیار کرسے۔ نر نے جواب دیا کہ اب تک تو نے میری قدر نہین جانی اور میری قوت کا اندازہ تجکو نہین ہوا۔ اگر دریا بے اعتدالی پر آسے اور اسطرح کی بے ادبی کرسے تو تمام پانی مین اپنی چونچ سے پھینک دونگا۔ بلکہ ایک قطرہ بھی نہ چھوڑونگا۔ مادہ نے کہا کہ مجبوراً انڈونکو تجھپر چھوڑتی ہون۔

قضارا دریا مین سخت طوفان آیا اور درخت معہ انڈون کے دریا مین بہہ گیا۔ مادہ نے جب درخت و آشیانہ نہ پایا تو نر کو طعنہ دینے لگی۔ وہ غضب مین آکر دریا کے کنارہ آیا اور پانی پینے لگا مگر کچھ اثر نہ ہوا مادہ اس کی اس حرکت پر ہنسی اور فریاد و فغان کر کے اپنے تمام ہم قوم کو جمع کیا۔ اور اظہار حال پوچھا کہ اب اس کی کیا تدبیر ہے کہ دل حزین کو تسکین ہو۔ سبھون نے جواب دیا کہ یہ تو بالکل آسان بات ہے۔ اگر ہم سب ایک ایک سنگریزہ منقار سے اٹھا کر دریا مین ڈالین تو فوراً خشک ہو جاسے۔ ان سب نے ایسا ہی کیا مگر کچھ کام نہ نکلا۔ بہرکیف ضعیف شخص جو توانا کے ساتھ جنگ کرتا ہے اس کا حال

کنجشک کا سا ہوتا ہے کہ دریا کے سامنے اپنی آبرو ڈبوتا ہے۔

آب دانستہ زہر را نوشد	ہر ضعیفے کہ با قوی پیچد

حکایت

راہ میں دو شخص ملے اور ایک دوسرے سے نام دریافت کیا۔ ایک نے اپنا نام نیک سیرت بتایا اور دوسرے نے بدخصلت۔ بدخصلت نے نیک سیرت سے کہا کہ میں تجھ سے رسم دوستی کرنا چاہتا ہون نیک سیرت نے جواب دیا کہ جب کہ تیرا نام ہی ایسا ہے تو تیرے افعال کیسے ہونگے۔ بدخصلت نے کہا کہ تو اطمینان رکھ اور مجھ سے پرہیز نکر اور امتحان کا وقت آنے دے۔ نیک سیرت نے جواب مین کہا کہ مین اپنی نیک سیرتی کو نہین چھوڑتا تو جس طرح رہ۔ مین تجھ سے دوستی کرتا ہون۔ یہ کہکر ہر دو نے برادرانہ طریق پر آگے کی راہ لی۔ ایک جگہ نیک سیرت کنارے رفع حاجت کے لیے گیا کہ ایک گھڑا ہمی اشرفیون سے بھرا ہوا ایک طرف نظر آیا۔ نیک سیرت اسکو غنیمت جان کر لایا اور بدخصلت کو آگاہ کیا کہ اگرچہ تو کچھ حصہ نہین رکھتا لیکن بوجہ رفاقت نصف حصہ کا مستحق ہے۔ بدخصلت نے شکریہ ادا کیا اور دفینہ کو لیکر واپس ہوئے جب اپنے وطن کے پاس پہنچے تو باہم مشورہ کیا کہ بقدر احتیاج اس دفینہ مین سے لیلینا چاہیئے باقی باہر کسی محفوظ جگہ مین چھوڑ دینا چاہیئے اور ضرورت کے وقت نکال لیجایا کرین گے۔ نیک سیرت نے اس مشورہ کو قبول کیا۔ اور ہر ایک نے کچھ نکال کر دفینہ کو ایک درخت کے نیچے دفن کر دیا اور اپنے اپنے گھرون کی راہ لی۔

مگر بدخصلت فی الفور واپس ہوا اور دفینہ کو نکال اپنے گھر لے گیا۔ تھوڑے دنون کے بعد نیک سیرت کے پاس گیا اور کہا کہ میرا حصہ تو صرف ہوگیا۔ چلو پھر کچھ نکال لائین

چنانچہ دونون اس درخت کے نیچے پہونچے اور ہرچند کھود کر چارون طرف تلاش کیا لیکن دفینہ کا کہین پتہ نہ تھا۔ تب بدخصلت نے ابرو چڑھا کر خشونت کے ساتھ نیک سیرت سے کہا کہ یہ تیرا ہی کام ہے کہ مجھے خبر نہ کی اور بغیر اطلاع میرے دفینہ کھود کر اپنے گھر لے گیا۔ کیا دوستی کا یہی تقاضا تھا نیک سیرت نے جواب دیا کہ میرا کچھ قصور نہین ہے۔ بدخصلت نیک سیرت کو کھینچ کر دربار سلطانی مین لے گیا اور فریاد کی کہ میرا انصاف کیا جاے۔ سلطان نے سب حال دریافت کیا اور متحیر ہوکر حلف کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہا مگر بدخصلت نے کہا کہ یہ شخص دروغ گو ہے۔ قسم کھالیگا۔ بہتر ہے کہ کل کوئی سرکاری معتمد ہمراہ دفینہ کی جگہ تک چلے۔ ہم دونون چلین اور مناجات کرین جسکی تائید مین غیب سے آواز آئے وہ دوسرے سے مطالبہ زر کرے سلطان نے بھی پسند کیا اور دوسرے دن جانے کا فیصلہ کیا۔

بدخصلت جب اپنے گھر واپس ہوا تو اپنے باپ سے کہا کہ کل تو فلان درخت کے جھنڈ مین بیٹھ جانا۔ جب میری مناجات کی آواز سننا تو صداقت کی شہادت دینا کہ بدخصلت سچ کہتا ہے۔ اسکے باپ نے کہا کہ بارہا مین تجھے نصیحت کرتا رہا ہون کہ ایسے افعال شنیعہ سے باز آ مگر تو نے میری بات نہ سنی اور اب چاہتا ہے کہ ایک جھوٹ بات کو سچ بنائے ہر ایک چاہیئے کہ راستی کا طریقہ اختیار کرے نہ کہ اس کو بالعکس کرے۔ یہ مصلحت کے خلاف ہے کہ بظاہر دنیاوی فائدہ سمجھکر اخروی نقصان کا باعث ہو۔ جیسے کہ ایک بگلے نے اپنا گھر بنایا۔

بدخصلت نے اس واقعہ کی تفصیل پوچھی تو اس کے باپ نے بیان کیا کہ ایک بگلا کسی سانپ سے تنگ آکر دریا کے ساحل پر غمگین اور اداس بیٹھا ہوا تھا۔ سرطان نے

نہایت غمگساری کے ساتھ اس کا حال پوچھا۔ بگلے نے اپنا پھر رو یا کر سارا حال بیان کردیا۔ سرطان نے دیکھا کہ اس کا قائل درماندہ ہوکر اس سے چارہ جو ہوا ہے خیرخواہی کی آزمین کوئی ایسی تدبیر بتانا چاہیئے کہ اپنے ہاتھ سے اپنا قائل ہو اور اس کا کام تمام ہو جاوے۔ یہ سوچکر سرطان نے کہا کہ تو اس قدر مغموم اور پریشان نہ ہو۔ دو تین مچھلی کے ٹکڑے کر کے اپنے گھر سے سانپ کے گھر تک بچھا دے۔ نیولا مچھلی کی طمع مین سانپ کے سوراخ تک آئیگا اور اس کو کوٹ کر مار ڈالیگا۔

بگلا شادان و فرحان اپنے گھر مین آیا اور مچھلیون کے ٹکڑے راہ مین بچھادے نیولا مچھلیون کو کھاتا ہوا سانپ تک آیا اور اس کا کام بھی تمام کردیا۔ دوسرے دن بھی نیولا مچھلیون کے کھانے کی غرض سے نکلا اور بگلے کے گھر تک پہنچا۔ وہ تو فکر دشمن سے فارغ ہوکر خواب غفلت مین تھا۔ نیولے نے اس کا گلا کاٹ کر مار ڈالا۔

بدخصلت اپنے باپ کے نصائح پر سخت برافروختہ ہوا اور کہا کہ اگر تو نے میرا کہا نہ مانا تو تجھے پیٹونگا۔ اسکے باپ نے کہا کہ تیری خصلت بندرون کی طرح ہے بدخصلت کے دریافت کرنے پر باپ نے بیان کیا کہ چند بندر جنگل مین شدت سرما سے بیتاب ہوکر آگ جلانے کی فکر مین پڑے۔ تلاش کرتے کرتے چند جگنو ہاتھ آے جن کو بندرون نے چنگاری خیال کر کے گھاس پھوس کے ڈھیر مین رکھکر پھونکنے لگے۔ ایک چڑیا ان کے پاس اڑکر آئی اور نصیحت کی راہ سے کہنے لگی کہ یہ آگ نہین ہے کہ تم اسقدر خوش ہو رہے ہو۔ بندر اس کی نصیحت سے رنجیدہ ہوے اور دوڑ کر اس کے بال و پر کو نوچ ڈالا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ اسی طرح مین بھی تجھے دوستی کی نصیحت کرتا ہون اور تو فرط دشمنی سے مجھے تکلیف پہونچاتا ہے۔ ع تن بہ تقدیر ہر چہ بادا باد۔

بدخصلت کے کہنے کے مطابق باپ جاکر درخت کے جوف مین بیٹھہ گیا۔ صبح کو جب سرکاری معتمد آیا اور مدعی و مدعی علیہ نے مناجات کی تو غیب سے آواز آئی کہ بدخصلت سچ کہتا ہے۔ یہ سنکر سلطان نے نیک سیرت سے کہا کہ تو جرمانہ کا سزاوار ہے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس جرمانہ کی ادائی کے لیے کچھ بھی نہین ہے۔ مین اپنے قول مین سچا ہون کہ دفینہ کو لاکر اسی درخت کے نیچے گاڑا تھا سلطان نے حکم دیا کہ نیک سیرت کو درخت کے پاس لیجاؤ اور کھود کر دفینہ نکلواؤ۔ جب درخت کے کھودنے کی نوبت پہنچی تو دفینہ کے بجائے ایک شیطان نکلا۔ چارون طرف سے لوگون نے اسے سنگسار کرنا شروع کیا اس نے کہا کہ مین شیطان نہین ہون بدخصلت کا باپ ہون کہ جس نے مجھے شیطنت کی تعلیم دی ہے۔ سلطان نے بدخصلت کے قصاص کا حکم دیا۔ اور نیک سیرت کی تعریف کی ؎

بد بماند آنکہ خوے بد دارد	نیک را عاقبت ہمان نیک است

حکایت

دو شخص باہم دوست تھے قلت معاش کی وجہ سے سفر کا تہیہ کیا اور ایک صحراے لق و دق مین پہونچے سطالع کی یاوری سے تین لعل بے بہا دستیاب ہوئے تو انھون نے مشورہ کیا کہ اگر ہم انہین کھلے طور پر اپنے پاس رکھین گے تو ڈاکو ہمارے پاس نہ چھوڑینگے مصلحت یہ ہے کہ انہین پیٹ مین اُتار لین۔ ایک اجنبی دور سے دیکھہ رہا تھا وہ بھی ان کے شریک ہوگیا۔ کہ مین اس صحرا مین بیکس ہون۔ تمہارے ساتھہ ملکر طے منازل کرونگا۔ الغرض یہ تینون ایک ایسی جگہ پر آپہونچے جہان کہ رہزنون نے انکو لوٹ لیا اور سوا لباس کے اور کوئی چیز نہ چھوڑی۔ اتنے مین ان رہزنون کو ایک طائر نے

آوازدی جواس کی بولی سمجھتے تھے کہ ان کو مت چھوڑو۔ غنیمت رکھتے ہین۔ چورون نے
ان تینون کو پھر گرفتار کر لیا۔ مگر ڈھونڈھنے پر کوئی چیز نہ نکلی۔ ان کو چھوڑنا چاہتے تھے
کہ اسی طائر نے پھر آوازدی۔ تب تو رہزنون کو گمان ہوا کہ شاید ان کے پیٹ مین
کوئی چیز پنہان ہو۔ پس خنجر لیکر دوڑے۔ اس مرد اجنبی نے سوچا کہ مین نے تو یہ چاہا
تھا کہ ان کا پیٹ چاک کرکے خود نفع اُٹھاؤن لیکن معاملہ بالعکس ہوا اور ان کے
ساتھ میرا بھی پیٹ چاک ہو رہا ہے۔ پس اب بہتر ہے کہ اس بلا سے ان دونون کو
رہائی دیکر احسان کرون۔ اس نے چورون سے کہا کہ یہ دونون میرے عزیز ہین۔ مین نہین
چاہتا کہ میرے سامنے ہلاک کیے جائین تم کو اگر کچھ شک ہو تو پہلے میرا پیٹ چاک کرکو
امتحان کر لو۔ اور اپنا مطلب نکالو۔ بیرحم رہزنون نے اس کا پیٹ چاک کر ڈالا مگر کچھ نہ پاکر
طائر کے قول پر لعن وطعن کرتے ہوے چلے گئے۔ ان دونون نے زندگی کو غنیمت
سمجھکر جلد جلد اپنی راہ لی اور ایک شہر مین پہونچکر کسی دوست ساہوکار کے پاس گئے
اور لعل کو بذریعہ جلاب نکال کر ساہوکار کے سپرد کیا اور کہا کہ چونکہ تو ہمارا دوست صادق
ہے ہم چاہتے ہین کہ یہ بیش قیمت مال تیرے ذریعہ سے فروخت کرین۔ بیوقوف
ساہوکار نے یہ خیال کیا کہ اس لعل بے بہا کو بجز بادشاہ کے اور کوئی نہ خریدے گا۔
اور بادشاہ کی خدمت مین لیجا کر پیش کیا۔ سلطان نے دیکھ کر معلوم کر لیا کہ ایسے لعل
بجز بادشاہون کے اور کسی کے پاس نہین ہو سکتے۔ مبادا چور اس شہر مین لاے
ہون اور ساہوکار سے دریافت کیا کہ یہ مال کس تاجر کا ہے اور کہان سے لایا ہے
ساہوکار نے خوف کھا کر عرض کیا کہ دو مسافرون نے مجھے دیا ہے کہ فروخت کرکے
قیمت لاؤ۔ فی الفور بادشاہ نے ان دونون کو طلب کیا اور دیکھتے ہی اپنے خیال کی

تصدیق کر لی اور ان کے قید کرنے کا حکم دیا دانا دشمن نے تو اپنی جان دیگر بلا سے رہائی دلائی مگر بیوقوف دوست کے ہاتھ سے قید مین پڑے۔ شعر

صحبت نیک چو شیر است در آب	نہ چو ہیزم کہ ہمہ نار شود

حکایت

ایک طوطے کے دو بچے تھے۔ ان مین سے ایک تو چورون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا اور دوسرا ایک فقیر کے ساتھ ہوا۔ اتفاق سے اس ملک کا بادشاہ سیر و شکار کی غرض سے جنگل مین اپنے ملازمون سے دور پڑ گیا اور چورون کے مقام تک پہونچا طوطے کے بچے نے شور مچایا کہ پکڑو پکڑو۔ سلطان سمجھ گیا کہ یہ چورونکا مقام ہے اور گھوڑے کو تیز کر کے آگے نکل گیا اور فقیر کے گھر پہونچا تو دوسرے بچہ طوطے نے آواز دی کہ خدا تیرا گھر آباد کرے۔ ماحضر تناول کر۔ سلطان نے ازراہ تعجب اس سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے تیرے ایک ہم قوم نے تو وہ سلوک کیا اور تو نے یہ۔ اس نے جواب دیا کہ ہم دونون۔ ایک ہی باپ کی اولاد ہین لیکن یہ صحبت کا اثر ہے کہ ایک دوسرے کے ضد مین ہین

قول بزرگانست کہ خود گفتہ اند	صحبت ہم جنس اثر می کند

حکایت

ایک فیل مست نے کسی درخت کو ٹکرا کر اسکی شاخون کو توڑ ڈالا اور ایک چڑیا کا گھونسلا مع اسکے بچون کے گرا دیا۔ چڑیا رنجیدہ ہو کر انتقام کے درپے ہوئی اور پرندون کے سامنے جا کر فریاد کی۔ انہون نے کہا کہ ہاتھی نہایت قوی اور ہم ضعیف ہین۔ پھر انتقام لینے کی کیا ضرورت ہے۔ بعضون نے کہا کہ ہمت نہ ہارنا چاہیے اور استقلال کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ شہد کی مکھی نے کہا کہ اگرچہ مین نہایت ضعیف ہون لیکن ایک تدبیر کرتی

ہون وہ یہ کہ ہاتھی کی آنکھ مین کاٹتی ہون - ایک درازمنقار طائر نے کہاکہ اگر زنبور آنکھ مین کاٹ لے تو ہاتھی پریشان ہوگا اور مین اسکے سر پر اڑکے اپنی چونچ سے آنکھ نکال لونگا - مینڈک نے کہاکہ جب ہاتھی اندہا ہوجاے اور پانی کی تلاش مین مصروف ہو تو مین ایک کنوئین سے آواز نکالونگا تاکہ وہ پانی سمجھکر ادھر آئے اور گرکر ختم ہو - مثل مشہور ہے کہ دانا اگرچہ کچھ بھی طاقت نہین رکھتا لیکن اگر چند سپے دانا گون کو بٹا جاے تو ہاتھی کا پاؤن اس سے بندہ سکتا ہے - الغرض انہون نے اپنی تجویز کے مطابق عمل کیا اور فیل دمان کو کنوئین مین گراکر ہلاک کردیا ؎

تدبیر بمصلحت برارد	گر خواہش انتقام وارد

حکایت

ایک صیاد نے دام بچھاکر اس مین دانہ ڈالدیا - چڑیون نے طمع سے چاہاکہ دانون پر آکر چن لیجائین کہ دانے مین سے ایک مرغ دانا نے آواز دی کہ اس دانہ پر فریب پر فریفتہ نہونا چاہیئے کیونکہ اس جنگل مین کوئی قافلہ نہین آیا کہ اناج کے دانے گرے ہون - اور نہ کسی نے زراعت کی کہ خوشون سے دانہ جھڑ گئے ہون - پس عقلا کو نہ چاہیئے کہ طمع مین آکر زناروار کی طرح جان سے ہاتھ دہوئین -

چڑیون نے زناروار کا حال دریافت کیا تو اس نے بیان کیاکہ ایک زناروار اپنے ایک رفیق کے ساتھ سفر کرکے کسی تالاب کے کنارے آیا - اس مین ایک شیر پڑا ہوا تھا جس نے دیکھتے ہی آواز دی کہ بدقسمتی سے مین اس بلا مین گرفتار ہوگیا ہون اور اب معلوم ہوتا ہی کہ مرنے کا وقت آگیا ہے اور اب چاہتا ہون کہ یہ جواہرات جو امرا کو مارکر مین نے لئے مین توشہ آخرت کے لئے تجھے دیدون زناروار نے کہاکہ تو درندہ ہے تیری بات پر مین

ہو سکتا ہون۔ شیر نے جواب دیا کہ یہ تو مرنے کا وقت ہے اور اب ثواب کی

نہ کہ عذاب کی بقول شیخ سعدی۔

بدوزد طمع دیدہ ہوشمند

ناور نے قدم آگے بڑھایا۔ اسکے رفیق نے منع کیا مگر ان سے کچھ نہ سنی اور کہا کہ اب شیر کو
جگہ ہی نہین تھی بھلا دم زدن کی مجال اس کو کہان ہے۔ چند قدم آگے نہ گیا تھا کہ مٹی اور
کیچڑ مین اس کا جسم کمر تک پھنس گیا۔ شیر بہت خوش ہوا اور ایک پنجہ اس کے سر پر مار کر
کھینچ لیا مبادا تم بھی ان دونون پر دھوکھا کھاؤ۔ سطائرون نے کہا کہ یہ مرغ منحوس بہت
زبان دراز ہے کہ اس یاوہ گوئی سے ہم کو بیکار رکھنا چاہتا ہے اور طلب روزی مین ہم کو
سعی نہین کرنے دیتا۔ اور سب یکبارگی دانون پر ٹوٹ پڑے۔ صیاد تو گھات ہی مین
تھا اور جال کھینچکر گرفتار کر لیا گرفتاری کے بعد ایک دوسرے کو طعنہ دینے لگا کہ بزرگون
کی نصیحت نہ مانا اور سب اس بلا مین گرفتار ہوئے۔ طائر ناصح نے چلا کر کہا کہ اب بھی
وقت نہین گیا۔ جس قدر بال و پر مین قوت ہو اڑو۔ سب پرند مع جال کے اڑ گئے اور
طائر ناصح ان کو جنگل مین اپنے ایک دوست شفیق چوہے کے پاس لے گیا اور کہا کہ
مین تیرے ہی پاس آیا ہون کہ دوست مشکل کے وقت کام آتا ہے اور سختی مین معلوم
ہے چوہا صادق الوداد تھا دانت سے جال کاٹ کر رہائی دی۔ بزرگون کی نصیحت
پر کان دینا چاہیے اور مصیبت کے وقت دوستی کا امتحان بھی کرنا چاہیے ٥

گوش بر پند بزرگان بنہید	تا کہ از رنج صعوبت برہید

حکایت

ایک راہبہ نے دنیا کی ہوس سر سے نکالی اور دل مین محبت الٰہی کا شوق پیدا کیا تھا اس نے

چاہا کہ کاملین کی صحبت مین جاے اور ان کی خدمت سے فائدہ حاصل کرے کسی بزرگ کا شہرہ سنا جو ایک دور کے شہر مین رہتا تھا اور اُسکے پاس رہنے کے ارادے سے روانہ ہوا صحرا مین اسکی پالکی کا ایک کہار مرض اسہال مین مبتلا ہوکر ضعف سے گر گیا لوگ دوسرے کہار کی تلاش مین ہر چار طرف گام زن ہوئے ایک ضعیف العمر آدمی درخت کے نیچے نہایت ناتوان و کمزور مراقبہ مین بیٹھا تھا کہ اس کو کہار سمجھ کر پکڑ لاے۔ ضعیف العمر نے کبھی اونچ نیچ راہ نہ چلی تھی اور پالکی کا بوجھ کندھے پر رکھکر چلا تو منہ کے بل گر گیا۔ راجہ غصہ مین آیا اور ایک چھڑی ضعیف العمر کے سر پر ماری لیکن اُس نے اس مار کا مطلق خیال نہ کیا اور آگے بڑھا۔ ناتوانی سے ہر جگہ اس کا گھٹنا ٹیک جاتا تھا۔ راجہ نے پھر ایک چھڑی اسکے پہلو مین ماری۔ فقیر نے صبر کیا مگر بے اختیار اسکی زبان سے یہ نکلا کہ یہ غیب کی سزا ہے جو میرے ہی اعمال کا نتیجہ ہے راجہ کے دل مین اسکے کہنے کا بڑا اثر ہوا اور دل مین سوچا کہ اس نے دو مرتبہ لکڑی کی مار کھائی۔ مگر کچھ رنجیدہ نہ ہوا اور عجیب بات زبان پر لایا اس سے پوچھنا چاہیئے یہ سوچ کر راجہ پالکی سے اوتر آیا اور فقیر سے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور کس قوم سے ہے اور تیرا گھر کہان اور تیرے مان باپ کون ہین۔ اس نے جواب دیا کہ مین ہیچ ہون۔ قومیت ہیچ ہے اور جو ہیچ ہو اُسکی منزل کہین نہین اور جو پیدا کرتا اور جان ڈالتا ہے وہی مان باپ ہے۔ راجہ اسکے پاؤن پر گر پڑا اور کہا کہ مجھ سے قصور ہوا کہ بلا وجہ تجھے رنج پہنچایا مجھکو معاف کر فقیر نے جواب دیا کہ تمھارا قصور نہ تھا یہ سب میرا کیا تھا "از ماست کہ بر ماست" تیرا مقصود کیا ہے۔ کس کی تلاش مین ہے اور کیون شہر سے نکلکر آوارہ صحرا ہوا ہے راجہ نے جواب دیا کہ ایک بزرگ کی تلاش

مین نکلا تھا لیکن تجھے پاکر اب کہان جاؤن اور کسکو ڈھونڈون مین دنیا سے سیر ہو کر
دست کش ہوا اور عروۃ الوثقی سے متمسک ہو کر تیرے دامن کو پکڑا ہے مجھکو محروم
نہ کر اور حقیقت کو ظاہر کر کے نوازش کر کہ دنیا کیا ہے اور یہ آفت کس کی طرف سے ہو
فقیر نے جواب دیا کہ شوق اسکو نہین کہتے جو تو رکھتا ہے تیری خواہش ہے کہ اپنا بار
دوسرون پر ڈالے۔ راجہ نے کہا کہ اگر اسی قدر مقصود ہوتا تو تیرے در پے نہ ہوتا۔
کوئی راہ حقیقت کی دکھلا کہ جس کے لیے دل و جان پروانہ و شمع کی طرح گھل رہی ہے
فقیر نے کہا کہ مطلوب کیا ہے اور تیرا مطلب کیا ہے۔ راجہ نے جواب دیا کہ میرا مطلوب
ذوالجلال اور میرا مطلب وصال ہے۔ اسپر فقیر نے کہا کہ تو دوئی ثابت کرتا ہے یا جدائی
کی شکایت مین زبان کھولتا ہے۔ حباب دیکھکر پانی بھول گیا اور لکڑی کو لکڑی سمجھ کر
آگ سے دست کش ہوا۔ لیکن اگر نکھے سے جہل تو وہ حباب پانی ہے۔ اور لکڑی پر
لکڑی کو رگڑ تو وہی آگ ہے۔ اپنی خودی چھوڑ اور ہر جگہ اس کا جلوہ دیکھ ؎

غیر حق ہیچ نیست می گویم	جلوہ اوست ہر کجا بینی

حکایت

ایک کتے اور ہرن مین بڑی دوستی تھی اور دونون ہنسی خوشی سے زندگی بسر کرتے
تھے ایک گیدڑ نے ہرن کو فربہ دیکھکر دل مین سوچا کہ اس کے گوشت سے لذت حاصل
کرنا چاہیے دور سے ہرن کو آواز دی کہ تیرے ساتھ مجھکو دوستی کرنے کی خواہش
ہے ہرن نے جواب دیا کہ کبھی کسی راہ مین تیرا ساتھ نہین پڑا اور نہ کسی جنگل مین تجھے دیکھا ہی
بیگانے کے ساتھ آشنائی کو کون جائز رکھتا ہے۔ میرا کوئی تعلق تجھ سے نہین ہے
پھر دوستی کی کیا وجہ گیدڑ نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ تیری خدمت مین استفادہ حاصل کرون

ہرن نے جواب دیا کہ اپنے ہم قوموں میں جا اور ہم جنسوں کے ساتھ صحبت میں رہ کہ تجھے اپنا طریقہ بتائیں۔ اور آئین ملت سکھائیں میں ہرن اور تو گیدڑ۔ میری صحبت تیرے کام نہ آئے گی اور مجکو تیری صحبت کی ضرورت نہیں۔ گیدڑ نے جواب دیا کہ تیرا طریقہ مجھے خوش آتا ہے اور میری خواہش ہے کہ اپنا طریقہ چھوڑ دون الغرض ہرن اس کی خوشامد پر اسکی طرف متوجہ ہوا کہ اسی ضمن مین کوا آگیا اور دیکھا کہ ایک گیدڑ ہرن کے پہلو مین بیٹھا ہوا ہے۔ کوا متحیر ہوا اور پوچھا کہ یہ کون اجنبی ہے کہ جس کے پاس تو بیٹھا ہوا ہے ہرن نے جواب دیا کہ اس کو میری خدمت مین رہنے کی ازحد خواہش ہے اور نہایت عجز و الحاح کرتا ہے۔ اگر یہ بھی ساتھ رہے تو کیا مضائقہ ہے۔ کوے نے کہا کہ جب تک اجنبی کے حالات سے کمال آگاہی نہ ہو اسکو اپنے ساتھ لینا کسی طرح مصلحت نہین ہے کیونکہ دنیا مین بہت سے ظاہر کے اچھے اور باطن کے بُرے ہین۔ ہرن نے جواب دیا کہ اس بیچارے سے مجکو کیا تکلیف ہے اور کوئی بات اندیشہ کی نہین ہے۔ کوے نے کہا کہ دوستی بعید از عقل ہے اسی کے حسب حال ایک حکایت مجھے یاد آئی ہے۔ ہرن کے پوچھنے پر کوے نے بیان کیا۔

چند مرغ کسی درخت پر بسر کرتے تھے ایک اُلو بڈھا بہت پہلے سے وہان گھونسلہ رکھتا تھا۔ اور اب کمزوری کی وجہ سے اسکو پرواز کی طاقت نہ رہی تھی۔ مرغون کو اس حال پر رحم آیا اور اپنے بچون کے لیے جو خوراک لاتے تھے اس مین سے کچھ الو کو بھی دیدیتے تھے۔ اور وہ الو جب وہ مرغ چلے جاتے تھے تو اُنکے بچون کی پاسبانی کرتا تھا۔ اس طرح گزر ہوتی تھی۔ ایک دن بلی اس درخت کے نیچے آئی۔ اُلو نے دیکھ کر شور مچایا کہ مین تجکو آنکھ نکال کر مار ڈالون گا ورنہ بھاگ جا بلی نے کہا کہ

کیا مروت کا یہی تقاضا ہے کہ جو پناہ مین آے اسکو مار ڈالا جاے یا بھگا دیا جاے۔
مین بھی تیری طرح خدمت گزاری مین بڈہی ہوگئی اور اب تیری صحبت سے فائدہ حاصل
کرنا چاہتی ہون۔

الغرض مکر و فریب سے بلی نے اُلو کو قبضہ مین کر لیا۔ چند دن تک تو وہ بھوکی پیاسی
رہی۔ لیکن جب الو کو اسپر اعتماد ہوگیا تو مرغ کے بچون کو اُسپر چھوڑکر خود سو جاتا تھا۔ اور
بلی ہر روز ایک بچہ کھا جاتی تھی اور جس وقت کہ چڑیان آتی تھین چھپ رہتی تھی۔
چڑیون نے دیکھا کہ تمام بچے کم ہوتے جاتے ہین اور سوا الو کے یہان اور کوئی
نہین ہے۔ یہی کھاتا ہوگا۔ الغرض اتفاق کر کے اُسے مار ڈالا۔ اسی طرح نہو کہ یہ گیدڑ
تجھ سے سلوک کرے۔

کوے کے ان نصیحت آمیز کلمات سے گیدڑ کو بہت رنج ہوا اور کوے سے
کہا کہ آخر تو بھی تو میری طرح غیر جنس سے ہے کہ رفتہ رفتہ دوستی کر کے محبت بڑہائی ہے
کیا وجہ ہے کہ خود کو تو معتبر سمجھتا ہے اور مجھ سے بدگمان رکھتا ہے۔ کوے نے کہا
کہ مین نے دفعتہً ہرن کی صحبت مین اس قدر رتبہ نہین پیدا کیا بلکہ بارہا اُس نے مجھے
آزمایا اور مین نے رفاقت مین بہت مشقت جھیلی ہے۔ ہر شخص کا دلی حال ایک دو
صحبت سے نہین کھلتا۔ بقول شیخ سعدیؒ ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد

تو باتون مین پھسلا کر ہرن کو دام بلا مین گرفتار کرنا چاہتی ہے۔ ہرن نے کوے سے
کہا کہ یہ بیچارہ تو میری پناہ مین آیا ہے۔ دام کہان رکھتا ہے کہ گرفتار کرے۔ کوے
نے جواب دیا کہ میری نصیحت نہ مان کر آخر کو تجربہ کرنا پڑے گا۔

الغرض چاپلوسی اور خوشامد سے گیدڑ ہرن کا دوست بنا اور ہر وقت اس کے گوشت
پر نظر رکھتا تھا کہ کسی طرح حاصل کرے۔ ایک دن اس نے ہرن سے کہا کہ فلان مقام پر ایک
کشت زار پر از خوشہ ہے۔ چند دن کے لیے وہان چلنا چاہیے۔ ہرن فریب کھا کر
اس صحرا مین وارد ہوا اور ہر رات کھیت مین سے خوشہ ہاے جوار کو کھانے لگا۔
کسان متحیر تھا کہ یہ چور کہان سے آگیا اور آخر کار دام بچھا کر رات کو چلا گیا۔ جس مین ہرن
گرفتار ہو گیا۔ گیدڑ اس کے قریب ہی منتظر ہو بیٹھا کہ کب ذبح کیا جائے اور کب
اسکا گوشت اس کے حصہ مین آئے اسوقت ہرن کو کوے کی نصیحت یاد آئی اور گیدڑ
سے کہا کہ اب مین دام مین پھنس گیا اور وقت ہاتھ سے جاتا رہا تیرے دانت تیز ہین
شاید جال کوشش سے کٹ جاے۔ گیدڑ نے کہا کہ یہ وقت نہایت متبرک ہے۔
بزرگون کی نصیحت مجھے یاد ہے کہ آج کے دن دانت سے کوئی کام نہ لینا چاہیے
لیکن کل البتہ لے سکتا ہون۔ ہرن نے کہا کل تک تو میرا کام ہی ختم ہے۔ ان باتون
سے کیا حاصل۔

ناگاہ کوا بھی ہرن کو ڈھونڈھتا ہوا آنکلا اور ہرن کو پھندے مین دیکھکر پوچھا کہ تیرا
کیا حال ہے مین نہ کہتا تھا کہ یہ اجنبی قابل صحبت نہین ہے میری بات سے غفلت
کی اور بغیر امتحان کے اس کے قول و فعل پر اعتماد کیا۔ ہرن نے کہا کہ اب مین کیا کرون
کوشش کر کے مجھے اس پھندے سے رہا کر کیونکہ دوست وہ ہے جو وقت صعوبت کام
آئے نہ کہ بوقت آسایش و راحت مثل کنجشک کے کہ دانہ کھا کر اڑ جاتی ہے۔ کوے نے
جواب دیا کہ اب موقع ہاتھ سے نکل گیا اور اس تدبیر سے بہتر کوئی چارہ نہین کہ صبح کے وقت
ہاتھ پاؤن خوب مار کر اپنے کو مثل مردہ کے بنا لینا۔ صیاد جب آئیگا تو تجھے مردہ دیکھکر

گوشت سے ہاتھ اٹھائیگا اور جال اٹھا لیگا۔ اگر یہ تدبیر کر تو جال سے بچ جائیگی۔ ہرن نے
ایسا ہی کیا۔ کسان جب صبح کو آیا اور ہرن کو دام مین پھنسا ہوا دیکھا تو بہت خوش
ہوا کہ آج چور گرفتار ہوگیا۔ اور مین اپنے واسنے کی قیمت وصول کرونگا۔ جب وہ قریب
آیا تو دیکھا کہ ہرن مردہ ہے۔ رنجیدہ ہوا کہ جال بھی خراب ہوا۔ فی الفور جال کو کھولکر
اُٹھالیا۔ کوے نے اوپر سے آواز دی کہ اب وقت آگیا ہے۔ معاً ہرن اُٹھکر بھاگ
گیا اُدھر کسان نے دیکھا کہ ہرن زندہ تھا اور بھاگ گیا نہایت غضب مین آیا اور ایک
لکڑی جو ہاتھ مین تھی گیدڑ کے سر پر مار کر کہا کہ آج تیری نحس صورت دیکھی تھی کہ شکار
کو خود اپنے ہاتھ سے رہا کردیا ؏

نہ ہر چیز خوب با لاید	دوستی بعد امتحان شاید

حکایت

ایک دھنا کثرت عیال و اطفال کی وجہ سے قوت لایموت کا محتاج تھا ہر چند سعی کرتا تھا
مگر خرچ کے برابر اسکی آمدنی نہ ہوتی تھی۔ اس نے دل مین ارادہ کیا کہ سفر کو کہین جاے
اپنی عورت سے مشورہ کیا کہ اب مصلحت کیا ہے۔ میری قسمت اس شہر مین یاوری نہین
کرتی عورت نے جواب دیا کہ بزرگون کا قول ہے السعی منی والاتمام من اللہ۔
صحت و سلامتی کے ساتھ روانہ ہو۔ الغرض دھنا چلکر ایک شہر مین وارد ہوا۔ اور مشقت
شاقہ سے دو برس کی مدت مین پانچسو اشرفی جمع کی اور سوچا کہ اب اس قدر رقم جمع ہوئی اہل و
عیال کو جو انتظار مین ہونگے۔ فاقہ و فقر سے نکالنا چاہیئے۔ الغرض منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا ایک
جنگل مین آیا اور ایک درخت کے نیچے سوگیا ایک رہزن آگیا اور اسکی جمع اڑا لے گیا جب وہ
اٹھا تو دیکھا کہ ایک اشرفی بھی باقی نہین ہے۔ شش و پنج مین پڑا کہ اتنی محنت کا جمع کیا ہوا

مال رایگان گیا اگر مکان جاؤن توسب امیدوار کیا کہین گے۔ وہان سے پھر پلٹا اور ایک شہر مین پہنچکر کسی امیر کی ملازمت اختیار کی اور روز وشب اپنے لواحقین کی فاقہ کشی کی فکر مین رہتا تھا۔ چنانچہ ایک ہزار اشرفی پیدا کی اور ایک قافلہ کے ساتھہ روانہ ہوا جس تھیلے مین کہ اسکی اشرفیان تھین تھوڑی تھوڑی دور پر اسکو دیکھتا جاتا تھا۔ ہمراہیون نے دیکھہ پایا اور قابو پاکے اُڑالیا بیچارہ وہینا اُٹھا تو دیکھا کہ اسکا سرمایہ عمر نہ تھا۔ دل مین کہا کہ عمر بھر کا نتیجہ یہ ہوا۔ اب زندگی بیکار ہے اور آگے قدم نہ رکھنا چاہیئے اور کسی کنوے مین گرکر جان دینا چاہیئے۔

اس وقت قسمت نے سعی سے کہا کہ تو نے جسقدر ہوسکا کیا اور آخرکار اپنے دست گرفتہ کو اس حال پر پہنچایا کہ کنوے مین گرکر جان شیرین تلف کرتا ہے۔ سعی نے جواب دیا کہ میرا کام اسی قدر تھا کہ اس نے محنت سے رقم فراہم کی۔ لیکن تجھ بے رحم نے اسکو نفع حاصل نہ کرنے دیا اور تیری مدد کا اب وقت ہے۔ قسمت نے کہا کہ میرا کیا قصور ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے مقدر ہی مین نہین ہے۔ آؤ اور اسے آزمائین کہ کیا ہوتا ہی اور اسکو کنوے مین گرنے سے منع کرین۔ الغرض دونون اس کے پاس آے اور نصیحت کی کہ اے نادان کیون صبر نہین کرتا اور اپنے کو کنوے مین ڈالتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ کوئی اپنی جان مفت نہین بلکہ کسی وجہ سے دیتا ہے۔ انہون نے کہا کہ جلدی نکر اور ہماری بات سن۔ فلان شہر مین دو تاجر رہتے ہین ان کے پاس جا اور قسمت آزمائی کر یا تو کچھ نفع اُٹھایا مفلسی مین مبتلا رہ اس نے ایسا ہی کیا۔ روز اوّل ایک سوداگر کے مکان پر گیا دیکھا کہ لکھوکھا کا مال اس کے پاس ہے اور ایک حبہ بھی کسی کو نہین دیتا جو روٹی کہ اسکے سامنے رکھی تھی۔ مکھیون کی آمیزش سے ایسی تھی کہ اسی روز استفراغ ہوا۔ دوسرے دن دوسرے سوداگر کے

مکان پر پہنچا۔ وہان ایک عجب شان دیکھی کہ مسافرین و فقرا اس کے دروازہ پر آتے ہین اور ہر ایک اپنی قسمت کا حصہ لے جاتے ہین۔ اس تاجر نے نئے مہمان کی میزبانی کی اور مال واسباب و نقد اس قدر دیا کہ اسکو بے نیاز کر دیا۔ اس وقت سعی و قسمت پھر مجسم ہوکر آئے اور اس سے پوچھا کہ دونون تاجرون مین سے کس کا رویہ تجھکو پسند آیا۔ اس نے جواب دیا کہ تاجر اول باوجود لکھوکھا کا مال رکھنے کے ایسا بخیل اور ترش رو تھا کہ اس کے نان کا ایک لقمہ بھی ہزار ہزار من شکر کے ساتھ کھانا نہ ممکن تھا چہ جائیکہ وہ دوسرے کو مال دے۔ مین فاقہ کشی سے جان بلب تھا مگر تمام دن روٹی کے کھانے سے جانکندنی کی حالت مین تھا۔ دوسرا تاجر مال و منال کے ساتھ فیاض اور کشادہ دل و خوش رو ہے اسکا طریقہ مجکو پسند ہے لاکھون روپیہ دست بدست دیتا ہے۔ قسمت نے اس سے کہا کہ اب تیرا طالع یاوری پر ہے جہان جی چاہے چلا جا۔ قسمت تیرے ہمراہ رہیگی۔ لیکن یہ طریقہ جسے تونے پسند کیا فراموش نہ کرنا چاہیے۔ یہ شخص وہان سے روانہ ہوا کہ راستہ مین ایک خزانہ دستیاب ہوا اور بخشش و کرم کرتا ہوا اپنے گھر آیا۔ چونکہ داد و دہش مین اس نے کمی نہ کی تھی اس لئے مال کی سلامتی کیساتھ اپنے گھر پہنچا ٥

شرط عقل است کہ سعی بنماید		تا بہ تقدیر او چہ می آید

حکایت

ایک نجار کی عورت فاحشہ تھی اور اکثر اوقات شوہر کو دھوکا دیکر اپنے کام مین مشغول ہوتی تھی۔ ایک دن ارادہ کی کہ محفل عیش کو مخل سے صاف کرنا چاہیے۔ اور اپنے شوہر سے کہا کہ اس شہر مین مزدوری کم ملتی ہے۔ فلان مقام پر ایک حاکم عمارت بنوا رہا ہے

جو وہان کام کے لیے جاتا ہے۔ اجرت دگنی دیتا ہے۔ نجار اسکی مکاری سے آگاہ تھا اور ظاہر مین اس کی بات مان کر سفر کا تہیہ کیا اور ارہ و تیشہ لیکر روانہ ہوا۔ شام کو عورت نے اپنے آشنا کو بلوایا۔ رات کو کسی وقت نجار گھر مین کسی پوشیدہ طور پر داخل ہوا اور پلنگ کے نیچے پوشیدہ ہو رہا۔ عورت کسی ضرورت سے اٹھی تو اس کی نظر شوہر پر پڑی متحیر ہو گئی اسکے آشنا نے پوچھا کہ کیا ہوا عورت نے چشمک دیکر جواب دیا کہ تجھپر خاک پڑے تیری محبت سے مین تنگ آگئی اور پھر صورت دیکھنے کو جی نہین چاہتا۔ میرا شوہر نیک رو اور نیک خصلت زیبا و رعنا ہے دل چاہتا ہے کہ اس کے نثار ہون اور آج جدائی کے دن اسکے پیچھے تیار ہو کر روانہ ہون۔ اگر خدا نخواستہ مین کوئی آفت آئی ہے تو اپنے کو جلا دون کیونکہ کہتے ہین نیک بخت عورت شوہر کے ساتھ جلتی ہے تو آخر مین جنت ملتی ہے۔ بیوقوف مرد نیچے سے نکلا عورت کے تصدق ہوا کہ جب تو مجکو اس قدر دوست رکھتی ہے تو مین تجھپر کیون تصدق نہ ہون ؀

مرد ابلہ در فریب زن شود		وا سے بر آن کو ز خود غافل بود	

حکایت

ایک دہقان نے حالت ضعیفی مین شادی کی اور اسکی نوجوان عورت نے اسکی صحبت سے اجتناب کیا۔ ہر چند مرد نے زور و زر سے خواہش کی۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئی۔ ایک رات گھر مین چور آیا۔ عورت دیکھ کر ڈری اور اس مرد ضعیف سے لپٹ گئی دہقان نے بڑا شور مچایا کہ اے چور ا تیرے قدوم میمنت لزوم سے خانہ آبادی ہوئی۔ جو کچھ ہے تیرے نذر ہے۔ لے اور جا۔ چور نے دیکھا کہ یہ عجب شخص ہے اور اس سے کچھ تعرض نہ کیا پھر بقال نے باواز بلند کہا کہ فلان جواہر و اقمشۂ گران بہا نہ چھوڑ اس کے شور کو سنکر سپاہی

دوڑ پڑے۔ دہقان نے ان سے کہا کہ اے پاسبانو! مین تمکا شکر گزار ہون جو چاہے لے جاے۔ سپاہیون نے سمجھا کہ یہ بقال چور سے ڈرتا ہے کہ مبادا اس کو قتل نہ کرے اور اس چور کو پکڑ کر لے گئے ٥

روستائی گر بظاہر آبلہ است	لیک از تدبیر کار خود نمود

حکایت

ایک زناردار کو گوسفند کے گوشت کھانے کی بڑی رغبت تھی۔ قدم گھر سے باہر نکالا اور کسی نے اسکو ایک گوسفند صدقہ مین دیا اور زناردار اس کو کاندھے پر لاد کر روانہ ہوا۔ راستے مین چار اوباش سے اور انھون نے مشورہ کیا کہ کسی تدبیر سے گوسفند کو اپنے قبضہ مین لینا چاہیے۔ اور تینون متفرق ہو کر الگ الگ راہ سے گئے۔ ایک زناردار کے سامنے آکر کہنے لگا کہ اس سگ مردار کو کندھے پر کس لئے اٹھائے ہوے ہے۔ اس نے غصہ سے جواب دیا کہ مردار تو ہی ہے۔ چند قدم آگے نہ بڑھا تھا کہ دوسرے نے کہا کہ گوسالہ مردہ کو سر پر اٹھائے ہوے ہے زناردار نے یہ سمجھ کر کہ یہ نشہ کھائے ہوے ہے یا وہ گوئی کرتا ہے جواب نہ دیا۔ چند قدم آگے بڑھا تھا کہ تیسرے نے کہا کہ اے شخص! شیطان تیرے سر پر بیٹھا ہوا ہے۔ اب تو زناردار کو نہایت وحشت ہوئی اور سوچا کہ درحقیقت یہ شیطان ہی ہے جو ہر دم صورت بدلکر ظاہر ہوتا ہے اور اس مرتبہ خود اپنی صورت مین نظر آیا ہے اور ڈر کر اسے پھینک کر بھاگا اوباشون نے قہقہہ لگایا اور گوسفند پر قبضہ کر کے اپنے مصرف مین لائے ٥

مرد بد اطوار از تزویر خود	مال ہر کس از فریبی میخورد

حکایت

دو بادشاہون مین جنگ ہوئی جسمین ایک دوسرے پر غالب آیا۔ مغلوب نے اپنے
ارکین دولت سے مشورہ کیا کہ دشمن قوی ہوگیا ہے کوئی تدبیر نکالنی چاہیے۔ ایک نے کہا
کہ کوئی چیز پیشکش کرکے صلح کرنی چاہیئے۔ دوسرے نے کہا کہ فوج کو آراستہ کرکے دشمن
سے جنگ کرنی چاہیے تیسرے نے راے دی کہ کسی دوسرے سلطان کی مدد حاصل
کرکے مقابلہ پر آمادہ ہونا چاہیئے چوتھے نے کہا کہ مکر و فریب سے دشمن کا زور گھٹا دینا
چاہیے۔ پانچوین نے کہا کہ قلعہ مین محصور ہوکر مدافعت کرنی چاہیئے۔ سلطان کو چوتھے
شخص کی راے پسند آئی اور اُس سے کہا کہ کوئی صورت کرنا چاہیئے۔ جواب دیا کہ حتی الامکان
فروگزاشت نہ کرونگا۔ اس وقت مجھے زخمی کرکے اسی جگہ چھوڑ دیجیے۔ اور خود فلان قلعہ مین
جاکر محصور ہونا چاہیے۔ ادہر مین اپنی تدبیر مین مصروف ہوتا اور دشمن کو قبضہ مین لاتا ہون۔
سلطان نے اس کے کہنے پر عمل کیا اور بھاگ کر قلعہ مین محصور ہوگیا۔ غنیم نے دیکھا کہ
بادشاہ بھاگ گیا تو جاسوسونکو روانہ کیا کہ اگر کوئی باقی رہ گیا ہو تو اُسے لاؤ تاکہ اس سے حالات
دریافت کرین۔ ملازمون نے ڈہونڈہ کر اس مجروح شخص کو نکالا اور سلطان کے پاس
لے گئے۔ سلطان نے اس سے معزور بادشاہ کا حال دریافت کیا تو اس نے جواب دیا
کہ مین اپنی زبان درازی سے اس حال کو پہنچا۔ کیونکہ ہمیشہ از راہ خیرخواہی سلطان ظالم
سے کہتا تھا کہ وہ اس دولت خداداد کو سرمایہ سود و بہبود سمجھکر اطاعت قبول کرے تاکہ
فلاح و کامیابی کا ذریعہ اور اس تہلکہ سے نجات ہو اور مین حضور والا کی تعریف مین چند
کلمات بھی کہے کہ بادشاہ ایسا رحیم و جان بخش ہے کہ جان و مال کی اذیت اس کا منشا
نہین ہے۔ اس پر بادشاہ غصہ مین آیا اور مجھکو اس حال پر پہنچایا۔ سلطان نے اس پر
نظر عنایت کی اور اپنے مقربین مین داخل کر لیا۔ چند دن کے بعد اس نے عرض کیا کہ

اس عنایت بے نہایت کے معاوضہ مین کوئی جانبازی کی خدمت ادا کرنا چاہتا ہون۔ بادشاہ کو اسکے کہنے پر اعتماد ہوا اور اسکو سرفراز کرکے روز بروز اسکا رتبہ بڑہانے لگا۔ اراکین دولت نے باہم مشورہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین اپنے کو پہنچایا ایک نے عرض کیا کہ یہ شخص مخالف کی طرف کا ہے اسکو زیادہ مداخلت نہ دینا چاہیے کیونکہ وہ اس سلطنت کا خیرخواہ ہرگز نہین ہوسکتا۔ دوسرے نے کہا کہ اگر اسکو امور سلطانی مین داخل کرنا منظور ہو تو پہلے امتحان کرلینا چاہیے۔ تیسرے نے عرض کیا کہ یہ مخالف جانب کا آدمی ہمارے موافق ہوگیا ہے ہم کو شکرگزار ہونا چاہیے کہ غنیم کا ایک واقف راز میسر آگیا۔ اکثر مصارف کثیر خرچ کرنے سے کوئی ایسا شخص دستیاب ہوتا ہے۔

بادشاہ نے کہا کہ واقعی یہ شخص اذیت کشیدہ ہے اور اب کہ دشمن مین تاب مقاومت نہین ہے اس واقف کار کی صلاح کے مطابق اسکا تعاقب کرنا چاہیئے اس مفتری نے جب دیکھا کہ اُسکی خیرخواہی جم گئی تو اس نے بادشاہ کو مخفی طور پر پیام دیا کہ موقع آگیا اب مین اپنی تدبیر انجام دیتا ہون کہ دشمن کو ایک وسط کی جگہ مین لاتا ہون۔ تھوڑی سی کوشش سے اسکا کام تمام کردیجئے اور ایک جانب قلعہ کے برجون کو منہدم کرکے مع سامان کے کمین گاہ مین بیٹھ جایئے کیونکہ دشمن اسی شکستہ جانب یورش کرے گا۔ بادشاہ نے اپنے خیرخواہ کے قول کے مطابق عمل کیا۔

ایک دن اس نے بادشاہ غالب کی خدمت مین عرض کیا کہ ایک وقت مین مغرور سلطان کی مجلس مین تھا کہ اہالیان مشورہ سے یہ ذکر سنا تھا کہ فلان قلعہ بہت مضبوط ہے لشکر سمیت اس مین محصور ہونا چاہیئے۔ اور قابو ملے تو دشمن پر شبخون مارنا چاہیئے۔ اگر قضا اسی خیال سے اُن کو وہان لے گئی ہے تو چونکہ مین واقف کار ہون اس لیے جلد وہ اپنی

پاداش کو پہنچین گے۔ مین ایک مخفی راہ سے آگاہ ہون جس سے آسانی سے قلعہ فتح ہوجائیگا
سلطان کو اسکی رائے پسند آئی اور قلعہ کی طرف لشکر کو لیکر اسی طرف گیا جس طرف کہ برج شکستہ
تھے اور وہ مفتری کمین گاہ تک اسے لے گیا۔ بادشاہ مع فوج کے سر پر آپہنچا اور سبھونکو
قتل کردیا اور بادشاہ غنیم کا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کرکے بادشاہ کے پاس لے گیا۔

مشو غافل بظاہر ہاسے دشمن	کہ چون صباغ ہر دم رنگے آرد

حکایت

ایک دھوبی نے اپنے گدھے کو پوشاک شیر کی پہنائی۔ وہ راتون کو لوگون کے کھیتون مین
جاکر چرنے لگا۔ اسکے ہم قومون نے ممانعت کی کہ ایک دن یہ جہل کھل جاسے گا اور گدہا تمہ
سے جاتا رہیگا لیکن اس نے توجہ نہ کی اور کچھ جواب نہ دیا۔ دہقان بوجہ شیر کی دہشت کے
دست انداز نہ ہوتے تھے۔ اتفاقاً ایک گدھے نے اپنی عادت کے مطابق چلانا شروع
کیا دہقان نے اسکے حال پر آگاہی حاصل کی اور ایک لاٹھی اسکے سر پر ایسی ماری کہ سر پھٹ کر
خون جاری ہوگیا۔ دھوبی رنجیدہ ہوا کہ اگر اپنے دوستون کی بات سنتا تو گدہا ہاتھ سے نہ جاتا۔

اگرچہ چند کار گرا فتد	لیک در راستی خلل نرسد

حکایت

ایک چڑیا کسی درخت پر آشیانہ رکھتی تھی۔ کسی وجہ سے چھوڑکر دوسری جگہ بنا لیا لیکن
پہلی جگہ کی الفت کی وجہ سے بیقرار ہوکر پھر قدیمی گھونسلے مین آئی اور دیکھا کہ اس کی جگہ ایک
طوطی نے اپنے قبضہ مین کرلیا ہے چڑیا نے کہا تو کون ہے ؟ کہ غیر کے گھر کو اپنا سمجھتی ہے
طوطی نے جواب دیا کہ اگر تمہاری ملکیت ہے تو قبالہ دکھاؤ۔ کیا تو نے نہین سنا کہ ساحل دریا
جنگل۔ کوہستان۔ کسی کا مال نہین ہے۔ اور مال غیر وارث کا جو اپنے تصرف مین لائے

وہی مالک ہے۔ الغرض گفتگو نے بہت طول کھینچا کہ اتنے مین ایک کوا آگیا اور ان سے اس جھگڑے کا حال دریافت کیا۔ طوطی سے نے تعرف کو اپنی ملکیت کی دلیل بتائی اور چڑیا نے اسکو غاصب ٹھہرایا۔ کوے نے کہا کہ تم زیادہ لڑائی نہ کرو۔ اس جگہ ایک شخص موجود ہے میرے ساتھ چلو تاکہ وہ کیفیت دعوی سنکر فیصلہ کرے۔ اور ان دونون کو کوا ایک بلی کے پاس لایا۔ جب ان دونون کی نظر دشمن پر پڑی تو اُنھون نے کوے کو از راہ طعن کہا کہ تو عجب منہ حمق ہے کہ ہمکو دشمن کے پاس لایا ہے۔ کوے نے کہا کہ اس بلی نے ہوا و ہوس دنیا سے منہ موڑ کر جنگل مین اقامت اختیار کی ہے بلی نے بھی دور سے آواز دی کہ مین دنیا سے ہاتھ دہو کر عبادت کے لئے بیٹھی ہون اور اب کامون سے درد سر مول نہین لیتی۔ دوسرے حاکم کے پاس جاکر اپنا معاملہ فیصل کراؤ۔ طوطی اور چڑیا نے یہ سمجھ کر کہ واقعی یہ بلی نہایت مرتاض ہے کہا کہ ہمکو اور کہین جانا نہین ہے تیرے انصاف پر ہم راضی ہین۔ بلی نے کہا کہ مین بہری ہون۔ دونون آگے بڑہین اور امر بابہ النزاع کا اظہار کیا کہ بلی نے پنجہ مارکر انصاف کیا ؎

مبر ترس از خوے بدکر خصلت خود	بیازارد بہر ساعت دلے را

حکایت

دو شخص بظاہر دوست تھے اور باطن مین ایک دوسرے کے درپے تھے کہ کسی طرح اس کا مال اپنے قبضے مین کرے۔ ایک دن اس نے اپنے دوست سے کہا کہ مین سیر کو جاتا ہون اور باغ و راغ کا تماشا دیکھنا چاہتا ہون۔ اس دوست غافل نے بھی اسے بیگانہ سمجھ کر ہمراہی اختیار کی اور جنگل کی سیر کو چلا۔ اس ظاہری دوست نے ایک جگہ جنگل مین پوشیدہ مقام پر چند اوباشونکو بٹھا دیا تھا کہ دوسرے ساتھی کا کام ختم کردین الغرض

کمین گاہ مین لیجاکر اوباشونکو خبر کی۔ غافل دوست سنے جب اوباشون کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون ہین؟ اور اسجگہ کیون چھپے ہوئے ہین؟ ظاہری دوست نے جواب کہ مجھے معلوم نہین کون ہین۔ لیکن چور ضرور ہین۔ تو اپنے پاس کے جواہر گران بہا انکو دیدے۔ کیون اپنے پاس رکھتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اے دوست! تو نے پہلے ہی مجھے آگاہ کیون نہ کردیا کہ جواہرات کو ساتھ لیتے آنا اور ان کے نذر کردینا مجھکو معلوم نہ تھا کہ ان کو جواہرات کی خریداری منظور ہے۔ اسکے دوست ظاہر نے پوچھا کہ کیا واقعی جواہرات کو گھر مین چھوڑدیا ہے اُسنے کہا ہان! اور اگر اعتماد نہ ہو میرے ساتھ چلکر اس صندوقچہ ہی کو دیکھ لو اسکے ظاہری دوست نے قبول کیا اور کہا لیکن اس شرط سے کہ جواہرات لیکر پھر میرے ساتھ جنگل مین واپس ہوکر سیر مین مصروف ہونا الغرض دونون آبادی مین آئے تو غافل دوست نے جیب سے جواہرات نکال کر غافل دوست کو دکھایا کہ صندوقچہ بھی تھا۔ اس نے کہا کہ اس جگہ کیون نہ دکھایا خریدار منتظر ہونگے۔ چلو اُسے فروخت کرین غافل دوست نے جواب دیا کہ مجھے ایک عقلمند مینڈک اور بیوقوف گاسے کی حکایت یاد ہے۔ مین دہوکا نہین کھاسکتا ظاہر دوست نے پوچھا کہ وہ کیا کیفیت ہے۔ غافل دوست نے جواب مین بیان کیا۔

ایک مینڈک کسی کنوے مین رہتا تھا لیکن وہ اپنے ساتھیون سے اس قدر رنجیدہ تھا کہ ان کی ہلاکت کے لئے خود ہلاک ہونا پسند کرتا تھا۔ الغرض وہ کنوے سے نکل آیا اور ایک سانپ کے سوراخ کے پاس پہنچکر آواز دی کہ تیرے آذوقہ کے لیے مین نے بڑی خوراک مہیا کردی ہے۔ لیکن اس شرط سے کہ مجھکو کوئی اذیت جانی نہ پہنچانا۔ سانپ نہایت بھوکا تھا اور آہستہ آہستہ بروزہ دار کی طرح مشی کرکے اس

کنوئے مین آگر گر پڑا۔ جسکو اس دانا مینڈک نے بتایا تھا۔ سانپ نے ہر ایک مینڈک کو کھا لیا اور اب اس عقلمند مینڈک کی باری آئی تو سانپ نے اس سے کہا کہ میری بھوک اب بھی نہین مٹی۔ اور اب تیرے سوا کوئی مینڈک نہین رہا۔ سوا تیرے کھانے کے اور کوئی چارہ نہین ہے۔ مینڈک نے جواب دیا کہ مین تو تیرے سامنے حاضر ہون اگر چاہتا ہے تو مجھے کھا لے لیکن ایک ہی دن کے لیے یہ خوراک کافی ہے میرا ارادہ ہے کہ تیرے لیے کوئی اور بہتر جگہ تلاش کر دون۔ سانپ نے کہا کہ اس سے کیا بہتر جلد تلاش کر کے خوراک مہیا کر۔ مینڈک نے رہائی پائی اور وہان سے بھاگ کر ایک دوسرے کنوئے مین اپنے کو پہنچایا۔ سانپ نے بہت دیر تک اس کا انتظار کیا اور جونک سے کہا کہ مینڈک خوراک کی تلاش مین گیا تھا۔ دیر ہوئی اور اب تک پیام مسرت نہ لایا جونک تلاش کرتے کرتے مینڈک تک پہنچی اور سانپ کا اسکو پیغام دیا۔ مینڈک نے جواب دیا کہ تو نے بزرگون کی نصیحت نہین سنی کہ بھوکے کے سامنے کھانا نہ رکھنا چاہیئے کہ وہ دست اندازی کرے گا۔ اور چورون کی صحبت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مین تو سانپ کی خوراک ہون وہ مجھے کیون کر چھوڑ دے گا۔ تو اس سے جا کر کہدے کہ وہ میرا انتظار نہ کرے مین اسکی صحبت سے سیر ہو گیا ہون۔

بیوقوف گدھے کی داستان یہ ہے کہ ایک شیر جنگل مین رہتا تھا لیکن کسی عارضہ کی وجہ سے شکار چھوڑ دیا تھا اس نے لومڑی سے کہا کہ کسی شکار کی تلاش مین جانا چاہیئے لومڑی چارون طرف تلاش کرتی ہوئی ایک بیوقوف گدھے کے پاس آئی اور اس سے پوچھا کہ تو کیون اس قدر ضعیف و ناتوان ہے اور اس جنگل مین کہان سے آگئی گدھے نے جواب دیا کہ میرا مالک ایک دھوبی ہے۔ روز بوجھ لاد کر پشت پر لیجاتی ہون وہ آب

دوانہ اس قدر نہین دیتا کہ سیر ہو کر کھاؤن۔ اسی وجہ سے نحیف ولاغر ہوگئی ہون۔ لومڑی
نے جواب دیا کہ اس قدر محنت ورنج کیون اٹھاتی ہے۔ قریب ہی مین ایک جنگل ہے
کہ سبز گھاس سے ایک بالشت زمین بھی خالی نہین ہے اسجگہ چل اور آب وگیاہ کھا کر
خوب فربہ ہو۔ بیوقوف گاے مکار لومڑی کے ساتھ اور اس جنگل مین آئی۔ شیر نے دور
ہی سے دیکھ کر غرانا شروع کیا گاے نے اس وقت یقین کیا کہ اس لومڑی نے مجھکو ہیبت
دلائی ہے اور فورًا بھاگ کر اپنے جنگل مین چلی گئی۔ لومڑی شیر کے پاس واپس گئی۔ اور
کہا کہ مین اس قدر کوشش سے ایک شکار لائی اور تو نے بے صبری کر کے اس نعمت
غیر مترقبہ کو رہا کر دیا اور اب دست افسوس ملا کر۔ شیر نے جواب دیا کہ مجھ سے چوک
ہوگئی لیکن تو اپنی چالاکی سے اُسے پھیر لا اور جس طرح ہو سکے اُستہ راہ پر لا۔
لومڑی یہ کہہ کر کہ اگر قابو چلا تو رسی مین باندھ کر لاؤن گی۔ گاے کے پاس آئی اور کہنے
لگی کہ تو عجب بزدل ہے کہ بیجا خوف کھا کر بھاگ آئی۔ گاے نے کہا کہ تو عجب مکار ہے
کہ مجھکو آب وگیاہ کا فریفتہ کر کے شیر کے پاس لیگئی۔ لومڑی نے جواب دیا کہ جس کو تو شیر
سمجھی تھی وہ مادہ گاؤ تھی جس نے تجھکو دیکھ کر خوشی سے غرانا شروع کیا تھا لیکن تجھے
ہمیشہ شیر ہی کا خیال رہتا ہے اسے بھی تو نے شیر ہی سمجھا اس خیال کو چھوڑ اور مادہ گاؤ
کو زیادہ منتظر نہ رکھ۔ جب بچے ہونگے تو مین اُنکی شادی کرونگی۔ بیوقوف گاے اسکی
فریب سے پھر اُسی جنگل مین آئی اور اسبکے لومڑی ایسی جگہ پر اُسکو لائی کہ شیر نے بآسانی
اُسے شکار کر لیا پس مین تیری کہنے پر کسطرح اعتماد کر سکتا ہون۔ اب خیریت اسی مین ہے کہ
اس جگہ سے چلا جا اور میرے ہاتھ سے رہائی حاصل کر ورنہ مین کوتوال کے پاس جا کر تیری
شکایت کرونگا اور وہ تجھے گرفتار کر کے تازیانے لگاے گا۔

مرد بد ور فسکر بد بینی بود	عاقلی از مکر او ہشیار باش

حکایت

ایک تاجر کو کسی پری پیکر سے عشق تھا اور وہ شب و روز اُسی کے پاس رہتا اور اُسے دروازہ تک بھی جانے نہ دیتا اس تاجر کا گماشتہ بھی کسی عورت کے دام مین گرفتار تھا۔ ایک رات کو تاجر کی معشوقہ نے بصد ناز و عشوہ خاموشی اختیار کی۔ تاجر نے ہر چند بات کرنا چاہی۔ مگر اُس نے جواب نہ دیا۔۔ بالآخر تاجر نے اسکا ہاتھ کھینچکر کہا کہ اے ماہ تو جو چاہتی ہے بیان کر۔ اُس نے جواب دیا کہ دل چاہتا ہے کہ تو میرا اسپ بنے اور مین تجھ پر سوار ہون تاجر نے کہا لو میری ڈاڑہی تو ہاتھ مین لے تو پھر جو کہو گی مین سنونگا۔ القصہ اُس عورت نے تاجر کو گھوڑا بنایا اور خود سوار ہو کر چارون طرف پھرتی رہی اور ایک جگہ تاجر نے جولانی کر کے اُسے نیچے گرا دیا یہی حال گماشتہ کا بھی ہوا کہ اُسکی معشوقہ نے اُسکی ڈاڑہی پکڑی اور کہا کہ اس خار و خس کی جگہ صفائی چاہیے۔ گماشتہ تو ہزار جان سے اُسپر فریفتہ تھا ڈاڑہی اُس کے نذر کر دی۔ صبح کو تاجر نے گماشتہ کو دیکھکر تعجب سے پوچھا کہ رات تک تو تیری ڈاڑہی سیاہ تھی اور صبح کو چہرہ سپید کیون نظر آتا ہے۔ گماشتہ کو بھی تاجر کی رات کی حالت مخبرون کے ذریعہ سے معلوم ہو گئی تھی۔ اُس نے جواب دیا کہ رات کو گھوڑے کے دوڑ دھوپ کی وجہ سے میری ڈاڑہی جھڑ گئی۔ تاجر نے جب یہ سُنا تو کہا کہ تو بھی میری طرح گرفتار ہے گماشتہ نے کہا کہ ہان اگرچہ ایک عجیب عورت کی حکایت یاد ہے لیکن بے خبری سے خود اپنی خبر بھول گیا۔ اُسنے دریافت کیا کہ وہ کیا حکایت ہے گماشتہ نے بیان کیا کہ ایک آہنگر کی عورت دایہ تھی۔ آہنگر تو اپنے کام مین مصروف رہتا تھا اور عورت اپنے کام مین۔ ایک دن کسی اوباش سے ہم صحبت ہوئی اور اُسکو نہایت پسند کیا۔ اوباش اسکی تعلق خاطر کو پہچان

گیا۔ اور کہا کہ مین اپنے وطن جاؤنگا عورت نے کہا کہ مین تیری کنیز ہون۔ جہان تو جاے گا
مین بھی ساتھ جاؤنگی۔ اوباش نے کہا بہتر۔ تیرے پاس جسقدر سرمایہ ہے وہ توشہ لیکر ہمراہ
چل۔ الغرض عورت سب ساز و سامان باندھکر اسکے ساتھ ہوئی کہ راستہ مین ایک دریا پڑا۔
اوباش نے کہا کہ کوئی کشتی نہین ہے۔ پہلے یہ سامان مجھے دے کہ مین اسکو پہنچا آؤن پھر تجھے
کندھے پر بٹھاکر عبور کرونگا۔ عورت نے سب سامان اسے دیدیا اور اوباش لیکر پھر واپس
نہوا عورت نے حیرانی کے ساتھ اسکو دیکھا اتنے مین اسکی نظر ایک بلی پر پڑی کہ منہ مین
گوشت کا ٹکڑا لیجا رہی تھی کہ ایک مچھلی پانی سے اوپر اچھلی۔ بلی نے گوشت کا ٹکڑا کنارے
چھوڑا اور مچھلی کو پکڑنے کے لیے دریا کے کنارے بیٹھ گئی کہ اتنے مین ایک کوا گوشت
کو اُٹھا لے گیا۔ عورت بھی بلی کی طرح اس طرف رہی اور اوباش دوسری طرف مایوس ہوکر
اپنے گھر واپس ہوئی اور اپنے شوہر کو طعن سے کہنے لگی کہ مین پانی کے لئے گئی تھی اور تونے
گھر کا سارا سامان اپنی مان اور بہنونکو دیدیا۔ اگرچہ مین عورتون کے مکر سے آگاہ تھا۔ لیکن
شہوت سے آنکھ بند تھی جو وقت پر نہ کھل سکی ؎

زمکر زن مشو غافل کہ ہر مرد	کند صد عشوہ بہر دلفریبی

حکایت

ایک بقال کے لڑکے نے اپنی آوارہ مزاجی سے باپ کے اندوختہ مال کو تباہ اور برباد
کردیا اور مفلسی اسکے در و دیوار سے ٹپکنے لگی۔ تنگی معاش سے وہ نہایت پریشان ہوا اور ایک
رات کو سوچا کہ زہر کھاکر اپنا کام تمام کرے کہ رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص اُس سے کہتا
ہے کہ کل اس صورت و وضع کا ایک آدمی تیرے گھر مین آئے گا۔ تو ایک لاٹھی اُس کے
سر پر مارنا تو وہ طلا کا ہوجاے گا۔ اور جسقدر تو اُس کے ہاتھ پاؤن کاٹے گا پھر اعضا

بن جاینگے۔ صبح کو جب وہ اُٹھا تو اس نے خواب کو خیال تصور کیا کہ جو کچھ دماغ مین رہتا ہی وہی خواب مین بھی نظر آتا ہے۔ الغرض ایک حجام کو بلوا کر حجامت بنوانے مین مصروف ہوا کہ ایک شخص اس صورت و وضع کا اندر آیا۔ اس نے امتحاناً اسکے سر پر ایک لاٹھی ماری تو وہ طلائی بنگیا۔ حجام کو یہ ماجرا دیکھ نہایت تعجب ہوا۔ اور وہان سے اُٹھ کر اس تلاش مین مصروف ہوا کہ اسی شکل کے آدمی پیدا کر کے اپنے گھر فریب سے لائے اور انکو طلا بنائے۔ الغرض تلاش سے چند اشخاص اسی صورت کے اسکول گئے۔ حجام نے چاپلوسی سے ان سے کہا کہ کھانا کھانے کے لیے غریب خانہ مین آکر سرفراز فرمائیے ان لوگون نے کہا کہ غیر کفو کے گھر جا کر کھانا کسطرح ہم کھا سکتے ہین۔ حجام نے جواب دیا کہ انکار دعوت منع ہے۔ ہر قسم کے طعام کا پکانا مجھے معلوم ہے جسکے کھانے سے آپ صاحبو نکو بڑا ذائقہ ملے گا۔ آخر انھون نے قبول کیا اور حجام کے گھر مین داخل ہوئے حجام نے دروازے کو مضبوطی کے ساتھ بند کر لیا اور ہر ایک کے سر پر لاٹھی ماری۔ اور ایک شور و شغب پیدا ہوا۔ سپاہی دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گئے اور سب کو گرفتار کر کے کوتوال کے پاس لے گئے۔ کوتوال نے حجام سے پوچھا کہ کیا دعوت کا لازمہ یہی تھا۔ اس نے جواب دیا کہ فلان شخص کے یہان مین نے ایسا ہی دیکھا تھا اسلیے اس کی طمع مین مجھ سے بھی وہی فعل صادر ہوا۔ کوتوال نے بنیے کے لڑکے کو طلب کیا اور حقیقت حال دریافت کی اور کہا وہ تو اسکی قسمت مین تھا اور تیری قسمت مین قید ہے۔ اور حجام کو قید کا حکم دیکر کہا کہ یہ مثل اسی طرح ہے کہ ایک عورت نے مآل کار نہ سوچا اور آخر کار ندامت اُٹھانا پڑی۔ اس کے ہم جلیسون نے یہ واقعہ پوچھا تو کوتوال نے بیان کیا۔

ایک عورت حاملہ تھی۔ وضع حمل کے وقت ایک بچہ اور ایک نیولا پیدا ہوا۔ اور

وہ نیولا لڑکے کی حفاظت کرتا تھا۔ عورت ایک دن پانی لینے کے لیے باہر گئی
اور لڑکے کو شوہر کے سپرد کر گئی۔ باپ بھی خوراک کی تلاش مین نکلا کہ اتنے مین ایک
سانپ بچہ کے گہوارہ کی طرف بڑھا کہ نیولے نے بڑھ کر اس کا سر کاٹ ڈالا۔ عورت
جب واپس آئی تو اس نے نیولے کو خون آلودہ دیکھا۔ سمجھی کہ اس نے لڑکے کو
مار ڈالا ہے گھڑا جو سر پر اٹھائے ہوئے تھی نیولے پر دے مارا کہ اس کے صدمہ
سے نیولے کا سر پاش پاش ہوگیا آگے بڑھی تو دیکھی کہ بچہ گہوارہ مین ہے اور
ایک سانپ سر کٹا ہوا پڑا ہوا ہے۔ اپنے اس کردار ناہنجار پر سخت نادم ہوئی
اور دست افسوس ملنے لگی۔ اسی موقع کے لیے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص
عجلت اور بیتابی کام مین کرتا ہے آخر مین ندامت اٹھاتا ہے ۵

اول اندیشہ وانگہ گفتار
نرسد لغزشت در آخر کار

حکایت

چار شخص جو بے روزگار تھے قسمت آزمائی کے لیے شہر سے باہر نکلے اور ایک فقیر
سے اپنے افلاس کا حال بیان کیا اس فقیر نے اپنی جیب سے چار پھول نکال کر ان
چارون اشخاص کو دیے اور کہا کہ جنگل مین جا کر ان پھولون کو زمین پر پھینکدو جس کی قسمت مین
جو کچھ لکھا ہوگا زمین کو کھودنے سے مل جائیگا۔ وہ چارون آدمی پھول لیکر راہی
ہوے پہلے شخص نے پھول زمین پر پھینکا اور وہ جگہ کھودی تو تانبے کا ایک ٹوکرا نکلا
اور سر پر اٹھا کر چلدیا۔ دوسرے نے پھول زمین پر پھینکا اور زمین کھودنے
سے ایک چاندی کا صندوقچہ ہاتھ آیا۔ تیسرے نے اسی طرح کیا تو اسے طلائی

سینخین طین اور چو تھے نے زمین کھودنے سے ایک جواہر کی کشتی پائی۔ مگر اس چوتھے شخص نے کچھ اسپر اعتنا نہ کی اور سوچا کہ آگے بڑہنا چاہیئے شاید کوئی اور چیز دستیاب ہو چند قدم نہ گیا تھا کہ اسکی آنکھ ایک ایسے شخص پر پڑی کہ اسکی گردن مین طوق' پاون مین زنجیر' سر پر ایک آتشی انگیٹھی تھی۔ اس نے اس شخص سے زنجیر و طوق و انگیٹھی کا حال پوچھا تھا کہ اتنے مین یہ چیزین اس شخص سے جدا ہو کر اس کے سر و گردن اور پاؤن مین مضبوط لگ گئین۔ اس نے گھبرا کر کہا کہ اے شخص تو نے کسطرح اپنی مخلصی حاصل کر کے طوق میری گردن مین ڈالا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ سلسلہ اسی طرح پر چلا آتا ہے مین نے بھی بزرگون کے قول کو نہ سنکر اس بلا مین پڑا تھا لیکن اب تیرا حصہ ہے۔ اسی گفتگو مین پہلا ساتھی آ پہنچا اور اپنے رفیق کو بلاے بے درمان مین مبتلا پاکر کہا کہ مین نے بزرگون سے دو نصیحتین سنی ہین اور تمام چیزون سے طمع اٹھا کر تانبے کے ٹکرے پر اکتفا کی اور تو نے جواہر کی کشتی پر بھی صبر نہ کیا اور زیادہ حاصل کرنے کی طمع مین راحت زندگانی کھودی اس نے دریافت کیا کہ وہ دو نصیحتین کیا ہین تو بیان کیا۔

پہلی نصیحت یہ ہے کہ ایک گاے اور ایک گدہے مین بڑی دوستی تھی اور دونون ساتھ ہی ساتھ جنگل مین جاتے تھے۔ ایک رات گیہون کے کھیت مین دونون نے چرا اور خوب پیٹ بھر لیا۔ گدہے کو جب آسایش حاصل ہوئی تو وہ گاے کے قریب گیا اور کہنے لگا کہ جی گانے کو چاہتا ہے۔ گاے نے کہا کہ تو بیوقوف چوری کو آیا ہے اور چلاتا ہے کسان آگاہ ہو کر گلے مین رسی ڈالکر ہاتھ پاؤن توڑ لیگا اور بچہ کو مار ڈالیگا۔ گدہے نے جواب دیا کہ میرا گانا اس قدر کسان کو خوش کریگا کہ وہ جو کا ایک توبڑہ ضیافت کے لیے لائیگا گاے

سنے جواب دیا کہ اگر یہی منظور ہے تو مین تجھ سے جدا ہوتی ہون اور کچھ تھوڑی دور آگے چلی
جاتی ہون اور اپنا حصہ ضیافت تجھی کو بخشتی ہون۔ گدہے نے کہا بہتر ہے لیکن تجھ کو مین
بے بہرہ نہ رکھونگا اور تیرا حصہ اٹھا کر لاؤنگا۔ یہ کہکر گدہے نے آواز نکالی۔ کسان نے اس کی
آواز سنی اور دوڑ کر لاٹھی اُس کے سر پر ماری کہ جس سے اسکا خون جاری ہوگیا۔ گدہا افتان
وخیزان گائے کے پاس پہنچا۔ گائے نے گدہے کو اس حال مین دیکھکر کہا کہ کسان نے
بیشک تیری معقول دعوت کی ہے

دوسری حکایت یہ ہے کہ ایک جولاہہ کسی کام کے لئے جنگل مین گیا اور ایک درخت
کے نیچے بیٹھکر زاد راہ کھولکر کھانے کا ارادہ کیا۔ پہلی روٹی زمین پر رکھی تھی کہ ایک شیطان
جو درخت پر تھا اُس روٹی کو دوڑ کر کھا گیا۔ اور خوش ہوکر مجسم صورت مین نمایان ہوا اور کہنے
لگا کہ جو تیری خواہش ہو مانگ مین تجھے بخشدونگا اور تیری حاجت دفع کرونگا۔ جولاہہ نے کہا
کہ مجھ کو اتنی اجازت دو کہ جاکر اپنی عورت سے مشورہ کر آؤن۔ الغرض گھر کی طرف دوڑا کہ
راستہ مین اسکا ایک دوست مل گیا۔ اور اُس نے اس تیز روی کی وجہ دریافت کی۔ جولاہے
نے تمام سرگزشت بیان کی۔ اس کے دوست نے کہا کہ تو سلطنت کی خواہش کر تاکہ مین
وزیر ہون اور تو بادشاہ ہو۔ اس نے کہا کہ مین سوا اپنی عورت کے کسی کے ساتھ مشورہ
نہ کرونگا۔ پس اپنی عورت کے پاس آیا اور حقیقت حال بیان کی اور اپنے دوست کی نصیحت
سلطنت کے متعلق بھی بیان کی۔ عورت نے کہا کہ سلطنت مین بڑی خرابیان ہین اول
نوہر کو دم دشمن ہو جاتا ہے دوسرے فوج اپنی تنخواہ کا تقاضا کرتی ہے۔ تیسری آبادی
مملکت کی فکر اس قدر جانکاہ ہوتی ہے کہ خود اپنے تن بدن کا حال بگڑ جاتا ہے چہارم عدالت
جو حقیقت مین چاہیے کسی سے ممکن نہین اور اسکی وجہ سے عاقبت برباد ہو جاتی ہے اور

حاکم ظالم دوزخ مین جاتا ہے۔ لہذا صلاح یہ ہے کہ دو ہاتھ اور دو پانون اور آنکھ سے ایک پارچہ تیار ہوتا ہے اور اگر دو دوسرے ہاتھ پانون آنکھ حاصل ہو تو دو پارچے تیار ہون تاکہ فراغت سے گزر ہو اور دوسرے کی احتیاج نہ پڑے۔ مرد نے اپنی عورت کے کہنے کے مطابق شیطان کے پاس آکر کہا اس نے حسب دلخواہ فی الفور چار ہاتھ پانون اور آنکھین بنا دین جولاہہ جب شہر کی جانب پھرا اہل شہر نے اس عجیب غریب شکل کو دیکھکر اسے شیطان سمجھا اور خوف سے بھاگے۔ اور چارون طرف سے لکڑی اور پتھر کی بارش کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔

ان دونون حکایتون کو یاد کر کے مین نے تانبے کا لوٹا کر اسنے لیا اور کاملین کے قول پر عمل کیا تو نے جواہرات کی کشتی پر بھی بس نہ کیا اور کاملین کی نصیحت نہ سنکر اپنی سزا کو پہنچا ۵

ہر قدر بیشتر طمع باشد	ہوشمندی بہ پند گوش بند

حکایت

دو بادشاہون نے اتفاق سے منہ موڑ کر نفاق کا طریقہ اختیار کیا۔ ایک نے مخالف کو ہلاک کرنے کی نیت سے لشکر عظیم مہیا کیا۔ مگر دوسرے نے اپنی تیار فوج سے پیشقدمی کر کے عرصۂ کارزار اس پر تنگ کر دیا۔ بادشاہ نے اپنے ارکین سلطنت سے مشورہ کیا۔ ایک جماعت کی تو یہ رائے ہوئی کہ سپاہ مہیا کر کے دشمن سے جنگ کرنی چاہیے۔ چند لوگون نے عرض کی کہ بادشاہ کے رعب و داب سے دشمن ہراسان ہوگا اور اسکا لشکر منتشر ہو جائیگا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ جبکہ غنیم کی فوج بہت ہے اور اسکو غلبہ بھی ہے تو اسپر رعب و داب کیا پڑ سکتا ہے جواب دیا کہ خرگوش کی طرح تدبیر کر کے دشمن کو خوف زدہ کرنا چاہیئے کہ وہ شکست پائے اور اسکا ملک ہاتھ لگے۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ خرگوش کی کیا تدبیر تھی۔ تو ایک مشیر نے

بیان کیا کہ:-

ایک خرگوش خوش آب وہوا کے جنگل مین بسر کرتا تھا کہ ایک ہاتھی کا اُدھر گزر ہوا اور خود ٹھہر گیا۔ خرگوش نے اپنے بچون کی پامالی سے ہراسان ہو کر اپنے ہمجنسون سے مشورہ کیا کہ ہاتھی کو کس طرح نکالنا چاہیے۔ اُن سبھون نے اپنی عاجزی کا اقرار کیا مگر ایک ضعیف العمر خرگوش نے اظہار کیا کہ مین ایک ادنی تدبیر سے ہاتھی کو باہر نکال دونگا۔ خرگوش نے اسکو غنیمت جانا اور اجازت دی کہ اپنا کام کر جو کچھ بھی ہوگا بڑا خرگوش ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور بآواز بلند ہاتھی سے کہا کہ اپنی جگہ ٹھہر جا اور آگے قدم نہ بڑھا کیونکہ ہمارے بادشاہ عالیجاہ نے اس صحرا کو اپنا مقام بنایا ہے۔ بڑی خیریت اسی مین ہے کہ اس جگہ سے واپس پلٹ جاؤ اور اس جنگل کو چھوڑ کر دوسرے جنگل مین چلا جا ورنہ اگر تیرا اوپار آگیا ہے تو اس جنگل کا رُخ پھر کریگا ہاتھی نے جواب دیا کہ تو کیون بکواس کر رہا ہے۔ اگر صحیح کہتا ہے تو اپنے بادشاہ کا پتہ دے خرگوش نے جواب دیا کہ کسی کا یہ مقدور نہین ہے کہ بادشاہ کا مُنہ دیکھے یا بے حابا اسکی طرف آنکھ اُٹھائے۔ اسی گفتگو مین رات ہوگئی اور چاند نکل آیا۔ خرگوس نے ہاتھی سے کہا کہ اگر تجھکو بادشاہ کے جمال جہان آرا دیکھنے پر بہت اصرار ہے تو ایک تالاب کے کنارے جاکر اس مین ہمارا بادشاہ مثل ماہ منور کے جلوہ گزین ہے۔ ہاتھی تالاب کے کنارے آیا اور اس مین چاند کا عکس دیکھکر جو موج آب سے متحرک تھا ڈر گیا اور سوچا کہ خرگوش صحیح کہتا ہے۔ یہان سے جان بچا کر بھاگ جانا چاہیئے۔ اس قسم کی تدبیر سے دشمن کو ہراسان کرنا چاہیئے کہ وہ راہ فرار اختیار کرے۔

ایک جماعت نے یہ قصہ سنکر کہا کہ ہاتھی از قسم وحوش تھا کہ محض توہم کر کے بھاگ گیا یہ تو انسان ہے مبادا فریب نہ کھائے اور نہ فرار ہو اور خود ہماری سلطنت تباہ ہو جائے۔ پس

دور اندیشی مالک و مال و جان کی حفاظت کے لیے شرط ہے جیسے کہ مینڈک بوجہ دور اندیشی
محفوظ رہا تھا بادشاہ نے پوچھا کسطرح ؟ اُس نے بیان کیا۔

ایک مینڈک کسی تالاب مین تھا اور دو مچھلیان بھی تھین۔ ایک کا نام صد عقل اور
دوسرے کا نام ہزار عقل۔ موسم گرما پہنچا اور پانی کم ہونے لگا۔ مینڈک نے کہا کہ مناسب
یہ ہے کہ اس تالاب کو چھوڑ کر دوسرے تالاب مین چلے جائین مبادا رفتہ رفتہ تمام پانی خشک
ہو جائے اور ہم سب گرفتار ہو جائین۔ ان مچھلیون نے جواب دیا کہ تو دیوانہ ہوا ہے جو اپنا
وطن مالوف چھوڑتا ہے۔ ہمیشہ اسی پانی مین رہنا چاہیے اور احتمال ضعیف کی پیروی نہ کرنی
چاہیے۔ مینڈک نے کہا کہ واقعی مین دیوانہ ہون کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہون یہ
کہہ کر دوسرے تالاب مین چلا گیا تھوڑے دنون کے بعد حدت گرما سے پانی بالکل خشک
ہو گیا اور ایک ماہی گیر نے اُن دونون مچھلیون کو پکڑ لیا اور اسی تالاب سے لیے ہوئے
گزرے جس مین کہ مینڈک تھا۔ مینڈک نے دیکھتے ہی آواز دی کہ مین نے پیش از وقوع
صحیح بات کہی تھی مگر تم نے جھوٹ سمجھ کر نصیحت کو نہ سُنا اور اس بلا مین گرفتار ہوئین تم جو
نصف عقل بھی نہین رکھتین بے وقوفی سے اپنا نام صد عقل و ہزار عقل رکھ چھوڑا ہے۔
اسطرح نہ چاہیے کہ بادشاہ مآل اندیشی نہ کرکے مچھلیون کی طرح اپنا کام تمام کرلے اور دشمن
کو دست درازی کا موقع ملے۔ بادشاہ کو رنج ہوا اور کہا کہ تم چاہتے ہو کہ سپاہ کی محافظت
کیجائے۔ اور میرا تمام خزانہ برباد ہو جائے۔ پس دو آدمیون کو قید کر دیا اور دوسرون کو نظر
سے گرا دیا انھون نے عرض کیا کہ ہم نے خیر خواہی کا شیوہ ہاتھ سے نہین دیا۔ ہماری حالت
اس چڑیا کی طرح ہے جس نے کہ الٹا نتیجہ بھگتا اور ہم اپنے ہاتھون بلا مین پڑے۔ بادشاہ
نے کہا کہ ہر چند تم قابل جواب نہین ہو اور جلکر یہ باتین کر رہے ہو لیکن اس چڑیا کا قصہ بیان کرو۔

غرض کیا کہ ایک بندر موسم سرما مین درخت کے نیچے کانپ رہا تھا۔ ایک چڑیا کو اسکو حال پر رحم آیا اور کہا کہ ہمارے ہاتھ نہین ہے لیکن ہم گھونسلا بنا کر آرام سے گزارا کرتی ہین اور تو باوجود دست و پا گھر نہ ہونے اور سرما کی وجہ سے کانپ رہا ہے۔ بندر کو چڑیا کا قول نہایت برا معلوم ہوا اور آزردہ خاطر ہو کر چڑیا کا گھونسلا نوچ ڈالا۔ بادشاہ خود سر اور خود رائے تھا خیر خواہون کی بات کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور دشمن سے فاش شکست کھائی جس کی وجہ سے اس کا ملک برباد ہو گیا۔

متاع خوب ہر جائیکہ یابید		بکان منت خریداری نباید	

حکایت

ایک بادشاہ کے کوئی اولاد نہ تھی اور رات دن کو وہ درگاہ بے نیاز مین دعا کرتا تھا۔ آخر کار مدت کے بعد اسکی دعا قبول ہوئی اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کے تین پستان تھے منجمون نے اسکی نحوست کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے ایک لاکھ اشرفی اسکی مہر مین دینے کا اعلان کر کے چاہا کہ کسی سے نکاح کر کے شہر سے باہر نکال دے۔ دس سال تک منادی کرنے کے بعد بھی کوئی شخص نہ دستیاب ہوا۔ آخر کار ایک نابینا سے بادشاہ نے اس لڑکی کا عقد کر دیا اور ایک لاکھ اشرفی سپرد کر کے شہر سے باہر کر دیا نابینا مع عورت اور ایک عصاکش کی ایک شہر مین آئے اور ایک مکان کرایہ پر لیکر آرام سے بسر کرنے لگے۔ نابینا تو کچھ دیکھتا نہ تھا عصاکش اسکی عورت پر عاشق ہو گیا اور دونون نے مشورہ کیا کہ اس نابینا کو درمیان سے نکال دینا چاہیئے عصاکش نے سوچا کہ اگر نابینا کو مار ڈالون تو کوتوال تک یہ خبر پہونچیگی اور وہ انتقام لیگا۔ آخر کار جا کر ایک سانپ سر و دُم کے ساتھ لایا اور دیگ مین چڑھا کر کفچہ نابینا کو دیا کہ تیرے لیے مچھلی پک رہی ہے تو اس کفچہ سے چلاتا رہنا۔ نابینا چلانے مین

مصروف تھا کہ سانپ کے زہر کا دہوان اسکی آنکھہ مین لگا اور وہ روشن ہو گئی اور اس نے سانپ کا سر دیکھہ کر سمجھا کہ عورت عصاکش کے ساتھہ مختلط ہے اسوقت تو اسی طرح آنکھین بند رکھین جب دونون سو گئے تو ایک پتھر اُٹھا کر عصاکش کے سر پر مارا کہ سر پاش پاش ہو گیا اور ایک ٹکڑا پتھر کا عورت کی پستان پر پڑا کہ جس سے تیسرا پستان زایل ہو گیا اور جس نحوست کی پیشین گوئی منجمون نے کی تھی جاتی رہی ۵

اقبال شود یار و صد عیب شود دور	بر تخت سلیمان بکند جلوه گری مور

حکایت

ایک تاجر انقلاب زمانہ سے مفلس ہوگیا اور کتابت کا پیشہ اختیار کیا ہر روز چند خط لکھتا اور اسکی اُجرت سے دن بسر کرتا تھا۔ اتفاق سے کسی نے دو تین دن خط نہ لکھوایا اور فاقہ کشی کی نوبت پہنچی ایک دن کسی کا خط لکھا اور چند پیسے اجرت کے ملے اطفال و ستر خوان پر جمع ہو گئے کہ استنے مین ایک فقیر آ گیا۔ تاجر نے جو کچھ ماحضر تھا اُٹھا کر فقیر کو دیا اور فقیر نے جو کہ بہت بھوکا تھا کھانے کے بعد تاجر سے دریافت کیا کہ تم کیا مزدوری کرتے ہو۔ تاجر نے جواب دیا کہ اب خطا طی پر گزر ہوتی ہے۔ آیندہ نصیب کی بات ہے۔ فقیر نے کہا کہ فلان درخت کے نیچے جنگل مین ایک فقیر سو رہا ہے جا کر آہستہ سے بیدار کر اور قدمبوسی حاصل کر کے تمتع حاصل کر تاجر نے فقیر کے کہنے پر عمل کیا اور جا کر اُس فقیر کو جگایا فقیر نے پوچھا کہ تو کون ہے جواب دیا کہ خادم الفقرا۔ التماس یہ ہے کہ مجھ کو کچھ فرمائے فقیر نے جواب دیا کہ سونے کے وقت مین تیری خبر گیری کیا کرونگا۔ تاجر اسی قدر استفادہ کر کے واپس ہوا۔ فی الفور ایک شخص آیا اور دو پیسے دیکر اپنے حالات کی ایک عرضی بادشاہ کی خدمت مین لکھائی بادشاہ کو اس کا املا انشا پسند آیا اور تاجر کی حاضری کا حکم دیا۔ تاجر جب حاضر ہوا تو اُس کو منشی گری

کی خدمت پر سرفراز کیا۔ اور اس ذریعہ سے اُسکا مرتبہ اوج پر پہنچایا۔ ایک دن تاجر کو خیال آیا کہ معلوم نہین فقیر سو رہا ہے یا نہین۔ آزمانے کے لیے اضطراب سے ڈورا اور سلطان کی سر پر ایک ہاتھ مارا کہ ایک سانپ اسکی دستار سے نکلا۔ بادشاہ اس کا نہایت ممنون احسان ہوا اور اس تاجر کو اور سرفرازی بخشی۔ تاجر کو معلوم ہو گیا کہ فقیر اب تک سو رہا ہے چند دنون کے بعد پھر اسکا امتحان کرنے کو جی چاہا۔ فوراً اضطراب سے سلطان کا ہاتھ پکڑ کر تخت سے کھینچ لیا کہ وہین ایوان گر پڑا۔ بادشاہ نے اسکا مرتبہ اور بڑھایا اور اسکی عزت و بالا کی اس طرح مدت گزر گئی۔ ایک دن تاجر سو گیا اور وہ فقیر جاگ اُٹھا اور آکر کہا کہ اب میرے سونے کا وقت ختم ہو گیا۔ تاجر نے اپنے تمام مال اسباب کے تین حصے کیے۔ ایک حصہ ملازمین و سپاہ کی تنخواہ مین دوسرا حصہ اپنے اہل و عیال کے نام الگ کیا اور باقی فقرا کو خیرات کر دیا اس اثنا مین ایک خواجہ سرا نے جو تاجر سے کسی وجہ پر ناراض تھا بادشاہ سے شکایت کی کہ یہ نمکحرام اس مرتبہ کو پہنچا کہ حرم محترم کا بھی لحاظ نہ کیا اور جادۂ ننگ و ناموس سے قدم باہر نکالا۔ بادشاہ کا غضب بھڑک اُٹھا اور تاجر کے دار پر چڑھانے کا حکم دیا مگر وہ خیرات اس کے کام آگئی۔ اور بادشاہ کی راے پلٹ گئی خود سوچا کہ بے تحقیق فقیر کو قتل کرنا چاہیے۔ خواجہ سرا کو بلوا کر دھمکی سے حقیقت حال دریافت کیا۔ اس نے جان کے خوف سے ظاہر کر دیا کہ محض یہ افترا تھا۔ اسی وقت وہ فقیر آیا اور کہا کہ مین اس وقت بیدار ہون۔ تاجر نے کہا کہ اب مجھکو تیری ضرورت نہین ہے مین نے اپنا معاملہ دوسرے کے سپرد کر دیا ہے۔ بادشاہ نے اسکو طلب کیا مگر تاجر تو دنیا سے دست بردار ہو گیا تھا اُسنے مین پہلو تہی کی۔ بادشاہ نے بہزار خوشامد اسکو طلب کیا اور نوازش فرمائی ؎

بخت بیدار شود از فضلش	نکہت دور فلک گردد دور

حکایت

ایک ساہوکار کسی شہر مین گیا اور شادی کی دولہن کو ایک پالکی مین بٹھا کے اپنے ملک کو روانہ ہوا۔ راستہ مین دونون کے درمیان ایک بحث پیدا ہوئی۔ دولہن کہتی تھی کہ صحبت کا اثر ہوتا ہے اور ساہوکار کہتا تھا کہ کسی کی طبعی خصلت نہین بدل سکتی عورت کو اپنے قول پر اصرار تھا اور ساہوکار اس کا منکر نوبت باینجا رسید کہ ساہو نہایت کمدر خاطر ہوا اور عورت کو پرخوف جنگل مین چھوڑکر چلدیا۔ عورت اس صحراے لق ودق مین نہایت پریشان ہوئی جہان کہ کسی آدمی کا نشان تک نہ تھا۔ ناچار وحشت زدہ ایک طرف روانہ ہوئی۔ دور سے ایک کاہ فروش نظر آیا کہ ایک پشتارہ گھاس کا سرپر رکھے ہوے تھا۔ اس عورت نے آواز دی اور کاہ فروش نے اسکا حال دریافت کیا۔ عورت نے سارا ماجرا بیان کیا اور استدعا کی کہ مین تیری لڑکی ہون اور تو میرا باپ ہے مجھے اپنے گھر لیچل کاہ فروش نے کہا کہ میرا گھر ہی نہین ہے۔ جو کچھ گھاس فروخت کرنے سے ملتا ہے گزر اوقات کرتا ہون۔ بقول شیخ سعدی "جامہ ندارم دامن از کجا آرم" عورت نے کہا کہ تو نیت بخیر رکھ کہ اسکی برکت سے آب و دانہ بہت ملتا ہے اور دو اشرفیان جیب سے نکالکر دین کہ ایک مکان کرایہ پر لے اور کچھ خوراک فراہم کرکے مجھے لیچل۔ کاہ فروش نے اسے غنیمت جانا اور اسکے کہنے کے مطابق مکان کرایہ پر لیا اور رات کو اس عورت کو بھی گھر لے گیا۔ صبح کو سنے چاہا کہ حسب عادت جنگل کی راہ لے کہ عورت نے منع کیا اور دو اشرفی دیکر کہا کہ جس میدان مین گھاس فروخت ہوتی ہے وہان جاکر مول لے اور گھاس کا ڈھیر لگا اور گرانی کے وقت فروخت کرکے روپیہ حاصل کر۔ کاہ فروش نے ایسا ہی کیا اور تھوڑی ہی زمانہ مین پانچ چھ ہزار روپے پیدا کرکے عورت کے پاس لایا کہ اب کیا کرون

عورت نے کہا کہ اب پارچہ فروشی کی دوکان کر۔ کاہ فروش نے ایسا ہی کیا مبلغ ایک لاکھ
روپیہ پیدا کرکے پھر عورت کے پاس لایا کہ اب آیندہ کیا کیا جاوے۔ عورت نے کہا کہ
اب اس سے بھی بلند قدم رکھنا چاہیئے اور ساہوکاری کا پیشہ اختیار کر۔ کاہ فروش نے
اس پیشہ سے معقول سرمایہ حاصل کیا اور پھر عورت سے پوچھا کہ اب کیا کرون۔ اُسنے
کہا کہ وزیر سے ملاقات کرنا چاہیئے چنانچہ کاہ فروش وزیر کی خدمت مین پہنچا اور ہر بار
گوہر آبدار نذر مین دیکر وزیر کو اپنا موافق بنایا وزیر نے ایک دن اُس سے پوچھا کہ
اس قدر دربارداری و خوشامد سے تیرا کیا منشا ہے اُس نے جواب دیا کہ جناب عالی
کی توجہ سے سب کچھ میسر ہے اور اس کیفیت کو آکر عورت سے بیان کیا۔ عورت نے
کہا کہ اگر آیندہ وزیر دریافت کرے تو کہنا کہ بادشاہ کی خدمت مین حاضری کی خواہش
رکھتا ہون۔ چند روز کے بعد وزیر نے کاہ فروش کے خدمات سے راضی ہوکر کہا کہ
تیری خدمت مجھے پسند آئی ہے جو کچھ تیرا مطلب ہو بلا تکلف بیان کر۔ کاہ فروش نے
عرض کیا کہ جناب کی عنایت و فضل الہی سے ہر ایک چیز مہیا ہے اور ایسی حالت مین
اُس سے بڑھ کر اور کیا ہے کہ بادشاہ ظل سبحانی کی حضوری میسر آوے۔ وزیر نے
خوشی سے معروضہ اسکا قبول کیا اور ہاتھ پکڑ کر بادشاہ کے قدمبوس کرایا اور بادشاہ کے
دربار مین بھی کاہ فروش اپنے خدمات نمایان سے نہایت معتبر ہوا اور پھر عورت کے
پاس آیا اور پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے اُس نے کہا کہ ایک تیز گھوڑا اور میوہ خشک و تر
اور صراحی آب اپنے پاس مہیا رکھ جب بادشاہ شکار کو جنگل مین جاوے تو تو ساتھ رہنا
کہ اگر وہ لشکر سے دور پڑے اور بھوکا پیاسا ہو تو حاضر جلد پیش کرنا تا کہ بادشاہ
خوش ہو کر تجھکو منصب عطا کرے۔ اور اس وقت تو شہر کے دروازون کی مختاری اور

محصول خانہ کی داروغگری اختیار کرنا تاکہ میرا کام بھی نکلے - کاہ فروش نے عورت کے
قول کے مطابق عمل کیا اور اتفاق سے بادشاہ ایک دن شکار کو گیا اور اپنے خدم وحشم سے
دور پڑ گیا اور ہر طرف آب وطعام کی تلاش کرنے لگا اور آخر کار کاہ فروش سے دریافت
کیا کہ آب ونان کچھ ہے کاہ فروش نے فوراً حاضر پیش کیا - سلطان کو اس کی حاضر باشی
نہایت پسند آئی اور اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا مقصود ہے - کاہ فروش نے عرض کیا کہ
اقبال سلطانی کے طفیل سے تمام چیزین مہیا ہین البتہ داروغگی محصولخانہ و محتاجی دروازہ
شہر کا متمنی ہے اگر سرفرازی ہو تو عین نوازش ہے - بادشاہ نے یہ کہہ کر کہ تیری خدمات
کے مقابلہ مین یہ کوئی مالیت نہین ہے اسکو یہ خدمات عطا کردئے - اور چونکہ وزیر بھی اُس سے
موافق تھا اسلیے اُسکو حکم نافذ کردیا - عورت کا مقصود اپنے شوہر کو تلاش کرنا تھا - اُس نے
کاہ فروش سے کہا کہ جو مسافر وارد ہو اُسکا نام مع جدو پدر کے مجکو اطلاع دیا کرو - چنانچہ کاہ فروش
ایسا ہی کرتا تھا کہ ایک دن وہی ساہوکار تجارت کی غرض سے اُس شہر مین وارد ہوا - کاہ
فروش نے اُسکا نام و پتہ دریافت کرکے عورت کو اطلاع دی - عورت کو نہایت خوشی
وخرمی حاصل ہوئی اور کاہ فروش سے کہا کہ اس ساہوکار کو ایک فرودگاہ مین اُتار کر حفاظت
کر کہ کہین نہ جاسکے اور ایک دن اُسکی مہمانی کرین اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر اُس کی
میزبانی کرون گی -

القصہ کاہ فروش نے ساہوکی دعوت کی اور جب دسترخوان بچھانے کی نوبت آئی
تو عورت تبدیل لباس کرکے کھانا لے گئی اور چن کر کہنے لگی کہ صحبت نہایت موثر ہوتی
ہے - ساہوکار نے یہ فقرہ سنتے ہی کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ مین ایسی مہمانی سے
باز آیا اسی صحبت مین مین اپنی عورت کو جنگل مین چھوڑ آیا ہون پھر وہی معاملہ نظر آرہا ہے -

عورت سنے جواب دیا کہ تجھے کچھ قدر نہین ہے۔ ناقدروان کے سامنے قدر دانی کی امید بیجا ہے مین وہی تیری عورت ہون اور یہ وہی کاہ فروش ہے۔ حقیقت حال اس سے دریافت کرکے کہان سے کہان پہنچ گیا۔ ساہوکار دریافت کرنے کے بعد اپنے کردار پر نادم ہوا اور دلہن کو آغوش تمنا مین کھینچا ؎

لیک صحبت عجب اثر دارد	گرچہ تبدیل خو نمے گردد

حکایت

ایک سپاہی اپنے حسن خدمات کی وجہ سے بادشاہ کا مقرب ہوگیا ایک دن بادشاہ شکار کے لیے صحرا کی جانب روانہ ہوا اور ایک مادہ آہو کو دور سے دیکھ کر سپاہی کو اس کے پکڑنے کا حکم دیا۔ سپاہی ہرن پر دوڑا اور ایک تلوار اسکے پہلو پر ایسی ماری کہ اس کے پیٹ سے بچہ نکل آیا سپاہی کو اس بچے پر نہایت رحم آیا اور عہد کیا کہ اب آیندہ سے نیام مین تلوار لکڑی کی رکھا کرونگا۔ اور ہمیشہ اسی پر کاربند رہا حاسدون سنے جو اس کے تقرب پر خار حسد کھاے ہوئے تھے سلطان کی خدمت مین عرض کیا کہ جب بادشاہ کے مقربین تلوار کی جگہ لکڑی نیام مین رکھا کرین تو پھر دوسرونکا کیا حال ہوگا سلطان کو اعتبار نہ آیا اور ان کے حسد پر محمول کرکے سوچا کہ بدون کے کہنے سے اپنے رفیق کو تباہ نہ کرنا چاہیے۔ حاسدون نے عرض کیا کہ اگر ہمارے قول کو آپ صحیح نہین سمجھتے تو امتحان کرکے آزما لیجیے۔ ” ہمین گوے وہمین میدان “ سلطان کو چونکہ اپنے ملازمین کی خاطر کا بہت لحاظ تھا اسلیے اس سنے دربردہ تفتیش کی اور ایک دن سب کے سامنے اپنی تلوار میان سے نکالکر دکھائی اور کہا کہ دیکھو یہ کس قدر نفیس ہے تمام لوگون سنے اسکی آبداری اور نفاست کی بڑی تعریف کی بادشاہ نے سب کو اشارہ کیا کہ اپنی اپنی تلوار نکالکر پیش کرین۔ ہر ایک

نے اپنی اپنی تلوار پیش کی۔ جب اس سپاہی کی نوبت پہونچی تو اُس نے دل مین سوچا کہ اگر بادشاہ لکڑی کو دیکھے گا تو سزا دے گا۔ ہر طرف سے منہ موڑکر جناب باری کی درگاہ مین بعد الحاح دعا گو ہوا اور قبضہ پر ہاتھ رکھہ کر جو مین تلوار کھینچی تو وہ لوہے کی تھی حساد کا رنگ خجلت سے اڑگیا اور سپاہی کی عزت بڑہی ؎

عجز درگاہ او مقبول شد	غیر ازین برتر دران درگاہ نیست

حکایت

ایک بادشاہ اپنے معشوق پر اس قدر والہ و شیدا تھا کہ ایک لمحہ بھی اسکو جدا نہ کرتا تھا۔ ایک دن وزیر باتدبیر نے عرض کیا کہ تین آدمیوں کو خوشامد کرنا موزوں نہین ہے۔ اول پیر کہ وہ ہدایت کرنے والا ہے۔ اگر شیوۂ راستی کو اختیار نہ کرے تو حق کو باطل ظاہر کرے گا دوم حکیم کہ اگر مریض کی رعایت کرے اور اُسکے پرہیز کا حکم نہ دے تو مریض کو ہلاک کر ڈالیگا۔ سوم وزیر کہ اگر حسن و قبح حکومت بادشاہ کی خدمت مین عرض نہ کرے تو غنیم فتح حاصل کریگا اور ملک ویران ہوجاے گا۔ لہذا جسارت سے یہ بندہ عرض کرتا ہے کہ دربار مین سب کے سامنے معشوقہ کا ہم جلیس بنانا سلطنت کی شایان نہین ہے بادشاہ نے فرمایا کہ دل اُس پر اسقدر فریفتہ ہے کہ بغیر اس کے مجھے آرام نہین مل سکتا۔ عرض کیا کہ یہ حال تو خود بادشاہ کے چہرے سے ظاہر ہے لیکن ریاست کا اقتضا یہ نہین ہے اور جبکہ دل معشوق ہی مین لگا ہوا ہے تو اسکی تصویر پاس رکھنا بہتر ہے بادشاہ کو اسکا قول پسند آیا اور اسکی تصویر کھینچکر اپنے سامنے رکھہ لی۔ ایک پیر کامل بھی اس کا ہمجلیس تھا بادشاہ نے اس تصویر کو اُسے دکھایا کہ کس قدر نفاست سے کھینچی گئی ہے۔ اس پیر مرد نے ملاحظہ کیا اور کہا کہ نہایت زیبا اور نازک ہے مگر اس مین جو خال ہے وہ دکھانے سے رہ گیا ہے۔ سلطان کو نہایت تعجب آیا کہ اس کو

یہ راز کہان سے معلوم ہوگیا اور آہستہ سے وزیر کو حکم دیا کہ پیرمرد کو قتل کردے - وزیر صاحب تدبیر نے پیرمرد کو چھپا دیا اور اُسکے قتل کی شہرت دیدی -

سلطان کا ایک لڑکا تھا جو سیر و شکار کا بہت شایق تھا - ایک مرتبہ شکارگاہ مین اپنے لشکریون سے دور پڑگیا - اور ایک شیر سے دوچار ہوا - شہزادہ ایک درخت پر چڑھ گیا - ایک بندر بھی اسی درخت پر تھا اس نے شہزادے کی تواضع کی - اور نیچے شیر غرّاکر بندر سے شہزادے کو طلب کر رہا تھا - ایک گھنٹے کے بعد نیند نے شہزادے کو گھیرا اور بیتاب ہوکر بندر سے کہا کہ تو میری حفاظت کرتا کہ مین آرام کرلون - اس نے کہا بہتر اور اس کے زانو پر سر رکھکر شہزادہ سوگیا - شیر نے بندر سے کہا کہ یہ ناجنس آخر تجھ کو ہلاک کرتا ہے پس بہتر یہ ہے کہ تو اسکو نیچے پھینکدے اور مجھ کو اس کے طعمہ سے سیر کر کہ مین اپنی راہ لون اور تیرے کھانے سے درگزرون - بندر نے جواب دیا کہ مروت کے یہ شایان نہین ہے جو کسی کی پناہ مین آئے اُس کے ساتھ ایسا سلوک کرے - جب شہزادہ بیدار ہوا تو بندر نے کہا کہ مجھ کو بھی نیند آرہی ہے - اگر آپکے طفیل سے مین بھی آرام لے لون تو بہتر ہوگا - شہزادے نے اسکا سر اپنے زانو پر رکھ لیا اور بندر سوگیا شیر نے نیچے سے شہزادے سے کہا کہ یہ بندر تیرا غیر کفو ہے اور تجھ کو فریب دیتا ہے مین جب یہان سے چلا جاؤنگا تو یہ خود تجھی کو کھا جائیگا - پس بہتر یہ ہے کہ اسکو میرے آذوقہ کے لیے نیچے پھینکدے اور مجھ کو ممنون احسان کر کہ مین یہان سے چلا جاؤن اور تیرے کھانے کی طمع چھوڑدون شہزادے نے سوچا کہ

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

خداسے عہد کیا تھا کہ جو اس شہر مین نووارد ہوگا اُسکی ضیافت طبع کریگا۔ چنانچہ جب یہ شخص پہنچا تو اس کی بھی دعوت کی اور انواع واقسام کے کھانے اسکے سامنے چنے۔ اس میزبان کا ایک فرزند تھا جو پانچ برس کا تھا وہ اپنی دایہ کے پاس رونے لگا۔ ہرچند اُسکو بہلایا مگر وہ خاموش نہ ہوا۔ لڑکے کی مان نے سوچا کہ مہمان اس کے رونے سے رنجیدہ ہوگا۔ اس لڑکے کو تنور مین جھونک کر جلا ڈالا اس مہمان نے جب یہ لڑکے کا یہ حال دیکھا تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ مالک خانہ نے ہرچند اسکی منت وسماجت کی مگر وہ راضی نہ ہوا اور کہنے لگا کہ ایسے بے رحمون کے گھر مین کھانا حرام ہے۔ کہ جو شخص اپنے فرزند کو جلادے اس سے دوسرے کو کیا توقع ہوسکتی ہے میزبان نے کہا کہ اگر تو اسی بات پر ناراض ہے تو مین طرفۃ العین مین لڑکے کو زندہ کردیتا ہون۔ فی الفور ایک افسون پڑھا کہ جس سے لڑکا زندہ ہوگیا اور میزبان نے مہمان کو کھانے پر اصرار کیا۔ مہمان زبان پر لایا کہ مین کھانا ہرگز نہ کھاؤنگا جب تک کہ ایک حاجت جو مین رکھتا ہون اُسکو پورا کردے۔ میزبان نے اس سوختہ جان کی حالت پوچھی اور اسکی خواہش دریافت کی۔ اس نے کہا کہ براے خدا یہ افسون مجھے بھی سکھادے صاحب خانہ نے دل مین سوچا کہ نعمت دہی بہتر ہوتی ہے جو دوسرون کے بھی حصہ مین جاے اور اس افسون کو سکھادیا۔ مہمان کھانے کے بعد اپنی معشوقہ کے شہر مین وارد ہوا اور جسجگہ وہ لڑکی جلائی گئی تھی افسون دم کیا قدرت الہی سے وہ لڑکی مع اپنے عاشق کے زندہ ہوگئی اب تینون عاشقون کے درمیان جھگڑا برپا ہوا۔ جو شخص اسکے ساتھ جلا تھا مدعی تھا کہ یہ میرا حق ہے کہ مین نے اس کے ساتھ اپنی جان دی جس نے افسون پڑھا تھا وہ اس بات کا مدعی تھا کہ مین عورت کی زندگی کا سبب ہوا ہون۔ وہ میرا حق ہے

اور جو مجاور رہا تھا وہ کہتا تھا کہ وہ میرا حق ہے کہ مین دنیا سے تنگ آکر اُس کے در پہ مجاور ہوگیا۔ القصہ اس قدر اس نزاع نے طول پکڑا کہ کوئی شخص تصفیہ نہ کرسکا اور آخرکار تینون عاشق بادشاہ کی خدمت مین جاکر داد طلب ہوے۔ سلطان نے فرمایا کہ سنو مین انصاف کرتا ہون جس نے زنار وار کی لڑکی کو زندہ کیا وہ بجاے باپ کے ہے کہ اسکی زندگی کا باعث ہوا ہے اور جس نے اس کے ساتھ اپنے کو جلایا اور زندہ ہوا وہ اسکا بھائی ہے کہ ایک ہی آن مین دونون زندہ ہوے گویا کہ ایک ہی مادر کے بطن سے پیدا ہوے ہین ان دونون کو لڑکی پر حق نہین پہنچتا۔ اور جو شخص کہ اسکی محبت کے فراق مین مجاور بستر نشین ہوا اس کا حق ہے کہ وہ شوہر بنے ۵

عدل کردن زیب سلطانی بود	در ممالک نام باشیکی برد

حکایت

ایک امیر کی لڑکی نہایت حسینہ وجمیلہ تھی۔ ایک دن اپنے گیسو جو شب تاریک سے بھی بڑھکر تیرہ و تار تھے کھولے ہوئے تھی۔ کہ شیطان اسکے جمال پر فریفتہ ہوگیا اور اس کو ہوا پر اُڑا لے گیا۔ امیر لڑکی کے گم ہونے سے نہایت فکرمند ہوا اور ہر ایک فقیر و درویش وعامل سے جو شہر مین وارد ہوتا اپنا راز بیان کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور کہا کہ کیون تو اس قدر متفکر و متجسس ہے۔ اگر تو یہ شرط کرے کہ اپنی لڑکی مجھے دیدے تو مین اسکا نشان دیکتا ہون اور اسکا مقام ومسکن بتاؤن گا۔ امیر نے اقرار کیا کہ اگر وہ مل گئی تو تیرے نکاح مین دیدونگا۔ اس نے بیان کیا کہ ایک شیطان تیری لڑکی کو جو اسطرح کی تھی ہوا پر اُٹھا لے گیا ہے اور فلان جنگل مین رکھے ہوے ہے امیر نے کہا کہ پتہ تو تو نے بتا دیا لیکن اس کے واپس لانیکا ذریعہ نہ بتایا اس نے

جواب دیا کہ اتنی قدرت مجھ مین نہین ہے کہ تیری لڑکی کو تیرے پاس لا سکون۔ چند دنون کے بعد ایک دوسرا شخص آیا اور اس سے امیر نے سارا حال بیان کیا۔ اس نے کہا کہ اگر تو اپنی لڑکی میرے نکاح مین دے تو مین ایک چوبی گھوڑا دون کہ اسپر سوار ہو اور ہوا پر اڑکر اُس کو اُٹھا لا۔ امیر نے قبول کیا اور چوبی گھوڑا اُس سے حاصل کیا۔ چند روز گزرے تھے کہ تیسرا شخص آیا اور امیر سے ملکر کہا کہ اگر تو اپنی لڑکی کو میری زوجیت مین دے تو مین اسکو لا دون۔ امیر جو مہ پدری سے بے قرار تھا اسکو بھی قبول کیا اور اسپ چوبی اُسکے حوالہ کر دیا وہ شخص ہوا پر اُڑ گیا اور شیطان کو ایک ہی وار مین ختم کر کے لڑکی کو اپنے پیچھے بٹھا کر اُس کو باپ کے سامنے اُتار دیا۔ پس اب یہ تینون اشخاص اس کے نکاح کے طالب ہوے۔ امیر نے ناچار ہو کر بادشاہ کے پاس استغاثہ کیا اور تمام حالات بیان کئے سلطان نے جواب دیا کہ جس نے لڑکی کا پتہ دیا تھا وہ بمنزلہ جاسوس کے تھا۔ اس کا کوئی حق نہین ہے۔ اور جس نے گھوڑا دیا اس نے درحقیقت کوئی کام نہ کیا۔ کیونکہ اسپ بے سوار کس کام کا ہوتا ہے۔ تیسرا شخص البتہ نکاح کا مستحق ہے جو شیطان کو زور بازو سے مار کر لڑکی لایا ہے اور عدالت کے حسب الحکم لڑکی اسی کے نکاح مین دی گئی ٥

راہ دین منزل بود باریک تر تار موے	عقدہ ہاے عدل وا کردن بسی مشکل بود

حکایت

ایک شخص نے ملازمت سلطانی اختیار کی کہ ایک دن مین خدمت نمایان انجام دونگا سلطان نے پانسو روپے اسکا ماہانہ مقرر کیا اور وہ حاضر باش رہنے لگا ایک رات جنگل سے ایک مہیب آواز بادشاہ کو سنائی دی اور امتحاناً اس نے ملازم کو آواز کی تحقیق کے لیے بھیجا اور خود اس کے پیچھے روانہ ہوا تاکہ دریافت کرے کہ وہ سپاہی خدمت بجا لاتا ہے یا

یونہین واپس آتا ہے۔ الغرض وہ سپاہی سیدھا جنگل مین پہنچا اور ایک عورت سے جو چیخ رہی تھی پوچھا کہ تو کون ہے؟ جو جنگل مین فغان کر رہی ہے۔ ہمارے عادل سلطان کے عہد میمنت مہد مین کسی کو آزار نہین پہنچا اور سوا ابر بہاری کے کسی نے نالہ نہین کیا۔ اس عورت نے رو کر کہا کہ مین کیون نہ آہ و بکا کرون کہ سلطان کی جدائی کا وقت پہنچ گیا ہے اور کوئی دوسرا عادل و مخیر بادشاہ میسر آنا مشکل ہے۔ سپاہی نے کہا کہ بادشاہ کی جدائی کس طرح ہوگی اور خدانخواستہ کون بلا نازل ہوگی۔ عورت نے جواب دیا کہ اب تین روز بادشاہ کی عمر کے اور باقی ہین۔ اسی سبب سے مین روتی ہون کہ اسکی طرح کوئی دوسرا پیدا نہین ہو سکتا۔ سپاہی نے کہا کہ اگر اس بلا کے دفعیہ کی کوئی تدبیر ہو تو بتا۔ ہم اور تم دونون بادشاہ کے احسانمند ہین شاید وقت پر کوئی تدبیر ہو سکے عورت نے جواب دیا کہ اگر کسی کے ایک فرزند نرینہ ہو اور فلان ساعت مین پیدا ہوا ہو تو اسکو لے جا کر فلان معبد مین جو اس صحرا مین ہے ذبح کر کو اس بت کے سر اور پاؤن پر چھڑکے تو بلا ٹل جاے اور سلطان کی عمر دراز ہو جاے۔ سپاہی نے دل مین سوچا کہ میرا لڑکا اسی ساعت پیدا ہوا تھا۔ فی الفور اپنے گھر گیا اور اپنی عورت سے کہا کہ جدائی کا زمانہ آ پہنچا۔ میری بات سن اور اپنے باپ کے گھر چلی جا۔ اسکی عورت نے کہا کہ کون سی بدی تو نے دیکھی ہے جو مجھ سے جدائی اختیار کرتا ہے۔ عمر بھر تو مین نے تیرے ساتھ آرام سے بسر کیا اور اب رنج و مشقت مین کیونکر جدا ہون اپنا راز بیان کر اور زنہار جدائی کا خیال نہ کر۔ اس سپاہی نے آہ کھینچکر کہا کہ بادشاہ کو اجل ناگہانی آپہنچی اور اسکا دفعیہ میرے فرزند کا خون ہے اسکو جلد فلان معبد مین لے جا کر ذبح کرنا اور اسکا خون بت پر چھڑکنا چاہیے۔ عورت نے کہا کہ بادشاہ کے نمک سے پرورش پائی ہے۔ کیا مضائقہ ہے۔ اگر اسکے صدقے مین اپنی جان دین۔ سپاہی کا لڑکا جو سو رہا تھا۔

یہ کیفیت سنکر اُٹھا اور کہا کہ جلدی اپنا کام انجام دو۔ اسکی بہن نے بھی کہا کہ مین بھی اسکے
ساتھ چلونگی۔ الغرض تینون ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑکر اس معبد مین پہنچے۔ سلطان بھی
ان کے پیچھے کام دیکھ رہا تھا کہ یہ سب اس معبد مین داخل ہوے۔ لڑکا دوڑا اور اپنا سر
کاٹ ڈالا۔ باپ نے اُس کا خون بت پر چھڑکا بہن نے جب اپنے بھائی کو اس طرح دیکھا
تو ایک دم مین اپنا سر بھی کاٹ ڈالا۔ ماں نے دونون بچون کا حال تباہ دیکھا تو بے تحاشا
خود بھی تصدق ہوگئی باپ نے سوچا کہ میری تمام دنیا کی راحت انہین کے لئے تھی
ان کے بعد زندگی بیکار ہے اور اپنا بدن جدا کرکے بت کے سر پر ڈالا۔ بادشاہ نے یہ
تمام ماجرا دیکھا تو اس رفیق کی خیر خواہی سے اس کا دل آتش غیرت سے جل گیا اور چاہا کہ
خود ہلاک ہو جاے کہ بتکدہ سے آواز آئی کہ تو اپنے کو کس لیے مارتا ہے۔ تیری قضا رد
ہوگئی اور اس بلا مین تجھکو قدم نہ رکھنا چاہیے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ مجھ کو بلا مین گرفتار
ہونا منظور ہے بغیر ان چارون کے زندگی اچھی نہین معلوم ہوتی اس قسم کے وفادارون
کی زندگی میری زندگی سے افضل و اعلیٰ ہے پھر آواز آئی کہ جناب والا کی زندگی منظور ہے
تیری خاطر سے ان کی بھی زندگی بخشی جاتی ہے اور تیری بلا بھی رد کیجاتی ہے الغرض
ایک ہی وقت مین چارون خواب عدم سے بیدار ہوئے اور بادشاہ پوشیدہ طور پر محل
مین آکر سو رہا۔

جب صبح ہوئی تو سپاہی اپنے بچون کو گھر مین پہنچا کر دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے
اس سے دریافت کیا کہ رات کو کون شور کر رہا تھا۔ سپاہی نے عرض کیا کہ ایک عورت جنگل
مین غوغا کر رہی تھی مین نے اسکی تسکین کی اور شہر مین اسکو واپس لایا سلطان کو اس جوان
کے اطوار و افعال نہایت پسند آئے اور روز بروز اسکا رتبہ بڑھایا ۔

خدمت مخدوم ہرکس کرد از دل اختیار	نام خود در ہر دو عالم میگزارد یادگار

حکایت

ایک شراب فروش کے چہرے پر ٹھیکری کے لگنے سے زخم آیا۔ تنگی معاش سے مجبور ہوکر ایک امیر کے ملازمین مین داخل ہوگیا۔ امیر نے اسے نہایت شریف و بہادر خیال کیا کہ اس کے چہرے پر زخم کے آثار پیدا تھے اور اسکی خاطرداری مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتا تھا ایک دن اس امیر نے پوچھا کہ تیرے چہرے پر کس جنگ مین زخم پہنچا ہے اس نے عرض کیا کہ ایک ٹھیکری کے لگنے سے یہ زخم ہوگیا ہے امیر نے پہچان لیا کہ یہ شراب فروش ہے اور وہ سکو نظر سے گرادیا۔ ایک مصاحب نے امیر سے دریافت کیا کہ ایسے مقرب کو نکالدینے کی کیا وجہ تھی۔ اس نے جواب دیا کہ غیر کو بغیر اس کی حقیقت دریافت کیے مجلس مین داخل نہ کرنا چاہیے۔ اس نے کم ظرفی سے اپنی اصلی کیفیت کھولدی اور بلا مین پڑا اور مقام کجی مین راستی کی وجہ سے پڑکر اپنے لیے وبال جان ہوا ؎

یار من در راستی دانی چہ فتنہ می شود	مصلحت آنست قول شیخ سعدی یاد کن

حکایت

ایک تاجر کے ایک لڑکا تھا جو نہایت اوباش اور بدوضع تھا۔ ہرچند تاجر نصیحت کرتا تھا مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ آخرکار تاجر ایک مرض مین گرفتار ہوکر قریب بہ ہلاکت ہوا۔ اسوقت تاجر نے اپنے لڑکے کو بلایا اور اپنے آغوش مین لے لیا اور کہا کہ جان پدر! جو کچھ مین نے کہا تو نے ایک بھی نہ سنا اب کہ میری موت کا وقت آپہنچا۔ یہ ایک بات سن لے اور پھر جو چاہے کر۔ دس لاکھ روپے تیرے لیے مین چھوڑے جاتا ہون اور آرزو یہ ہے کہ گیارہ لاکھ روپیہ ہوجاے جس طرح بھی ممکن ہو ایک لاکھ پیدا کرکے پورے گیارہ لاکھ

کر دینا۔ لڑکے نے اس وصیت کو قبول کیا اور تاجر مر گیا۔

ایام عزا کے بعد لڑکے نے دو لاکھ روپیہ اپنے رفقا کو دیا کہ مال خرید کرکے اس کا منافع لائین۔ مگر یارون نے روپیہ اڑا دیا۔ پھر دوسرے مرتبہ دو لاکھ روپیہ اور دیا کہ غلہ خرید کرکے اس کا منافع لاؤ۔ مگر یہ بھی لٹ گیا۔ لڑکے نے افسوس کیا کہ اپنے باپ کی وصیت پوری نہ کر سکا اور دس لاکھ مین سے بھی بڑی رقم ضایع کر دی۔ سوچ مین پڑا اور ایک مقدار پھر نکال کرکے خود مسافرت مین قدم رکھا اور آخر کار مشقت بسیار کے بعد رقم فراہم کرکے پورے گیارہ لاکھ پہنچا دئے۔ اس کے ہم جنسون نے ترغیب دی کہ اب تو تو اپنی مراد کو پہنچ گیا اور پدر کی وصیت کے مطابق گیارہ لاکھ روپے جمع کر لئے اب کیون عیش و عشرت مین مصروف نہین ہوتا ہے۔ اسنے جواب دیا کہ خون جگر کھا کر مین نے یہ پارہاے زر حاصل کئے ہین اور اب کسطرح اپنے لخت جگر کو کھاؤن یا کسی کو دون ۵

قدر زر آنکس ہمی داند کہ خود بدست کرد	از تردد ہائے بسیارے و بعد از رنجہا

حکایت

ایک وزیر نہایت دانا و فرزانہ تھا سلطان سے ایک مرتبہ عرض کیا کہ اللہ تعالی نے جناب کی ذات کو مجمع صفات حمیدہ بنایا ہے اور دادرسی کا شہرہ قاف سے تا قاف پہنچا ہے عدل کی ایک حکایت مجھے یاد ہے حکم ہو تو عرض کرون۔ سلطان نے فرمایا کہ دادرسی ہر ایک شخص کا کام نہین ہے جو اسکو حاصل کر لیتا ہے تو دونون جہان کے فائدے اٹھاتا ہے تو اپنا مطلب عرض کر۔ وزیر با تدبیر نے سلطان کی فراست کا امتحان لینے کی غرض سے بیان کیا کہ ایک بنیے کی لڑکی آفتاب صورت تھی کہ دنیا کا دل دام مین پھنساتی تھی۔ ایک دن سیر و تماشا کے لیے باغ مین گئی۔ ایک سپاہی اس کے حسن عدیم المثال کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا

اور دست اندازی کرنے کو آگے بڑھا لڑکی عجز و الحاح سے کہنے لگی کہ ہمارے مذہب مین
شادی سے پہلے ایسا فعل موجب دوزخ و روسیاہی عالم ہے اور امانت مین خیانت نہ کرنا
چاہیے۔ شادی کے بعد مین شرط کرتی ہون کہ پہلے تیرا مقصود نکالون گی۔ چنانچہ اسی شرط پر
سپاہی نے اسے رہائی دی۔ چند دن کے بعد اس کی شادی ہوئی اور وہ اپنے شوہر کے
پہلو مین غمگین بیٹھ گئی۔ شوہر نے اسکے ملال کی وجہ دریافت کی تو اس نے آہ بھر کر بیان کیا
کہ ایک سپاہی سے اس قسم کا عہد پہلے ہو چکا ہے اور اسوقت اسکے پورا کرنے کا وقت
آیا ہے۔ شوہر نے یہ دیکھ کر کہ بغیر سپاہی کے پاس عورت کے گئے ہوئے کوئی چارہ
کار نہین ہے اسکو جانے کی اجازت دی۔ عورت زر و جواہر سے آراستہ ہو کر ایک چادر
اوڑھ لی اور سپاہی کے گھر کی طرف روانہ ہوئی راستہ مین ایک رہزن ملا اور اس نے
عورت کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ کہان جاتی ہے۔ عورت نے سپاہی سے معاہدہ اور شوہر کی
اجازت کا حال بیان کیا۔ چور نے یہ معلوم کر کے کہ اس کے شوہر نے جانے کی اجازت
دی ہے دست اندازی سے ہاتھ اُٹھایا۔ اور یہ عہد لیا کہ جلدی واپس ہونا اور یہ سب پوشاک
میرے سپرد کر دینا لڑکی نے قبول کیا اور سپاہی کے گھر پہنچی۔ اس نے آنیکا حال پوچھا
تو عورت نے شوہر اور رہزن کی اجازت ظاہر کی۔ سپاہی نے بھی دست اندازی نہ کی
اور اسکو واپسی کی اجازت دی۔ جب وہ چور کے پاس پہنچی تو سپاہی کے تعرض نہ
کرنیکا حال بیان کیا۔ چور نے بھی سنکر اسکو چھوڑ دیا۔ اب ارشاد فرمایئے کہ ان تینون مین
سے کس نے زیادہ مروت کی اور کس کا انصاف ان تینون مین بڑھکر ہے۔

بادشاہ نے جواب دیا کہ شوہر نے جب دیکھا کہ عورت پہلی ہی شب مین دوسرے
مرد کی گرویدہ ہے تو آیندہ کیا موافقت ہو سکتی ہے۔ بس اس سے مایوس ہو کر جانیکی

اجازت دیدی۔ اور سپاہی عورت کے شوہر کے آگاہ ہو جانے سے خوفزدہ ہوا کہ کہین کوتوال و قاضی کو خبر نہ کرے۔ اس کے وصال سے ہاتھ کھینچ لیا۔ انصاف یہ ہے کہ چور بامروت اور رحمدل تھا تحسین و آفرین کا سزاوار وہی ہے ؎

تام سلطان زمان نماید تا قیامت یادگار	در امور سلطنت از عدل برتر ہیچ نیست

حکایت

ایک مرد نے ایک عورت سے آشنائی پیدا کی اور عیش و عشرت کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ ایک رات اس شدت کی بارش ہوئی کہ معشوقہ کے گھر تک نہ پہنچ سکا۔ راستہ مین ایک نالا تھا جسکے پار اس عورت کا گھر تھا اس نے ہزار دست و پا مارے مگر پار اُترنا ممکن نہ ہوا اتفاق سے نالے مین ایک مردہ تیر رہا تھا اس آشنا نے اسکو کشتی سمجھا کہ جسے معشوقہ نے اسکے آنے کے لیے بھیجا تھا فوراً لاش پہ چڑھ گیا اور دوسری طرف کنارے پر جا اُترا۔ اور معشوقہ کے گھر کی طرف راہی ہوا اور دروازے پر پہنچا تو اُسے بند پایا۔ ہر چند دستک دی مگر کوئی جواب نہ ملا۔ مجبور ہو کر در و دیوار دیکھنے لگا کہ اتفاق سے دیوار پر ایک سانپ لٹک رہا تھا۔ غلبۂ شوق مین بازی گرون کی طرح مثل اسی سانپ کے لپٹ کر اوپر چڑھ گیا اور معشوقہ کو نیند سے بیدار کیا عورت نے پوچھا کہ اس شدت باران مین کس تدبیر سے تو آیا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ خود تو نے رہبری کی اور اب خود انکار کرتی ہے کشتی نالے کے کنارے چھوڑی اور دیوار پر کمند ڈالا۔ اور مین اوپر چڑھ آیا۔ عورت نے جواب دیا کہ مین ان دونون سے بری ہون۔ کمند کہان اور کشتی کدھر۔ اسی جیس بیض مین صبح نمودار ہو گئی۔ دیکھا کہ کمند کی جگہ سانپ اور کشتی کی جگہ ایک لاش پڑی ہوئی ہے۔ معشوقہ نے عاشق سے کہا کہ اگر اسی قدر شوق تو خدا سے رکھتا تو مرتبۂ اعلیٰ پر پہنچ جاتا۔ یہ قول اس

عاشق کے دل مین جاگزین ہوا۔ اور اپنے کردار پر نادم ہوکر صحرا کی راہ لی۔ اور سر پر خاک اڑاتا ہوا راہ خدا مین قدم رکھا۔ اسی طرح کوہ صحرا مین پھرتا ہوا ایک شہر مین پہنچا۔ اس کی نگاہ ایک خوبصورت عورت پر پڑی جو اپنے دروازے پر کھڑی ہوئی تھی۔ نفس امارہ پھر گلوگیر ہوا۔ اور دریوزہ گری کے بہانے سے اُس کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ ایک لمحہ بھی نہ گزرا تھا کہ معشوقہ کی تلقین یاد آگئی اور اپنے نفس کو قابو مین کیا۔ استنے مین صاحب خانہ پہنچ گیا اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مین ایک فقیر ہون تیرے دروازے پر آیا ہون اور ایک سوال رکھتا ہون۔ کہ میری آنکھ خیرہ ہوگئی ہے سرمہ کی ضرورت ہے سلائی گرم کرکے دربند کردے۔ صاحب خانہ نے جواب دیا کہ تو خود اندھا ہے پھر کیا چاہتا ہے جواب دیا کہ روشنی دل نہین رکھتا مین چاہتا ہون کہ ظاہر روشنی کو آنکھ سے پوشیدہ کرکے روشنی باطن حاصل کرون۔ صاحب خانہ نے کہا کہ تو ابھی مبتدی ہے اور تیرے لیے یہی بہتر ہے۔ یہ کہکر اسکی آنکھ مین سلائی پھیر دی۔ فقیر نابینا ہوکر ہر چہار طرف بھٹکنے لگا کہ راہ مین ایک کنوان تھا چاہتا تھا کہ قدم آگے بڑھاے فوراً غیب سے آواز آئی کہ اپنا قدم جگہ سے نہ اُٹھا۔ آگے ایک گہرا کنوان ہے۔ شاید اس مین گر پڑے اور تجھکو کوئی آفت پہنچے فقیر نے کہا کہ اب تو مین اپنا قدیم راہ راست پر رکھا ہے بلا مین کیون مبتلا ہونگا۔ میرا عذر قبول کر اور دستگیری کرکے ہدایت کر کہ اس صعوبت سے نکلون پھر آواز آئی کہ اگر خواہش ہے پھر بینائی عطا کیجاے۔ نابینا نے کہا کہ روشنی قلب دے کہ تیرے عین انوار دیکھون چونکہ دل سے متمنی تھا اسلیے چشم زدن مین اسکے دل پر تجلی جلوہ افگن ہوئی ؎

	ہر کہ جان را نثار حق سازد لطف اوگوہر مراد دہد	

تو ہدایت سے کوئی راہ بتا کہ مین منزل پر پہنچون اور اس بلا سے ہاتھ پکڑ کر باہر نکال بزرگ نے جواب دیا کہ یاد الٰہی سے بڑھ کر اور کوئی راہ نہین ہے اور جس نے راہ راست مین قدم رکھا پھر شیر ببر بھی راہ پر اس کا قدم نہ پڑیگا رہزنی سے باز آیا۔ جناب باری تعالیٰ رؤف و غفور وستار عیوب ہے۔ اس کے فضل و کرم کا امیدوار ہو کہ تجھے بخشے ؎

فضل او یک لحظہ سازد ذرہ را آفتاب	ابر رحمت قطرہ را مانند دریا می کند

حکایت

دو بھائیون نے جو زاہد و متقی مگر مفلس تھے ایک مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا۔ ہر چند انھون نے سعی کی کہ کچھ روپیہ فراہم کر کے مسجد تیار کرین۔ لیکن ممکن نہ ہوا ان دونون بھائیون نے گوشۂ تنہائی مین مشورہ کیا کہ اگر راہ جانان مین جان جاے تو سزاوار ہے گدائی کی لیکن کسی نے تواضع نہ کی۔ نوکری کی لیکن فائدہ نہ ہوا۔ روپیہ پاس نہین ہے کہ لین دین سے پیدا کرین سامان و اسباب نہین ہے کہ سوداگری کرین۔ پس سوا چوری کرنے کے کوئی تدبیر نہین ہے۔ الغرض چوری کی نیت سے دونون روانہ ہوے اور ہر ایک مکان پر نظر دوڑاتے ہوے ہندؤن کے ایک بتکدہ مین آئے اس بت کے گردن مین دو حمائل گران بہا تھے۔ انہون نے مشورہ کیا کسی طرح ان حمائل کو قبضہ مین کرنا چاہئے لیکن آمد و رفت و محافظین کی نگرانی کی وجہ سے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور مایوس ہو کر اس بتکدہ کے معمار کے گھر گئے اور اس سے باتون مین مصروف ہوے اور سلسلہ کلام یہان تک پہنچا کہ فلان معبد بہمہ جہت بے نقص ہے لیکن اگر دوسرا دروازہ بھی ہوتا تو نہایت بہتر تھا۔ معمار خالی الذہن تھا۔ اس نے کہا کہ دوسرا دروازہ بھی اسطرح کھل سکتا ہے کہ معبد کے اوپر کے کلس خارج ہو پیچدار ہے اور اس کے کھولنے

سے ایک آدمی کی راہ آمد و رفت پیدا ہوسکتی ہے۔ دونون بھائی یہ سنکر شادان و فرحان اٹھو سے اور بت خانہ تک پہنچے اور دوسرا دروازہ بھی تشخیص کرلیا۔ رات کو طے پایا کہ ایک بھائی اوپر گنبد کے رہے اور دوسرا اندر سے حمائل نکال کر حوالہ کردے اور خود نکل آوے۔ الغرض یہی تدبیر کی اور آدھی رات کو حمائل نکال کر ایک بھائی نے دوسرے کے حوالہ کیا اور جب خود نکلنا چاہا تو اندر سے کر تک مقید ہوگیا کہ نہ نیچے ہی کھلنا ممکن تھا اور نہ اوپر جانا آخرکار اس گرفتار نے دوسرے سے کہا کہ مین اب اس بتکدہ کی گرفتاری سے رہائی نہین پاسکتا۔ پس بہتر ہے کہ تو حمائل کو لیجا کر اپنے مقصد مین مصروف ہوا اور پہلے میری گردن کو تلوار سے اڑادے تاکہ شہید مرون اور کافرون کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن۔ زہے سعادت کہ راہ جانان مین کام آئین۔ ہرگز ہرگز ان حمائل کو کسی دوسرے مصرف مین نہ اٹھانا۔ اسکے بھائی نے اسی قول پر عمل کیا اور مسجد کی طرف گیا لیکن اس نے یہ دیکھہ کر تعجب کیا کہ اس کا بھائی زندہ ہے اور معمار کو بلواکر مسجد کی تعمیر مین مصروف ہے اس نے ازراہ تعجب پوچھا کہ مین نے تو تجھے قتل کردیا تھا پھر زندہ کیسے آیا۔ اس نے جواب دیا کہ تو مین بھی نہین جانتا کہ کیا گزری لیکن یہ معلوم ہے کہ کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کے معبد سے باہر نکال دیا اسکی قدرت کاملہ سے یہ کوئی بعید بات نہین ہے جو شخص اسکی راہ مین مرتا ہے اسکو پھر زندہ کرنا اس کے نزدیک کوئی بات نہین ہے ٥

غالبش در ہر زمان صد جان تازہ می دہد	ہر کہ جان را از پئے دل در رہش سازد نثار

حکایت

ایک بادشاہ عادل و سخی مساکین و فقرا سے بے انتہا الفت رکھتا تھا ایک دن ازراہ خوش

اس کے دل مین یہ بات گذری کہ میری طرح صاحب کرم شخص زمانہ نے نہ دیکھا ہوگا ایک پیر مرد کو اسکے خیال فاسد پر اطلاع ہوئی اور بطور خود یہ سوچا کہ پوشیدہ طور پر اسکی اصلاح کرنی چاہیئے۔ ایکدن جہان کہ ہزارون ضعفا و مساکین کو کھانا کھلایا جاتا تھا بادشاہ اور اسکا پیر بھی نشست رکھتے تھے کہ اتنے مین سامنے ایک نیولا آیا اور خاک مین لوٹ پوٹ کر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی نیولا نکلا اور خاک مین لوٹ کر چلا گیا اسی طرح دو تین بار نیولا آیا گیا۔ سلطان کے دل مین شبہ گذرا اور اس نے اپنے پیر سے پوچھا کہ یہ نیولا کیا کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے پیٹ مین درد ہے۔ پیر نے سلطان سے کہا کہ خود اس نیولے سے تو دریافت کر۔ بادشاہ نے نیولے سے پوچھا کہ اے جانور تجھکو کیا ہوا ہے کہ عجز و انکسار سے خاک پر لوٹتا ہے اور یہ خالہاے طلا جو تیری پشت پر ہین کہان سے پیدا ہوے نیولے نے جواب دیا کہ اپنے ہم قومون کی طعن و تشنیع سے ان کے درمیان نہین جا سکتا اور وہ کہتے ہین کہ جہان سے یہ طلائی قشقہ لایا ہے وہین سے اذسرتاپا طلائی بن کر آ۔ لہذا مین تیرے در پر آتا ہون کہ اسی گروہ کی برکت سے مطلب حاصل کرون۔ چنانچہ ایک دن ایک کاروان گذر رہا تھا قافلہ سالار کو بھوک لگی اور وہ ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر چاہتا تھا کہ کھانا جو پاس تھا کھاے کہ اتنے مین ایک فقیر آگیا۔ قافلہ سالار نے خود بھوکا رکھنا پسند کیا اور کھانا فقیر کے نذر کر دیا۔ فقیر جب کھانے سے فارغ ہو گیا تو ہاتھ دھویا۔ اس کے ہاتھ سے پانی کے ایک ایک قطرے جو ٹپکے اور میری پشت پر پڑے تو طلائی نشان پڑ گئے۔ لیکن جسقدر کہ مین اس خاک پر لوٹتا ہون ان ہزارون فقیرون کا جن کو تو کھلاتا ہے مین کوئی اثر نہین پاتا۔ سلطان فوراً خبردار ہو گیا کہ پیر سے تمسخر کا یہ نتیجہ تھا۔ جو خیال تھا وہ خام نکلا اور اپنے پیر کو بصد تواضع التجا کی ہے

نے فرمایا کہ ایک حبہ کا صدقہ اگر صدق دل سے ہو تو وہ لکھوکھا تبختر سے بڑھکر ہے ؏

تواضع کن تکبر دور گردان	برین رہ رو کہ راہ راست باشد

حکایت

کسی وقت مین ایک زناردار نے دنیا سے منہ موڑکر ایک شہر مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور دروازہ سے قدم باہر نہ نکالتا تھا۔ اس کی عورت بھیک مانگ کر کچھ لاتی تھی اور اسی مین بسر ہوتی تھی۔ اتفاقات زمانہ سے قحط سالی ہوئی کہ ایک قطرہ بھی پانی نہ برسا۔ اور لوگ انتظار کرتے کرتے تھک گئے۔ زن زناردار نے سات دن تک شبانہ روز گدائی کی لیکن کچھ بھی خوراک بہم نہ پہنچا سکی اور اپنے شوہر کے پاس جاکر کہنے لگی کہ اب ہم دونون سے کچھ بن نہین پڑتا ہے اور کام حد سے گزر گیا ہے۔ زناردار وظائف واذکار مین مستغرق تھا کچھ جواب نہ دیا۔ عورت جبکہ بالکل جان سے ہاتھ دھو چکی تو اپنے لڑکے کا ہاتھ پکڑکر ایک کنوے کے کنارے اس ارادے سے گئی کہ اس مین گرکر اس سختی سے رہائی حاصل کرے۔ اسی حالت اضطرار مین اسنے منہ پیچھے پھیرا تو دیکھا کہ ایک آم کا درخت میوہ سے لدا ہوا زمین سے اگ گیا ہے۔ اسنے حیرت پر حیرت کی۔ اور شکر الٰہی کرکے چند آم توڑے اور لیگئی جس سے زناردار نے بھی قوت لایموت حاصل کی۔ اسی طرح سے روزانہ آم توڑا کرتی تھی اس شہر کا راجہ ایک دن اپنے رعایا کی حالت دیکھنے کے لیے محلہ بمحلہ چکر لگانے لگا۔ مگر کہین بھی کسی آدمی کا نشان نہ پایا مگر انہین زناردار کے عیال واطفال کا جو خوشی خرمی سے بسر کررہے تھے اور خشک سالی سے بالکل بے خبر تھے۔ راجہ نے زناردار سے حقیقت حال دریافت کی مگر اس نے محویت سے زبان نہ کھولی اب راجہ نے بکمال خوشامد اسکی عورت سے حال پوچھا اور اس نے سارا ماجرا راجہ کے سامنے دھرایا

پھر تو راجہ زناردار کے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مین ارادت سے تیرے پاس آیا ہون اس وادی پُرصعب سے مجکو بھی باہر نکال - مگر زناردار نے مطلق خیال نہ کیا کہ یہ کون ہے اور کیا خوشامد کرتا ہے - مگر راجہ بھی کچھ پروا نہ کرکے اسکی خدمت پر مستعد ہوگیا - زناردار نے ایک رات خیال کیا کہ یہ بلا کہان سے آگئی کہ جو خلل اوقات کا باعث ہے - زن و فرزند کو چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی - صبح کو جب راجہ نے دیکھا کہ زناردار نہین ہے تو اس کی عورت نے کہا کہ اب مین زناردار کو کہان تلاش کرون - معلوم ہوتا ہے کہ وہ میری وجہ سے کنارہ کش ہوا ہے - الغرض راجہ اور زناردار کی عورت معہ اپنے بیٹے کے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کوہ صحرا مین تلاش کو نکلے - اور ایک پہاڑ کے اندر دیکھا کہ زناردار ریاضت مین کھڑا ہوا ہے - راجہ دوڑ کر اس کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کیا کہ جو پناہ مین آئے اسکو پناہ دینا چاہیئے - مین نے راج اور ملک و مال کو خیرباد کہدیا ہے اور تیری مہربانی کے لئے زمرۂ خدام مین شریک ہوا ہون - زناردار نے آنکھ کھولی اور راجہ کی طرف دیکھ کر ایک ہی نگاہ مین اسکو اپنے مثل بنا لیا ۵

ہر کس نگاہ خود را بر روئے یار دوزد	ہر سو نظر کند او مس را طلا نماید

حکایت

ایک دن سری کشن جی نے ارجن سے ارشاد فرمایا کہ ایک باہمت صاحب مروت منبع اخلاق حمیدہ جامع صفات پسندیدہ راجہ کا مین تجھے نشان بتاتا ہون نام اس کا موردھج ہے ارجن نے التماس کیا کہ مین نے بھی اس کا نام سنا ہے کہ زیور اخلاق سے آراستہ و پیراستہ ہے اور اسکے دیکھنے کا مشتاق ہون - یہ کہا اور ساتھ روانہ ہوئے جب راجہ کے دروازہ پر پہنچے تو سری کرشن جی نے ارجن سے کہا کہ تبدیل لباس کرکے زناردارن

کی شکل سے اسکے گھر مین داخل ہونا چاہیے۔ اسی طرح تبدیل لباس کرکے گھر کی طرف
چلے اور دربانون سے کہا کہ راجہ کو یہ خبر پہنچائین کہ دو زنار دار مسافر کسی غرض سے اس
شہر مین آئے اور تیرے دروازہ پر ٹھہرے ہین۔ راجہ اس وقت پرستش گاہ مین تھا
اس نے یہ خبر سنکر کہلا بھیجا کہ ایک لمحہ توقف کرو کہ مین پرستش سے فارغ ہوکر
بے تکلف تمہاری خدمت کو آؤنگا۔ سری کرشن اور ارجن نے جب یہ پیغام سنا تو واپس
ہوئے۔ مخبرون نے راجہ کو ان کے مراجعت کی خبر سنائی تو وہ اضطراب سے بھاگتا
ہوا انکے پیچھے روانہ ہوا اور تھوڑی دور مین جاکر پالیا کہ کیون آپ بزرگون نے غریب خانہ
پر قدم رنجہ فرمایا ہے اور پھر بغیر ملاقات کے واپسی اختیار کی۔ ایک زنار دار نے
جواب دیا کہ ہم ایک مطلب سے تیرے دروازے پر آئے ہین وہ یہ کہ میرا بیٹا جنگل
مین شیر سے دوچار ہوا۔ شیر نے چاہا کہ اسکو کھا جاے جو میری عمر کا سرمایہ تھا۔ مین نے
شیر سے کہا کہ بیٹے کی جگہ مین حاضر ہون۔ مجکو قبول کر اس نے نہ مانا اور آخر مین نے
باصرار تمام کہا کہ تیری جو خواہش ہو اسکے معاوضہ کی ادائگی مین کرونگا۔ شیر نے جواب دیا
کہ راجہ مورج دھج کے لڑکے کا آدھا جسم اسطرح سے الگ کرلے کہ اسکے مان باپ ارّہ
سے سر سے پاؤن تک دو حصہ کرین اور لڑکے کے آنکھ سے آنسو جاری نہ ہون اور وہ
آدھا جسم مجکو دو تو مین تیرے لڑکے کے خون سے درگزرونگا۔ راجہ نے یہ سنتے
ہی کہا کہ زہے سعادت کہ میرے بیٹے کی یہ بڑی سعادت ہے کہ ایک زنار دار کے
لڑکے کے کام آئے۔ اسکی رانی نے کہا کہ لڑکے کی جان تو سہل ہے امیدوار
ہون کہ اگر قبول ہو تو اپنی جان حاضر کرونگا مگر راجہ کے بیٹے نے کہا کہ شیر نے تو میری
خواہش کی ہے پس جیسی کہ زنار دار کی مرضی ہے پورا کرنے مین دیر نہ کرو۔ الغرض راجہ

نے ایک طرف اور اس کی عورت نے دوسری طرف آرہ کو پکڑ کر لڑکے کے سر پر کھینچا
جب ناک تک وہ آیا تو ایک آنکھ سے آنسو بہ نکلے منتاروار نے اظہار کیا کہ جو شرط
شیر نے کی تھی وہ پوری نہ ہوئی - اب مین جاتا ہون اور اس کشتہ سے کوئی سروکار نہین
رکھتا - راجہ منتاروار کے پیرون پر گر پڑا اور کہا کہ ایک آنکھ کی رونے کی وجہ کوئی سختی نہین
ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ نصف جسم تو تمہارے بیٹے کے کام آئیگا اور نصف بیکار سمجھا ہی
پس ایک آنکھ خود اپنے حال پر گریہ زن ہوئی - سری کیشن جی تو رحم مجسم تھے - فی الفور اپنی
اصلی حالت پر آگئے اور راجہ اور اس کے بیٹے کو سینے سے لگایا اور دعاء درازی عمر دی
اور ارجن کی طرف منہ کر کے کہا کہ اخلاق و تواضع کے یہی معنی ہین اور راجہ اسکی بیوی اور فرزند
نے سری کیشن جی کی بڑی تعریف کی اور جواہر گران بہا بطریق نذر پیش کیا ہ

شجاعت ہم سخاوت ہم تواضع	کہ ہر سر در دل سلطان بباید

حکایت

ایک بادشاہ کے پاس ایک امیر تھا کہ جب وہ اپنے لب ہنسی کے لئے کھولتا تو سونے
کے پھول جھڑتے تھے - اس اعجوبہ بات کا شہرہ دور و دراز ملک مین پہنچا اور ایک دوسرے
بادشاہ نے سنکر ایک خط اس معاملہ کی دریافت کے لیے روانہ کیا - جب اس بادشاہ کا
قاصد اور خط بادشاہ کی خدمت مین پہنچا تو بادشاہ اسکے مضمون سے آگاہ ہوا اور اپنے امیر
کو طلب کر کے ہنسی کی باتین شروع کین - مگر اس نے اپنا لب ہنسی کے لیے نہ کھولا
بادشاہ اسکے نہ ہنسنے پر نہایت رنجیدہ ہوا - اور اس امیر کو قید کر دیا - چند دنون کے بعد
وزیر نے سلطان کی خدمت مین عرض کیا - کہ ہر چند امیر مجرم ہے - لیکن سلطان ظل اللہ کو
سزاوار ہے کہ معافی جرایم کرے اور معمولی خطا پر انتقام نہ لے - بغیر دریافت حقیقت

حال سے کے تنبیہ و تہدید نہ کرنی چاہیئے بلکہ امیر سے نہ ہنسنے کی وجہ پوچھنا چاہیے کہ اسوقت نہ ہنسنے کی کیا بات تھی سلطان کو وزیر کی بات پسند آئی اور اس کے حاضر ہی کا حکم دیا۔ امیر کے حاضر ہونے پر سلطان نے ازراہ تلطف اس سے پوچھا کہ نہ ہنسنے کی کیا وجہ تھی امیر نے عرض کیا کہ بعض خیالات اس اثنا مین پیدا ہوے تھے جنکی وجہ سے طبیعت متفکر ہو گئی تھی کہ اگر زبان پر آسے تو خفت کا موجب ہو۔ سلطان سے نے اصرار کیا کہ اس راز کا افشا کرو۔ امیر نے جواب مین عرض کیا کہ چند مراتب ہین جنکو ظاہر نہ کرنا چاہیے اوّل تلف مال۔ کہ جب ظاہر ہو تو خود اپنی آبرو جائے۔ جیسا کہ کہا ہے۔ یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ۔ دوم گھر کی لڑائی کہ اگر کہی جاسے تو اپنی بے پردگی ہو۔ سوم راز دل کہ اگر زبان پر آوسے تو ایک کان سے دوسرے کان مین پہنچے۔ چہارم اپنا مذہب کہ اگر ظاہر ہو تو ہلاکت مین غیر مذہب سے کے پڑے۔ پنجم مال کا رکھنا کہ اگر اپنا حال کہا جاے تو بےمائگی کی حالت مین لوگ مفلسی کا اعتبار نہ کرین گے اور بضاعت کی حالت مین ہر ایک دشمن ہوگا۔ ششم عورتون سے کے ساتھ مشورہ۔ کہ عورتون کی عقل ظنی ہوتی ہے اور ان کے مشورہ سے خود اپنا کام ڈوبتا ہے۔ ہفتم تعداد عمر کہ اگر کم بتائی جاسے تو اسکی عقلمندی پر اعتماد نہ کرینگے اور اگر زیادہ بتاسے تو خرافات پر گمان کرینگے۔ پس امور ناگفتنی بہت ہین۔ اور واردات خیال بھی بیشمار ہین۔ سلطان سے نے امیر کی تحسین و آفرین کی اور وزیر کی عقل و دانش کی بھی بڑی تعریف کی ٥

گوہر بے بہا بود در تاج		نزد سلطان وزیر باتدبیر

حکایت

گردش فلک سے ایک تاجر کا سرمایہ تمام برباد ہو گیا۔ اس سے نے اپنی زوجہ سے کہا کہ مین

سفر کا ارادہ رکھتا ہوں شاید سعی و تلاش سے کچھ پیدا کرسکوں۔ قدیم سرمایہ سے اگر کوئی چیز تیرے پاس ہے تو مجھے دیدے کہ مین اس سے مال خرید کرکے فائدہ حاصل کرون۔ عورت نے اپنا چارسو روپیہ کا زیور دیدیا۔ تاجر نے اسکو فروخت کرکے چارسو روپیہ نقد لیکر ارادۂ سفر اختیار کی اور جہاز پر سوار ہوا۔ وہان ایک عقلمند شخص کو اس نے دیکھا کہ اہل جہاز اسکے گرد جمع ہین اور ہر طرف سے باتین ہورہی ہین۔ یہ تاجر بھی اس دانا کے پاس گیا اور ایک سوال کیا۔ اس نے کہا کہ سو روپے کی بات کہون یا ہزار روپے کی۔ سوداگر نے جواب دیا کہ اس قدر سرمایہ میرے پاس نہین ہے کہ سو روپے سے زیادہ کی بات خرید کرسکون اور سو روپے کمر سے کھولکر دانا کے سامنے رکھدیا۔ دانا نے کہا کہ جسکو ایزد متعال بزرگ بنا ہے ہر شخص کو چاہیئے کہ اُسکے حال پر نظر کرے۔ بقول شخصے ؎

آدمی را بچشم حال نگر	از خیال پری دوہی بگزر

تاجر نے کہا کہ دوسری نصیحت کر۔ دانشمند نے کہا کہ مبلغ سو روپے سامنے رکھ۔ تاجر نے دوسرے سو روپے نکال کر رکھدے۔ دانشمند نے کہا کہ اپنے آقا کی خدمت مین راست اور بے کم و کاست سخن کہہ۔ تاجر نے پھر کہا کہ ایک دوسری اور نصیحت کر۔ اس نے پھر سو روپے مانگا تاجر نے سو روپیہ پھر دانشمند کو دیا اس نے بیان کیا کہ جس جگہ قرآن شریف پڑھا جاتا ہو تو آدمی کو چاہیے کہ بغیر سنے ہوئی آگے نہ بڑھے۔ کیونکہ کلام ربانی کے سننے کی برکت سے بلا سے ناگہانی ٹل جاتی ہے۔

تاجر نے پھر کہا کہ میری سیری ابھی تک نہین ہوئی اور مبلغ سو روپیہ جو باقی تھا وہ بھی اسکو دیدیا۔ دانشمند نے کہا کہ ہرگاہ کھانا چنا ہوا ہو تو آدمی کو چاہیئے کہ اس سے ہاتھ نہ کھینچے پہلے کھانا کھالے اسکے بعد دوسرے کام پر جلے اور اپنے مہمان کی

عیب پوشی کرے۔

تاجر نے دانشمند کی چارون نصیحتون کو گرہ مین باندہا اور کشتی سے اترکر راہ پکڑی اور ایک شہر مین پہنچا اور اپنے خادم کو اپنی انگشتری دیکر بازار بھیجا کہ اسکو بیچکر آب ونان خرید کرلاوے۔ خادم جب دروازۂ شہر کے اندر پہنچا تو دیکھا کہ تمام اعلٰے وادنی جمع ہین جب یہ قریب پہنچا تو سبھون نے اس سے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے رحلت کی ہے اور ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ جو شخص کہ آج پہلی مرتبہ شہر مین آئے گا۔ اسکو بادشاہ بنائین گے۔ یہ کہکر اس خادم کو دارالسلطنت مین لے گئے اور تعظیم وتکریم کے ساتھ تخت شاہی پہ بٹھایا اور نذرین پیش کین تاجر اپنے خادم کے انتظار مین تمام رات نہ سویا اور علی الصباح افتان وخیزان بھوک کی حالت مین شہر مین گیا اور محنت ومشقت سے مزدورون کی ساتھ بسر کرتا تھا۔ ایک دن بادشاہ نے باغ کی سیر کا ارادہ کیا اور اسی باغ مین جہان کہ تاجر مزدوری کرتا تھا انبوہ کثیر کے ساتھ آیا اور دیکھا کہ تاجر ایک دیوار کی تیاری مین مصروف ہے۔ تاجر نے بھی اپنے خادم کو بادشاہ بنا ہوا دیکھا مگر دانشمند کا مقولہ یاد کرکے چپکا ہو رہا۔ سلطان نے اپنا ایک ملازم اس کے پاس بھیجا کہ پانچ سو روپیہ تنخواہ پر ہمارے ملازمین مین داخل ہو اور گاہے گاہے ہمارے سلام کو حاضر ہوا کر تاجر نے اسکو غنیمت جانا اور سلطان کی خدمت مین رہنے لگا۔ ایک دن سلطان نے شکارگاہ کا ارادہ کیا اور تاجر کو معتمد سمجھ کر محل کی دربانی پر مقرر کیا۔ سلطان کی معشوقہ کوتوال سے ملوث تھی اور اسکو بلواکر تمام شب اپنے پاس رکھا۔ سوداگر جب اندر آیا تو اُس نے غیر کو گھر مین دیکھا کہ اُس کے ساتھ سلطان کی معشوقہ سو رہی ہے اپنی کمر کا دوشالہ کھولکر دونون کے اوپر ڈالدیا۔ جب صبح ہوئی تو کوتوال جاگا اور معشوقہ سے کہا کہ اب

اس شہر سے بھاگ جانا چاہیئے کیونکہ ہمارا پردہ چاک ہوگیا اور کسی بیگانے نے یہ دوشالہ جو اوپر اٹھا دیا ہے ضرور سلطان کو مطلع کیا ہوگا۔ معشوقہ نے جواب دیا کہ تو غم نہ کھا مین اسکی فکر کرتی ہون اور کسی مکر سے اسکی گردن مارتی ہون۔ جب کوتوال چلاگیا اور سلطان واپس ہوا تو معشوقہ تبدیل لباس کرکے راستہ ہی مین فریاد کرتی ہوئی طعن وتشنیع سے سلطان سے کہنے لگی کہ تو نے دربان بے اعتماد دروازے پر چھوڑا کہ بے تحاشا اندر داخل ہو کر مجھ سے کشمکش کرتا تھا۔ بڑی مصیبتون سے مین نے اسکے ہاتھ سے رہائی پائی ہے مگر ایک دوشالہ اسکا بطور نشانی کے لائی ہون۔ سلطان کا حال بدلگیا اور اس نے سوچا کہ سردربار تاجر کو نہ قتل کرنا چاہیئے۔ اور چند سپاہیون کو ایک درخت کے نیچے دور بھیجدیا کہ مین تمھارے پاس ایک آدمی چٹھی دیکر روانہ کرونگا۔ اسکو فوراً قتل کردینا اس کے بعد اس تاجر کے ہاتھ مین چٹھی دی اور روانہ کیا راستہ مین ایک قاری قرآن پڑھ رہا تھا تاجر کو معاً دانشمند کی نصیحت یاد آگئی اور دو تین گھڑی تک کھڑا سنتا رہا۔ اس کے بعد دانشمند کی دوسری نصیحت یاد آئی اور اپنے گھر جاکر کھانے مین مشغول ہوا۔ اس اثنا مین کوتوال نہایت پریشان تھا اس کے دل مین آیا کہ درخت کے نیچے خود جاؤن تاکہ اپنی آنکھ سے دربان کو قتل ہوتے ہوئے دیکھون کوتوال درخت کے نیچے پہنچا ہی تھا کہ ایک جلاد نے آگے بڑھ کر کوتوال کی گردن ماری اور سر گردن سے جدا کرکے ایک طشت مین رکھکر خدمت سلطان مین پہنچا دیا سلطان کو نہایت تعجب آیا کہ قتل کا حکم کس کے لیے دیا گیا اور سر کسکا کاٹا گیا۔ سوداگر سے دریافت کرنے کا ارادہ کیا۔ القصہ جب تاجر کھانے سے فارغ ہوا تو درخت کے نیچے گیا مگر وہان کسی کو نہ پایا اور چٹھی پھینک کر سلطان کی خدمت مین پہنچا۔ سلطان نے سوداگر کو اپنے

سامنے طلب کیا اور پوچھا کہ ہمارے شکار کو جانے کے بعد تجھ پر کیا گزری۔ سوداگر نے دانشمند کی بات یاد کی اور اپنے آقا کی خدمت مین بے کم و کاست تمام ماجرا بیان کر دیا سلطان نے معشوقہ کو قتل کرا دیا اور سوداگر کی سرفرازی فرمائی ٥

راستی راہست راہ مستقیم	گر دران خارے شد دور افگند

حکایت

ایک بزرگ شورۂ آفاق اور یگانۂ روزگار دنیا سے منہ موڑ کر گوشۂ تنہائی مین بیٹھا تھا۔ اور اکثر اوقات حمد و ثنائے باری تعالیٰ مین کبت و دھرپت دوہرہ غزلیات وغیرہ نظم کیا کرتا تھا۔ شہر کا بادشاہ بھی کبت و غزل وغیرہ موزون کیا کرتا تھا۔ سلطان نے بزرگ کی غزلون پر حسد کھا کر ایک دن اُس سے کہا کہ تیری سخنوری کی دھوم عالم مین پھیل گئی ہے اور میرا کلام جو شاہانہ ہے اُس سے اعلیٰ مرتبہ نہ حاصل کر سکا۔ بزرگ موصوف نے جواب دیا کہ مین ملک کا مالک نہین ہون کہ منادی کرون تیرے پاس ملک اور فوج ہے تمام پر یہ حکم لگا کہ طبع زاد شاہ کی شہرت دین۔ سلطان نے کہا کہ مین چنین اور چنان کو تو جانتا نہین۔ البتہ یہ کرتا ہون کہ اپنی تصنیف اور نیز تیری تصنیف کو ایک حجرے مین رکھوا تا ہون اور ایک ان پڑھ بچے کو حکم دیتا ہون کہ حجرے کے اندر جاتے اور جو کتاب افضل ہو اٹھا لاتے اس بزرگ نے کہا کہ مین تو مسکین ہون میری کتاب بھی مسکین ہوگی مجھ کو ہمسری کا دعوےٰ نہین ہے۔ کہ اپنی تصنیف بادشاہ کی تصنیف کے برابر رکھون۔ مگر سلطان نے اس مقابلہ مین بڑا اصرار کیا اور آخر کار بزرگ نے کہا کہ جو خاطر والا مین ہے وہی بہتر ہے۔ الغرض سلطان نے دونون کتابین حجرے مین رکھوا دین اور ایک لڑکے کو (جسے پہلے ہی سے تعلیم کر دی تھی کہ فلان کتاب میری تصنیف سے ہے اسکو لانا) حجرے مین بھیجا۔ لڑکا

حجرے مین گیا اور اُس بزرگ کی کتاب اٹھا لایا سلطان نے جب اپنی تصنیف نہ دیکھی
تو استفسار سے کہا کہ بزرگ نے اپنی کتاب اوپر کی طرف رکھدی تھی لہذا لڑکے نے
اُسے ہی دیکھ کر اُٹھا لیا۔ اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ اس کتاب کو نیچے رکھدے اور میری
کتاب اُس کے اوپر رکھے۔ اس کے بعد لڑکے کو کتاب لانے کا حکم دیا۔ لڑکا آیا تو اسکو
ہاتھ مین پھر اسی بزرگ کی کتاب تھی۔ بادشاہ بہت خفا ہوا اور پھر لڑکے کو کہا کہ یہ کتاب
لانا منظور نہین ہے دوسری کتاب لا۔ لڑکا پھر اُس بزرگ کی کتاب اٹھا لایا۔ اب کے بار بادشاہ
سخت برافروختہ ہوا اور کہا کہ مین تیری آنکھین نکلوا کر اندھا کر ڈالونگا۔ لڑکے نے رو کر
عرض کیا کہ اس مین میری خطا کیا ہے۔ جسوقت حجرے مین مین جاتا ہون بے حواس ہوجاتا
ہون اور ایک شخص وہی کتاب اٹھا کر مجھے دیتا اور کہتا ہے کہ اسکو لے اور لیجا۔ سلطان
نے تعجب کیا اور خجالت کے ساتھ بزرگ کو حکم دیا کہ تو میرے ملک سے دوسرے ملک کو چلا جا
اسکے بعد اس بزرگ نے سفر کا ارادہ کیا۔ مریدون نے زاد راہ کے لیے پانچ اشرفیان
پیش کین مگر اس نے انکار کیا کہ اس بلا کو میرے ساتھ نہ کرو مگر مریدون نے بہت اصرار کیا
اور اسکے جیب مین اشرفیان ڈالدین۔ بزرگ موصوف تو نہایت بے پروا تھا۔ اسکو
یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ اشرفیان کہان ڈالدی ہین۔ اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا ایک جنگل
مین داخل ہوا جو کہ چورون کا مسکن تھا۔ چور کمین گاہ سے نکل پڑے اور بزرگ کو لوٹنے کی
فکر مین ہوئے۔ اس نے کہا کہ تم لوگ کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔ اگر اس لباس کی خواہش
ہے جو میرے جسم پر ہے تو یہ تمہارے نذر ہے اور اپنا لباس اُتار کر دیدیا۔ چورون نے
مشورہ کیا کہ یہ شخص مکار ہے۔ اگر اس جگہ سے گیا تو حاکم کے پاس جا کر فریاد کریگا اور ہمارا مسکن
غارت کرا ڈالیگا ایک نے کہا کہ گردن مار دو کہ اندیشہ مٹ جاتا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ ہاتھ

پاؤن کاٹ کر ایک غار مین ڈالدو تاکہ یہان سے کہین حرکت نہ کرنے پائے۔ الغرض اسی پر
اتفاق ہوا اور بزرگ کے ہاتھ پاؤن کاٹ کر ایک غار مین ڈالدیا بزرگ موصوف اس
اس حالت مین بھی یاد الہی مین مستغرق تھا۔ اسکو یہ بھی خبر نہ تھی کہ ہاتھ ہے یا نہین اور پاؤن
کہان گیا۔ چند روز کے بعد ایک بادشاہ اس صحرا مین شکار کے لیے آیا اور اس غار مین
روشنی دیکھی کہ شب تار مین مثل مہتاب کے چمک رہی تھی۔ بادشاہ عجلت کے ساتھ اس غار
کے پاس گیا۔ اور دیکھا کہ ایک بے دست وپا آدمی بحر معرفت مین ڈوبا ہوا ہے اور اس کی
چہرہ سے نور عرفان کی روشنی ٹپک رہی ہے۔ سواری سے اُتر کر سلطان نے دریافت کیا کہ تو کون
ہے اور اس غار مین کس لیے پڑا ہوا ہے بزرگ نے جواب دیا کہ مین ایک مسکین آدمی
ہون بوجہ نابینائی کے یہان گر پڑا ہون بادشاہ نے اس کی بہت توقیر کی اور خوشامد سے کہا
کہ اگر میرے گھر تشریف فرما ہو تو باعث فخر و عزت ہو۔ بزرگ نے جواب دیا کہ جو کچھ رضاے
الٰہی اور سلطان کی خواہش ہو وہی بہتر ہے۔ الغرض سلطان بزرگ کو اپنے گھر لیگیا اور
ہدایت کی درخواست کی۔ بزرگ نے فرمایا کہ جو کچھ ہاتھ سے نیکی ہوسکے سلطان کو اسمین
کوشش کرنی چاہیے یہ بات سلطان کے دل مین پیوست ہوگئی۔ اور اسی دن سے
خیرات کا دروازہ ہر کہ و مہ پر کھولدیا۔ جو شخص آتا مالا مال واپس جاتا تھا سلطان کی داد و دہش
کا شہرہ چند ہی دنون مین گوش زد عامہ خلائق ہوگیا۔ اور ایک مرتبہ وہی چور لباس درویشانہ
مین بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے اکثر سلطان بزرگ کے پاس بیٹھکر خیرات کرتا تھا جب
چور اس جگہ پہنچے تو بزرگ کو دیکھ کر مضطرب ہوے اور اس بزرگ نے ان چورون کو
پہچانا اور بادشاہ سے کہا کہ یہ لوگ مستثناے وقت ہین جو کچھ تجھ سے ممکن ہو ان کے
حق مین کوتاہی نہ کر بادشاہ نے جواہر اور موتی بہت سے چورون کے نذر کیا۔ چورون نے

اس اندیشہ سے کہ لہین بزرگ انکار از افشا نہ کردے جلدی نکلنا چاہا کہ اور بدرقہ ساتھ
کرنے کی درخواست کی کہ جسکے ساتھ وہ سرحد سلطان سے سلامت گزر جائین۔ بزرگ
نے یہ درخواست سنکر بادشاہ سے کہا کہ انکے ساتھ کافی بدرقہ ہمراہ کردے۔ الغرض چور
مال کثیر لیکر بدرقہ کے روانہ ہوے دو تین منزل جب طے ہوگئی تو محافظین نے چورون
سے پوچھا کہ تم لوگون کو بزرگ سے کیا تعلق ہے کہ اس نے تمہاری اسقدر بادشاہ سے
سفارش کی۔ چورون نے جواب دیا کہ وہ بزرگ چورون کا سردار ہے۔ ایک سلطان کے
پاس وہ چوری مین گرفتار ہوا تھا سلطان نے اس کے قتل کا حکم دیا مگر ہم نے جان بخشی
چاہی جو قبول ہوئی اور ہاتھ پاؤن پر کٹنے سے بلا ٹل گئی لہذا اس سے ہماری سفارش
کی تاکہ ہم اسکا راز پوشیدہ رکھین اور سلطان سے اسکے حالات نہ بیان کرین جونہی انھون
نے یہ کہا کہ زمین شق ہوگئی اور تمام چور اس مین سما گئے۔ محافظین یہ دیکھ کر مضطربانہ واپسی
اختیار کی اور سلطان کے پاس جاکر سارا ماجرا بیان کیا۔ اس وقت بزرگ موصوف بھی سلطان
کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے یہ کیفیت سنی تو اسکا حال دگرگون ہوگیا اور اسیوقت
ہاتھ پاؤن صحیح وسالم بنگئے سلطان اور زیادہ بزرگ کا معتقد ہوا اور ہر چند اس نے
بزرگ سے حقیقت حال دریافت کی مگر اس نے کچھ بیان نہ کیا۔

اس بزرگ کی عورت بھی تھی جو محل سلطانی مین آمد ورفت رکھتی تھی ایک دن ایک
کنیز نے بیان کیا کہ فلان عورت اور مرد یک ساتھ جل گئے زوجہ بزرگ نے استہزا سے
کہا کہ اگر وفات جانان کی خبر سنکر زندگی سے ہاتھ دھونا تو شیوہ مردی تھا والا خود کو جلا دینا
نامردی ہے بادشاہ کی بیگم کو اس کا کہنا پسند نہ آیا اور اسکے درپے امتحان ہوئی۔ اور
اپنے کسی خادم کے ذریعہ سے اسکو پیام پہنچایا کہ بزرگ موصوف نے رحلت کی۔

جب یہ خبر وحشت اثر اس نے سنی تو اسی وقت دنیائے فانی سے رحلت کر گئی۔ ملکہ نہایت اندوہناک ہوئی اور بادشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ سلطان اس بزرگ کے پاؤن پر گر پڑا اور معذرت کی کہ میرے محل مین ایسی لغو حرکت ہو گئی ہے امیدوار ہون کہ میرا اور میری حرم کا گناہ معاف فرما۔ فقیر نے جواب دیا کہ بابا! اس مین تیری خطا کیا ہے اُسکے مقدر ہی مین یہی لکھا تھا اور اگر آج نہ مرتی تو چند سال کے بعد مرتی اسکو آج ہی سمجھنا چاہیئے۔ سلطان نے عرض کیا کہ اگرچہ تمہارے نزدیک سب مساوی ہی لیکن میرے گھر مین یہ امر باعث بدنامی ہے اور میرا نام برائی کے ساتھ تاعمر باقی رہے گا۔ اور کوئی یہ دھبہ بدنامی کا بجز آپکے مٹا نہین سکتا میری خواہش ہے کہ اپنے تصرف سے اسکو زندہ کر دیجیئے اور مجھ کو اس غم سے رہائی دیجیے۔ بزرگ نے جب دیکھا کہ سلطان اصرار سے باز نہین آتا طنبورہ لیکر اپنی غزلیات گانا شروع کیا۔ اور سماع کی لذت سے قالب زوجہ مین جان پڑ گئی اور وہ حرکت مین آئی سلطان نے نقارہ شادی بجوایا۔ ؏

از غیب ہر نداکہ برآید ہمان کنند		آنانکہ جلوہ ات بسر و چشم جا دہند

حکایت

ایک امیر کا مصاحب ایک فقیر تھا۔ ایک رات موسم سرما مین بلا وجہ فقیر کو ہنسی آئی۔ امیر نے پوچھا کہ بلا وجہ تو کیون ہنسا جو منع ہے۔ اگر کوئی وجہ ہے تو اُسے بیان کر فقیر نے تجاہل کیا اور امیر نے اصرار کیا حتی کہ یہ نوبت پہنچی کہ سخت رنجش پیدا ہو گئی۔ اسکے بعد فقیر نے کہا کہ گائے جو کو خنک کے نیچے بند ہی ہوئی تھی اپنے گوسالہ سے کہنے لگی کہ سردی کا وقت ہے اور میری جگہ گرم ہے اگر تو اس جگہ آئے تو زمین کی گرمی سے آسایش ملیگی۔ گوسالہ نے پوچھا کہ گرمی کی کیا وجہ ہے۔ گائے نے جواب دیا کہ اس زمین کے نیچے

نقرہ کی کان ہے۔ گوسالہ نے یہ سنکر کہا کہ میری جگہ طلا کی کان ہے جو اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔ مین اس جگہ نہ آونگا۔ اسی وجہ سے مجکو ہنسی آئی۔ امیر اس فقیر کا زیادہ معتقد ہوا اور اصرار کیا کہ جانورون کی زبان مجھے بھی سکھا دے۔ فقیر نے انکار کیا مگر سلطان نے پھر کہا کہ مین نے تیری پرورش کی ہے کسی چیز مین انکار کرنا مناسب نہین ہے۔ فقیر نے مجبور ہو کر کہا کہ ایک شرط اسکے سیکھنے کی ہو کہ کسی کو نہ بتانا ورنہ اپنی جان کھوئے گا۔ امیر نے اس شرط کو قبول کیا اور جانورون کی زبان فقیر سے سیکھ لی۔ ایک دن اتفاق سے جب کہ امیر اپنی معشوقہ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا ایک عجیب تماشا دیکھا کہ ایک چیونٹی ایک دانہ چانول اُٹھا لے گئی۔ دوسری چیونٹی نے اس سے چھیننا چاہا مگر اس نے نہ دیا اور کہا کہ مجھ کو بادشاہ کی دعوت کرنا ہے مین کسی طرح نہین دے سکتی۔ امیر یہ سنکر ہنسا اس کی معشوقہ نے ہنسنے کی وجہ پوچھی۔ امیر کو جانکا خوف تھا بتانے سے انکار کیا مگر معشوقہ نے اصرار کیا اور کہا کہ اگر تو نہ بتاے گا تو مین جان دے دونگی۔ امیر فکر مین پڑا کہ "اگر گویم مشکل وگر نگویم مشکل" لاچار اقرار کیا کہ حرمین شریفین کی زیارت کے بعد تجھ کو اس راز سے واقف کرونگا کہ اگر زیارت گاہ مین موت واقع ہو تو موجب نجات ہے الغرض اسی ارادہ سے سفر کیا اور جب امیر اس مقام شریف کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک باردار بکری نے نر بکرے سے کہا کہ میرا جی اس سبزے کے کھانے کو چاہتا ہے جو کنوی کے گرد جمی ہوئی ہے۔ بز نر کنوے کے کنارے گیا اور دیکھا کہ سبزی بہت گہیرے مین اگی ہوئی ہے۔ سوچا کہ اگر قدم آگے بڑہایا تو ناحق جان سے دہونا پڑیگا اور واپس ہو گیا۔ بز ماده نے پوچھا کہ سبزی لایا۔ اس نے جواب دیا کہ مین اس امیر کی طرح نہین ہون کہ عورت کے اسرار کی وجہ سے اپنی جان دیتا ہے۔ امیر سنتے ہی آگاہ ہوگیا اور اپنی معشوقہ سے کہا کہ تو جان

دے یا نہ دے یہ راز مین ہرگز نہ بتاؤنگا ؎

راز خود با کسے بنا ید گفت ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کہ ازیسے اندران خطر باشد

حکایت

ایک لکڑی فروش ناسازگاری زمانہ سے تنگ آکر صحرا بصحرا پھرتا تھا مگر کہین سوا خشک لکڑی کے میسر نہ آتا تھا۔ اور ایک دن بدقسمتی سے لکڑی بھی نہ ملی اور گھر واپس ہوا بچے تمام چلانے لگے اور اس کا دل بچون کا حال دیکھ کر بہت کڑہا اور اپنے گھر سے جنگل کی طرف پھر آیا کہ اس زندگی سے تو مرنا ہی بہتر ہے۔ ایک درخت کے پاس آکر اسکی ایک شاخ پر جا بیٹھا اور تبر سے اُسکو کاٹنا شروع کیا۔ قدرت الٰہی کہ ایک بت اس شاخ مین سے برآمد ہوا اور وہ چاہتا تھا کہ اس کے بھی سر پر کلہاڑی مارے۔ مگر اس نے آواز دی کہ ہشیار ہو غافل نہ بن ثروت کے حاصل ہونے کے وقت سرمایہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ غریب نے کہا کہ مین نے زمانہ کی بڑی سختیان جھیلی ہین اور سنگ فلاخن کی طرح صحرا بصحرا پھرا ہون اس نعمت کی قدر کیون نہ کرونگا اس بت نے درخت کا ایک پھل اسکو دیا اور کہا کہ اس پھل کا ثمرہ ہزار روپیہ یومیہ ہے۔ اسکو صندوقچہ مین محفوظ رکھہ اور طہارت کے ساتھہ صندوقچہ روز کھولا کر تو ہزار روپیہ روزانہ پاوے گا اور یہ راز کسی سے نہ کہنا ورنہ یہ ثمر بے ثمر ہو جائیگا اور ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ لکڑی فروش شکریہ ادا کرکے گھر لایا اور صندوقچہ مین رکھدیا۔ اور ہر صبح کو ایک ہزار روپیہ اس سے حاصل کرنے لگا اور روزانہ صرف کرنے لگا۔ اب جب امارت ہوئی تو نفس امارہ نے دست درازی شروع کی اور وہ ایک پری چہرہ عورت پر عاشق ہوگیا اور اپنا تمام مال و منال اسکی خاطر داری مین صرف کرنے لگا اور خدا سے بالکل غافل ہوگیا ایک رات جبکہ وہ عین حالت سرور مین تھا معشوقہ نے قابو

پاکر دریافت کیا کہ تو کسی کا ملازم نہین ہے پھر اس قدر روپیہ کہان سے پیدا کرتا ہے ملکڑی فروش تو بے خود تھا اس نے سارا حال صندوقچہ کا بیان کر دیا معشوقہ نے اصرار کیا کہ یہ صندوقچہ مجھ کو دیدے اس نے صندوقچہ کو حوالہ کر دیا۔ معشوقہ بہت خوش ہوئی اور وقت صبح جب صندوقچہ کھولا تو کچھ نہ پایا اور غصہ مین اس سے کہا کہ تو میرے ساتھ ہنسی کرتا ہے اس جگہ سے دور ہو۔ ہیمہ فروش نے بدبختی سے اپنا ثمرہ زندگانی برباد کر دیا اور معشوقہ بھی ہاتھ سے جاتی رہی۔

جو شخص کہ نصیحت پر عمل نہ کرے اور افشاے راز کرے اُس کا اقبال ادبار سے بدلجاتا ہے

نصیحت راگوش کش ہوش بشنو	کہ بیخ دولت ست از پند حرفے

حکایت

ایک بادشاہ کے نو شہزادے خاص حرم سے اور ایک سو کنیزون سے تھے۔ سلطان کی وفات کے بعد شہزادۂ کلان کی تخت نشینی کی نوبت آئی اور وہ ان سو بھائیون سے عناد کرکے ان کے استیصال کے درپے ہوا۔ ایک روز سیر کے بہانے سے ان کو قلعہ مین لے گیا اور ضیافت کی اور کسی حیلہ سے خود اٹھکر باہر چلا آیا اور محافظین کو حکم دیا کہ ان تمام کو اسی مین مقید کردین اور اس وقت دو تین روز سے زیادہ آذوقہ اس قلعہ مین نہ تھا تمام قیدی شہزادون نے آپس مین مشورہ کیا کہ بڑے بھائی نے تو عجیب سلوک ہمارے ساتھ کیا کہ ساتھ کھانے کا بھی روادار نہ ہوا اور ہم سب بھوک سے جان دیدینگے ایسی حالت مین انتقام کے لیے کوئی باقی نہ رہیگا۔ پس بہتر ہے کہ اپنے بڑے بھائی کے لئے یہ دو تین دن کا آذوقہ چھوڑ دین اور وہ اس سے چھ مہینہ تک بسر کر سکتا ہے۔ اگر اگر فضل حق شامل حال ہوا تو ہم مظلومون کا انتقام لے لیگا۔ اس نیت سے سبھون نے

ایک دوسرے کو ہاتھ کے ضرب سے ہلاک کردیا۔ ادھر سلطان نے چھ مہینے تک ان قیدیون کی مطلق خبرگیری نہ لی اور یہ سمجھا کہ سب مرگئے ہونگے۔ چھ مہینے کے بعد محافظین سے قیدیون کا حال دریافت کیا۔ محافظون نے دروازہ کھولدیا تو صرف ایک شہزادہ ملا اور اس واقعہ کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ اس وقت سلطان کو ایک مشکل آپڑی تھی کہ دوسرے مملکت کے بادشاہ نے ایک صندوقچہ بھیجا تھا اور اس پہ یہ کندہ تھا کہ اس کا در نہین کھلتا اور جو شیر کہ اس مین محبوس ہے وہ مرجائےگا۔ اگر اس کا جواب نہ دوگے تو میری جانب سے فوج کشی عمل مین آئے گی اور جنگ وجدال پر آمادہ رہنا چاہیے۔ بادشاہ نے امرا و ارکین سے استفسار کیا کہ تمہارے ذہن مین اس عقدہ کشائی کی کیا تدبیر آتی ہے۔ تمام بحر حیرت مین غرق تھے اور جسقدر کہ فکر کیا کچھ سمجھ مین نہ آیا۔ اور بالاتفاق عرض کیا کہ اس بحر بے پایان مین کچھ پتہ نہین چلتا۔ سلطان جو برادر کلان کی عقل کا معترف تھا اسکو قید سے طلب کیا اور اس جواب کے دینے کی صورت مین سرفرازی کا امیدوار بنایا۔ شہزادہ نے آداب بجالاکر عرض کیا کہ صندوقچہ لایا جائے جو کچھ عقل ناقص مین آئیگا جواب دونگا۔ سلطان نے صندوقچہ شہزادے کے سپرد کیا۔ اس نے اطراف وجوانب کو خوب غور سے دیکھا اور عرض کیا کہ اس کا جواب دینا چندان دشوار نہین ہے۔ بشرطیکہ امان جان پالون اور بموجب ارشاد سرفراز کیا جاؤن۔ الغرض ایک لوہے کی سلاخ آگ مین گرم کرکے لائی گئی اور شہزادہ کے حوالے کی گئی اور اس نے ایک نہایت باریک نشان کی جگہ سلاخ رکھی۔ فی الفور صندوقچہ کا دروازہ کھل گیا اور لاک سے شیر کی گردن کٹ کر گر گئی۔ سلطان اس عقدہ کشائی سے نہایت مسرور ہوا اور شہزادہ کو خلعت فاخرہ عطا کرکے خانساماں بنایا۔ شہزادہ تخریب کی فکر مین رہنے لگا۔ سلطان کا معمول یہ تھا کہ

فقرا کو کھانا تقسیم کرتا تھا اور دریچہ کی راہ سے اکثر فقرا کی ملاقات کرتا تھا یہ اور چونکہ خانہ
ساماں تھا اس لیے وہ تقسیم طعام کی خدمت پر مامور تھا۔ ایک دن اس نے دور سے
ایک سروپا برہنہ مرتاض فقیر کو دیکھا کہ ایک کانٹا اسکے پاؤن مین چبھ گیا۔ اس نے کانٹا
نکالا اور راستے کے تمام کانٹے چن کر آگ مین جلا دیا۔ شہزادہ نے اسکو دیکھ کر یہ خیال
کیا کہ اس فقیر سے ضرور اپنا کام نکلے گا۔ اور اسکو انواع و اقسام کے کھانے کھلوائے
اور فراغت طعام کے بعد اپنی دردمندی کا اظہار کر کے اسکی استعانت کا خواہان ہوا فقیر
نے جواب دیا کہ مجھ فقیر کو کسی کی اعانت سے کیا غرض ہے۔ شہزادے نے دل مین
سوچا کہ اسطرح یہ دام مین نہ آئے گا۔ اسکی بددعا سے سلطان کا کام تمام کرنا چاہیئے
اور فقیر کو لیجا کر تخت شاہی پر بٹھلا دیا۔ اسی اثنا مین حسب عادت سلطان دریچہ کے پاس
بیٹھا اور اس فقیر کو دیکھا کہ تخت شاہی پر بیٹھا ہوا ہے اور پوچھا کہ تو کون ہے جو ہمارے
تخت پر جلوس کئے ہوئے ہے۔ فقیر نے جواب دیا کہ یہ تخت تو ہماری طرف سے ہے اور ہماری
ہی عنایت سے تجھ کو پہنچا ہے۔ سلطان یہ سنکر بہت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ فقیر کے
بال پکڑ کر تخت سے اُتار دین۔ ملازمین نے اسی طرح کیا اور فقیر نے جاتے جاتے
شہزادہ سے کہا کہ وہ وقت تیری اعانت کا نہ تھا اب تیری قسمت نے یاری کی اور اب
مین تیری مدد کرونگا کیونکہ سلطان جلد اپنے عمل کی پاداش کو پہنچے گا۔ اور اسی وقت وہ
فقیر ایک دوسرے ملک کے بادشاہ کے پاس گیا۔ اور حاجیون کے ذریعہ سے
پیغام پہنچایا۔ کہ فلان فقیر دور سے آوازۂ نیکنامی سنکر خدمت والا کی حاضری سے مشرف
ہونا چاہتا ہے۔ سلطان نے سنکر فقیر کو طلب کیا اور فقیر نے دعا و ثنا کے بعد بادشاہ
سے کہا کہ فلان بادشاہ کی سلطنت مین تیرے نذر لایا ہون۔ اور تجھ کو مبارکباد دیتا ہون

مگر یہ کہ اس سنئے ملک مفتوحہ کا نصف تیرے قبضہ مین ہوگا۔ سلطان نے جواب دیا کہ نہ تو ملک ہی قبضہ مین ہے اور نہ قبضہ مین آنیکی کوئی نشانی ہے کیونکہ غنیم کے پاس جمعیت بکثرت اور خزانہ افراط سے ہے تیری مبارکباد کیون کر قبول کرون۔ فقیر نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے میری زبان مین یہ تاثیر بخشی ہے کہ اسکی برکت سے جو کچھ کہتا ہون ظہور مین آتا ہے۔ سلطان نے کہا کہ غنیم کے ساتھ دو ایک بار جنگ کی نوبت آئی تھی مگر وہ غالب آیا۔ فقیر نے کہا کہ کل امر مرھون باوقاتھا اب تو تیری نوبت پہنچ گئی ہے۔ دل قوی رکھنا چاہیئے۔

الغرض سلطان نے خدا پر توکل کرکے چڑہائی کا سامان کیا اور فوج کے ساتھ غنیم کے ملک مین در آیا۔ بادشاہ نے لشکر کی آمد آمد کا حال سنکر مدافعت کی تیاری کی اور جنگ کرنے لگا مگر فقیر کی۔ زبان کی برکت سے اول سلطان نے فتح پائی اور غنیم کو شکست ملی اور سر نیزہ پر کاٹکر لٹکا دیا اور کامل فتح حاصل ہوگئی۔ فقیر نے اسی تخت پر جس پر وہ خود آکے بیٹھا تھا سلطان کو جلوس کرایا اور شہزادہ کی سفارش کی کہ مین نے اس سے عہد کیا تھا کہ نصف ملک تجھے دونگا اور تجھ فقیر کا ایفائے عہد واجب آیا۔ سلطان نے نصف ملک ہی کو غنیمت جانا اور نصف ملک شہزادہ کو بخشدیا اور شہزادہ بھی فقیر کے طفیل سے تخت پر جلوس کرکے شکر گزار ہوا۔ فقیر نے کہا کہ باری تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ کہ مظلومون کے انصاف پر پہنچا کہ مثل مین آیا ہے "کہ کرد کہ نیافت" تیرا بڑا بھائی کہ جس نے شیوۂ عناد کا اختیار کیا تھا جانتا تھا کہ افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خردمندان نیست"۔ لیکن بلا وجہ ظلم و ستم نے اسکی آنکھ بند کردی اور غضب الٰہی اسپر نازل ہوا اور اب مین تجھ کو مبارکباد دیتا ہون کہ اپنے ملک کی حکومت پر قایم و دائم رہے

شنوا مین از آن شخصے چو مُبس کردہ میخواہی	کہ مار خفتہ را بیدار کردہ شیر نوشانی

حکایت

ایک فقیر نہایت کامل اور مرتاض تھا اس کا ایک مرید بھی تھا جس نے اسکی خدمت سے سعادت دارین حاصل کرکے یہ خواہش کی اور فقیر سے عرض کیا کہ آپکے عنایات بیغایات سے مین مدارج اعلیٰ پر پہنچا ہون۔ امیدوار ہون کہ اس تربیت کے عوض کسی کام پر متعین ہون تاکہ اسکو انجام دیکر حقوق مرشدی کو پورا کرون۔ پیر نے جواب دیا کہ مجھکو تو کوئی ضرورت نہین ہے لیکن اگر تیری یہی خواہش ہے تو میری لڑکی سے دریافت کر کہ اسکو کیا خواہش ہے اور اسکو پورا کر حسب الارشاد اس نے پیر کی لڑکی سے سوال کیا کہ جو تیرا مطلب ہو مجھ سے بیان کر مین اسکو پورا کرونگا۔ اور اُسکے ذریعہ سے پیر کے حقوق ادا کرون۔ دختر پیر نے کہا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ فلان سلطان کے پاس دو آویزے لعل و بدخشان کے ہین کہ جن سے رات روز روشن کی طرح منور ہو جاتی ہے اگر تو ایک ہفتہ مین اُسے لائیگا تو مین دعاے خیر ورنہ دعاے بد کرونگی۔ مرید نے عرض کیا کہ مین ممنون احسان ہون جسطرح بھی ہوسکے گا اُسے لاؤنگا۔ یہ کہکر وہ طلب مقصود کے لیے روانہ ہوا۔ راستہ مین اس نے دیکھا کہ ایک شخص گاے پر سوار ہاتھ مین ایک لاٹھی لیے ہوے ہے اور اس سوار نے مرید کو جانے سے روکا اور پوچھا کہ کہان جاتا ہے۔ مرید نے کہا کہ میرے پیر کی لڑکی سے ایک ہفتہ کا قرار ہوا ہے کہ اس کا کام پورا کرون تو میرے رکنے سے تضیع اوقات نہ کر کہ وقت جاتا ہے۔ اس سوار نے کہا کہ تیری مخلصی کا تو کوئی موقع نہ تھا لیکن تیرے پیر کی خاطر سے تجھے چھوڑے دیتا ہون لیکن اس شرط سے کہ اس گاے کا تمام گوبر کھالے۔ مرید نے خیال کیا کہ اگر حجت کرتا ہون تو راہ قطع ہوتی ہے بلاقیل و قال تمام گوبر کھا گیا اور وہان سے کوچ کرتے

ہوسے اس بادشاہ کی خدمت مین جا پہنچا جس کے پاس وہ آویزے تھے۔ سلطان نے
اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور عاجزی سے پوچھا کہ جو کچھ ضرورت ہو بیان کر کہ اُسے پورا کرون
مرید نے جواب دیا کہ پیر کی لڑکی کے واسطے دو آویزون کی ضرورت ہے جو سلطان کی
حرم محترم کے کان مین ہین۔ مین چاہتا ہون کہ اُسے حاصل کر کے سعادت دارین حاصل
کرون۔ سلطان نے جواب دیا کہ وہ آویزے میرے اختیار مین نہین ہین۔ مین نے اہل حرم
کو بخشدیا ہے اور جو چیز کہ عورتونکو دیدیجاسے پھر واپسی مناسب نہین ہے۔ لیکن مین عذر
بھی نہین کرتا کہ شاید وجب نقصان ہو میری اہلیہ نہایت مخیر ہے۔ مین اجازت دیتا ہون کہ
تو محل مین جا کر اس سے مانگ۔ اسکی فیاضی سے دور نہین ہے کہ تجھے دیدے مرید حرم سرا
مین داخل ہوا اور تمام کنیزون اور خادماؤن کو دیکھا لیکن زوجہ شاہ پر اس کی نظر نہ پڑی۔
واپس آکر سلطان سے عرض کیا کہ فقرا کے ساتھ مذاق زیبا نہین ہے کیونکہ حرم محترم کا
محل مین نشان بھی نہ تھا۔ سلطان نے جواب دیا کہ مین نے بزرگون کی خدمت کی ہے اور
کبھی خلاف اصل بات زبان سے نہین نکالی۔ میری زوجہ نہایت پارسا ہے اور اسکی عصمت
کا خاصہ یہ ہے کہ بغیر طہارت کے کوئی اسکو دیکھ نہین سکتا۔ میری طرف سے مذاق کا گمان
نہ کر اور طہارت کر کے جاؤ تو تیری نظر پڑے گی مرید نے خیال کیا کہ مین نے گوبر کھاکر
ہاتھ منہ نہین دہوسے شاید بے طہارتی کی یہی وجہ ہے چنانچہ طہارت کر کے محل مین
قدم رکھا تو دیکھا کہ سلطان کی زوجہ کمال تجمّل کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے ارد گرد
کنیزون کا جمگھٹ ہے زوجہ سلطان نے دور ہی سے مرید کو دیکھا اور کہا کہ تیرے
قدم رنجہ فرمانے کا کیا سبب ہے۔ مرید نے کہا کہ اگر آویزہ گوش عطا ہون تو آپکی
فیاضی سے کچھ بعید نہین ہے فی الفور اس عاصمہ نے آویزون کو نکال کر مرید کو دیدیا اور

کہا کہ لے جا اور جو کچھ خواہش ہو عمل مین لا - لیکن اس لعل کی یہ خاصیت ہے کہ جب اس کا مالک بے طہارت ہوتا ہے تو اس کے پاس سے لعل گم ہو جاتا ہے اور اس کے خواہشمند بکثرت ہین خصوصًا ایک سانپ تچھک نامی نے اسکے حاصل کرنے کی بڑی فکرین کین لیکن میری عصمت کی وجہ سے وہ نہ لے سکا - یہ کہا اور دعائے خیر کے ساتھ اس کو رخصت کر دیا - مرید آویزونکو لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور دعائے خیر دیکر اپنی راہ لگی راستہ مین اسکو ایک جگہ پیشاب کی ضرورت واقع ہوئی اس وقت وہ پس وپیش مین پڑا کہ اگر زمین پر رکھتا ہون تو معلوم نہین کیا ہو اگر پاس ہی رکھتا ہون تو بے طہارتی کی وجہ سے گم ہو جائیگا اطراف وجوانب مین ہر چند تلاش کیا مگر کسی آدمی کا نشان نہ تھا مار تچھک نے یہ خبر پاکر کہ لعل، مرید لئے جا رہا ہے - فورًا ایک زناردار کی شکل مین مرید کے سامنے ظاہر ہوا - مرید نے دیکھتے ہی سوچا کہ قسمت سے یہ زناردار غیب سے پیدا ہو گیا - اب مین لعل کو اسکے سپرد کرونگا اور طہارت سے فارغ ہوکر واپس لونگا - یہ سوچ کر اس زناردار کو بلایا اور کہا کہ اگر امانت مین خیانت نہ کرے ایک چندمنٹ کی ضرورت کی وجہ سے ایک چیز تجھے سپرد کرتا ہون - زناردار نے جواب دیا کہ امانت مین خیانت چورون کا کام ہے جو چیز تو دیگا بیشک بجنسہ تجھے ملیگی - الغرض مرید نادان نے آویزونکو اُسکے سپرد کیا اور رفع حاجت کے لیے بیٹھا - تھوڑی دیر کے بعد فارغ ہوکر دیکھا کہ نہ لعل ہے نہ وہ زناردار معًا خیال گزرا کہ مار تچھک کی یہ کارستانی تھی - مرید بھی باکرامت شخص تھا اس نے اپنے ہاتھ کی لکڑی جو زمین پر ماری تو زمین شق ہو گئی اور خود مار تچھک کے پیچھے روانہ ہوا - آخرکار ایک ایسی جگہ پہنچا جہان کہ سانپون کا انبار لگا ہوا تھا - مرید ان سب کو دیکھ کر نہایت متحیر ہوا کہ دعوے کسپر کرے اور سوال کس سے کرے اسیوقت درگاہ باری تعالی مین اس نے

دعا مانگی کہ تو بے کسون اور درماندون کا دستگیر ہے اپنی کارسازی اور کریمی سے کوئی سبب پیدا کر دے کہ رُکا ہوا کام نکل آئے اور لعل بھی ہاتھ لگ جاے۔ سروش غیب نے آواز دی کہ جس گھوڑے پر تو سوار ہے دم کر۔ بموجب حکم مرید نے دم کیا تو ایک آتش عظیم برپا ہو گئی اور سانپون کے تعاقب مین لگی۔ سانپون کا بادشاہ بہت متوحش ہوا اور سانپون سے کہا کہ یہ آگ کہان سے مشتعل ہو گئی کہ ہمارے تمام گھرونکو جلائے دیتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت مین سے کسی سانپ نے کوئی گناہ عظیم کیا ہے جسکی وجہ سے ہم سب بلاے ناگہانی مین پڑے ہین۔ اور اس نے منادی کی کہ جو مجرم ہو وہ حاضر ہو بادشاہ کا خوف ایسا تھا کہ کسی سانپ کی مجال نہ تھی کہ جو حکم سے سرتابی کر سکتا۔ فوراً مارپھنک حاضر ہو گیا اور اس لعل کا قصہ بیان کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ فی الفور آویزون کو مرید کے سپرد کر دے اور عفو تقصیر کی درخواست کرے۔

پھنک افتان وخیزان مرید کے پاس پہنچا اور آویزون کو حوالہ کر کے معذرت چاہی۔ مرید نے آویزونکو وصول کر کے درگاہ رب العزت مین سجدات شکر ادا کئے اور یہ دعا کی کہ آتش فتنہ فرو ہو جاے اور ایک لمحہ مین پیر کی لڑکی کے پاس پہنچ جاے۔ تیر دعا ہدف اجابت پر جا لگا اور ندا آئی کہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر آنکھہ بند کر لے کہ جب آنکھہ کھولے گا تو اپنے کو صبیہ پیر کے پاس پائیگا۔ مرید گھوڑے پر سوار ہوا اور آنکھہ بند کر لی اور طرفۃ العین مین پیر کے دروازے پر جا پہنچا اور معلوم کیا کہ صبیہ پیر دل مین کہہ رہی ہے کہ آج ساتوان روز ہے اور مرید نے اپنا قرار پورا نہ کیا اور چاہا کہ اس کے حق مین دعاے بد کرے کہ مرید نے آگے بڑھ کر آویزے نذر گذرانے۔ لڑکی نے خوش ہو کر دعاے خیر کی اور مرید وہان سے رخصت ہو کر پیر کی خدمت مین پہنچا اور سارا ماجرا بیان

کیا۔ پیر نے کہا کہ اگر گاے کا گوبر مین سبجھے نہ کھلاتا تو اس قدر قدرت تجھ مین نہ ہوتی کہ سانپون پر فتح حاصل کرسکتا اور ان کے زہر سے محفوظ رہتا۔ وہ گوبر در اصل آب حیات تھا کہ جسکی وجہ سے تو زندہ رہا اور ہلاک نہ ہوا جو خدمت تونے کی اس سے اپنی مراد کو پہنچا اللہ تعالی تجھ کو بخشے اور تیرا کام پورا کرے ٥

ز فیض خدمت پیر خردمند	شود شاگرد فرزانہ برومند

حکایت

ایک زناردار مفلس ہوگیا اور گردش فلک سے تنگ آکر در بدر پھرنے لگا مگر طالع نے یاوری نہ کی۔ کشمکش زمانہ سے لاچار ہوکر چاہا کہ اپنے آپ کو دریا مین ڈالدے جب وہ اس ارادے سے دریا کے کنارے پہنچا تو ایک آواز سنی کہ کیون بے وقوفی سے اپنے کو ہلاک کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ بھوک کی شدت اب برداشت سے باہر ہے اور لڑکون کی بیتابی نہین دیکھ سکتا۔ زناردار کے حالات سنکر دریا رحم جوش پر آیا اور ایک ناقوس طلاطم مین پیدا ہوکر زناردار کے ہاتھ مین آگیا اور اس کے ساتھ ہی دریا کی طرف سے یہ ایما ہوا کہ یہ ناقوس اپنی پرستش گاہ مین رکھ روزانہ اس سے پانچ اشرفیان تجھ کو ملین گی۔ زناردار سجدۂ شکر بجا لایا اور ناقوس لیکر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ مین وہ ایک برہمن کے مکان پر ٹھہر گیا اور صبح کو جب اس نے جانے کا ارادہ کیا تو سوچا کہ اس ناقوس کا امتحان کرنا چاہیئے اور پرستش گاہ مین جاکر اس کو رکھدیا تھوڑی دیر کے بعد پانچ اشرفیان ناقوس سے اسکو حاصل ہوئین برہمن نے دور سے یہ کیفیت دیکھکر نہایت تعجب کیا اور چاہا کہ بہر طور اس ناقوس کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اس نے زناردار سے بمنت و سماجت کہا کہ یہ تیرا گھر ہے۔ مین چاہتا ہون کہ آج کی رات بھر تیری

دعوت کرون۔ زناردار نے جو فیلسوفی زمانہ سے آگاہ تھا اسکی دعوت قبول کر لی اور صاحب خانہ نے نہایت تکلف سے انواع انواع کے کھانے پکوائے۔ اور اُسمین ورق الخیال کی چند پتیان بھی ڈالدین اس غرض سے کہ زناردار جب بیہوش ہو جائے گا تو وہ ناقوس کو چرالیگا زناردار تو اس فکرو خیال ہی مین نہ تھا غافل ہو کر سو گیا اور میزبان نے اپنا ناقوس اسکی جگہ رکھہ کر زناردار کا ناقوس اُٹھالیا۔ صبح کو جب زناردار کی آنکھہ کھلی تو نقلی ناقوس کو اصلی سمجھ کر ساتھ لیا اور بشوق تمام اُٹھا کر اپنے گھر روانہ ہوا۔ جب وہ اپنے گھر آیا تو اُسکے عیال و اطفال جو گرسنہ تھے الحاح وزاری سے شکایت شروع کی زناردار نے سب کی تسلی کی کہ اب سرمایۂ جاودانی میرے ہاتھ لگ گیا ہے اور اسی وقت ناقوس لیکر پرستش گاہ مین آیا اور پوجنے کے بعد چاہا کہ اشرفیان لین لیکن بدقسمتی سے پتھر بھی نہ ملا۔ جب اسکو اشرفی نہ ملی تو وہ مایوس ہو کر پھر دریا کے پاس شکایت کے لئے آیا اور جب اس کے کنارے پہنچ گیا تو باآواز بلند مخاطب کیا کہ کیا مذاق کا یہی موقع تھا مین بیچارہ تو تیرے پاس گدائی کے لئے بھی نہ آیا تھا تو نے از خود یک چیز بخشی اور پھر مجھ کو شرمسار بنایا۔ اسکو تیری بے التفاتی یا اپنی بدقسمتی سے شمار کرون دریا سے آواز آئی کہ تجھ کو مین ایک بڑا یاوہ گو ناقوس عطا کرتا ہون اگر تو اس سے ہزار مانگے تو لاکھہ دے اور لاکھہ کا سوال کرے تو کرور کا جواب دے اور اسی گھر مین جہان مہمان ہوا تھا لے جا، زناردار نہایت شوق کے ساتھ ناقوس کو لیکر سابق میزبان کے گھر پھر پہنچا۔ صاحب نے دیکھ کر سوچا کہ یہ بلا پھر کہان سے آگئی ہے شاید اپنا ناقوس مانگنے آیا ہے مگر زناردار نے طلب ناقوس مین لب نہ کھولا اور رات کو ناقوس یاوہ گو پرستش گاہ مین رکھہ کر مناجات کی کہ مجھ کو ایک ہزار روپیہ دے۔ ناقوس نے جواب دیا کہ ایک لاکھ

بخشونگا۔ زناردار نے پھر کہا کہ ایک لاکھ دے۔ ناقوس نے جواب دیا کہ ایک کرور روپیہ دونگا
صاحب خانہ نے یہ حال دیکھ کر پھر لالچ کی کہ اس ناقوس کو کسی نہ کسی طرح قبضہ مین لانا چاہیے
زناردار سے کہا کہ کل رات تو نے آرام نہین پایا۔ آج بھی میرے گھر مہمان رہ کر کل صبح چلے جانا
اسی تدبیر سے رات کو روکا اور پہلا ناقوس اسکی جگہ رکھ کر یاوہ گو ناقوس کو اٹھا لیا۔ صبح کے
وقت زناردار ناقوس لیکر گھر چلا گیا اور روزانہ پرستش کر کے پانچ پانچ اشرفیان حاصل
کرنے لگا۔ اب اس میزبان کا حال سنئے کہ جب اسنے یاوہ گو ناقوس کا سرقہ کیا تو پرستش
کر کے مناجات کی کہ مجھ کو ہزار روپیہ دے۔ جواب لاکھ کا آیا پھر لاکھ کا سوال کیا تو کرور کا
جواب سنا لیکن بجاے کرور کے ایک ٹھیکری بھی نہ دی۔ جو شخص کہ نقد کو ادھار سے بدلتا
ہے اسکی حالت صاحب خانہ کی سی ہے جس نے کہ اصلی ناقوس کو چھوڑ کر یاوہ گو کو لیا تھا

اے برادر نقد را بر طاق نسیان در منہ	یاوہ گوئی فرع نادانیست اصلش ہیچ نیست

حکایت

ایک امیر کی زوجہ حاملہ تھی اس نے اپنے شوہر سے درخواست کی کہ مجھ کو باپ کے گھر بھجوا دو
تاکہ اپنی مان کی حفاظت مین وضع حمل تک رہون۔ امیر نے جانیکی اجازت دی اور سامان سفر
کر کے زوجہ کشتی کے ذریعہ سے اپنے میکے کی طرف روانہ ہوئی۔ اتفاق سے گردش فلک نے
کشتی کو تباہ کر دیا اور زوجہ ایک تختہ پر بہہ کر کسی ویران جزیرہ مین پہنچی اور وہین وضع حمل ہوا
اس لق و دق صحرا مین کسی آدمی کا نام و نشان نہ تھا شدت گرسنگی سے وہ جان بلب ہو گئی
تھی کہ ایک فقیر مل گیا اور اس نے پوچھا کہ تو کون اور یہان کیون ہے۔ اس عاجزہ نے اپنی
تمام کیفیت باپ کے گھر جانا اور کشتی کا تباہ ہونا اور اپنے شوہر کا نام وغیرہ غرضکہ سب بیان
کیا اور دفعۃً اسی وقت اسکی روح پرواز کر گئی۔ فقیر کو اسکے لڑکے پر رحم آیا اور گود مین لیکر

دریا کے کنارے کنارے روان ہوا کہ دور سے ایک جنگلی ہاتھی نے دیکھا اور حملہ کے لیے آگے بڑھا۔ فقیر کے ہاتھ پاؤن گم ہو گئے اور اس لڑکے کو ہاتھ سے رکھ کر آپ ایک درخت پر چڑھ گیا۔ ہاتھی نے لڑکے کو سونڈ سے اُٹھایا ہی تھا کہ ایک شیر اس کے سر پر پہنچ گیا اور اس کی ہیبت سے خوفزدہ ہو کر ہاتھی فرار ہوا شیر نے بھی اسکا تعاقب کیا اور جب دونون دور نکل گئے تو فقیر درخت سے اُترا اور لڑکے کو لیکر جلد جلد روانہ ہوا حتی کہ ایک شہر مین وارد ہوا۔ لوگون نے اس سے دریافت کیا کہ تو کہان سے آتا ہے اور یہ لڑکا کون ہے۔ فقیر نے کہا کہ یہ لڑکا تباہی زدہ ہے اور مین اسکے جال مین گرفتار ہون چند قطرے دودھ کے لا دو کہ اسکو پلاؤن ایک شخص نے فقیر سے کہا کہ اس لڑکے کو پالکر تو کیا کریگا اس نے جواب دیا کہ اس کے امیر و کبیر باپ کے پاس لیجا کر انعام سے مالا مال ہونگا اس شخص نے پھر کہا کہ یہ احسان کا زمانہ نہین ہے۔ لوگ آج کل کے احسان فراموش ہین چنانچہ ایک حکایت ہے سنو۔

ایک بادشاہ سیر و شکار مین تھا کہ اپنے ہمراہیون سے دُور پڑ گیا اور پانی کی جستجو مین ہر چہار طرف دوڑنے لگا کہ ایک طرف اسکو تالاب نظر آیا۔ کمال تشنگی سے چاہا کہ چلو مین پانی لے دیکھا کہ ایک گھوڑا کھڑا ہوا ہے اور اسکا سوار سو رہا ہے اسکے پاس جا کر جگایا اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور اس جنگل مین کیونکر آگیا اس نے کہا کہ مین فلان ملک کا بادشاہ ہون لشکریون سے دور پڑکر یہان تک آگیا ہون اور تو کون ہے؟ کیون آیا؟ اس نے بھی اپنا حال بیان کیا اور دونون بادشاہون نے اسی جگہ شب باشی کی اور باہم دوستانہ عہد و پیمان کیا کہ اگر اس جنگل سے ہم رہا ہو جائینگے اور جب ایک دوسرے کے اولاد ہوگی تو باہم نسبت قرار پاسے گی۔ اسی ضمن مین دونون طرف کے لشکر آگئے اور اپنے ملک کو دونون

روانہ ہوئے۔ چند مدت کے بعد بعنایت الٰہی دونون سلطان کے یہان دو لڑکیان پیدا ہوئین۔ مگر پہلے بادشاہ نے اپنی لڑکی کو لڑکا مشہور کیا اور چونکہ دونون مین عہد و پیمان تھا اس سبب سے رسل و رسائل سے طے پایا کہ پہلا سلطان دوسرے کے ملک مین آکر اپنے بیٹے کی شادی کرے۔ سلطان نے اپنی بیٹی کو مردانہ لباس پہنا کر بڑی شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوا لڑکی بہت ہی پریشان تھی کہ شادی کے بعد کیا کرونگی روز بروز اسی غم مین گھلتی جاتی تھی اور اس کا رنگ کہربائی اڑتا جاتا تھا رات دن وہ مناجات کرتی تھی۔ کہ مجھ کو آلہ تناسل عطا ہو جاسے۔ اسی حالت مین جبراً و قہراً باپ کے ساتھ روانہ ہوئی۔ ایکدن ایک جگہ درختون کے درمیان مقام کیا لڑکی نے گریہ و زاری سے پھر مناجات کی۔ ایک دیو درخت پر تھا اسکو اسکے حال پر بہت رحم آیا اور اس سے کہا کہ مین تجھ کو آلہ تناسل دیتا ہون بشرطیکہ انصرام کار کے بعد واپس دینا۔ لڑکی نے بکمال منت قبول کیا اور اسکی حالت دگرگون ہوگئی سلطان نے بھی اسکا حال دریافت کرکے شادیانہ بجوایا اور سلطان کے ملک مین پہنچکر بڑے دھوم دھام سے شادی کی اور فراغت پاکر اپنے ملک کو مراجعت کی۔ لڑکی نے جب تازہ لذت پائی تو اس نے ایفاء وعدہ کا خیال ترک کیا۔ الغرض اس زمانہ مین لوگ احسان فراموش ہین تو چاہتا ہے کہ لڑکے کو امیر کے پاس لیجائے اور تمتع حاصل کرے لیکن دیکھنا چاہیے کہ کیا ظہور پذیر ہوتا ہے۔

فقیر نے جواب مین کہا کہ مجھے بھی ایک حکایت یاد ہے۔ ایک مفلس نہایت نیک سرشت تھا اس نے براہ خدا ایک تالاب بنوانا چاہا۔ لیکن وہ کوئی وجہ معاش نہ رکھتا تھا۔ حیران ہوکر ایک ساہوکار کے پاس گیا اور کہا کہ برائے خدا مین تجھ سے ایک سال

کرتا ہون اسکو رد نہ کرنا تاکہ مقبول بارگاہ ہو اور جسقدر روپیہ مین تجھسے لونگا واپس دونگا - ساہوکار بھی خداترس تھا اس نے خدا کا نام سنکر فقیر کا سوال رد نہ کیا اور جسقدر رقم اس نے مانگی تھی سب بے کم وکاست دیدی مفلس نے تمام رقم تالاب مین لگا دیا - ایک دن وہ تالاب کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ ساہوکار کا اُدھر گزر ہوا اور اس نے فقیر سے کہا کہ اب تو مجھے روپیہ واپس دیتا ہی یا اس تالاب کا ثواب مفلس نے جواب دیا کہ مین ثواب نہ دیسکتا ہون اور نہ اُسکے دینے کی قدرت رکھتا ہون - ساہوکار کو بہت تعجب ہوا کہ یہ عجب شخص ہے جو نہ روپیہ ہی دیتا ہے نہ ثواب ہی بخشتا ہے - اسی اثنا مین ایک نوجوان گاے کمال تشنگی کی حالت مین اس تالاب پر آئی اور پانی پیکر سیراب ہوئی - اسی وقت آسمان سے ندا آئی کہ گاے کا ایک گھونٹ کرور روپیہ کی بخشایش کے مساوی ہے اور ساہو و مفلس کے عفو جرایم ہوے چنانچہ مثل ہے کہ " نکوئی کن و در آب انداز "

الغرض فقیر لڑکے کو لیکر رنج وتعب اٹھاتا ہوا منزل مقصود پر جا پہنچا جہان کہ امیر کا دولتخانہ تھا امیر نے پوچھا تو کون ہے ؟ اور کہان سے آتا ہے - فقیر نے جواب دیا کہ سیاح ہون اور یہ تیرا لڑکا ہے جو تباہی سے بچ گیا ہے امیر نے لڑکے کو فقیر سے لے لیا اور پھر تجاہل عارفانہ کیا کہ نہ مین تجھکو پہچانتا اور نہ اس لڑکے کو جانتا ہون مثل مشہور ہے -

" جہان دیدہ بسیار گوید دروغ "

فقیر نے جواب دیا کہ مین نیک طینت ہون اور بدون سے بدی پہنچتی ہے مگر نیکون کا کام نیکی ہی ہوتا ہے ؎

ورنہ این معنی بری از انتقام خویش نیست		طلعت بر احسان فراموشان تر نیکان سست بس

حکایت

ایک درویش ایک اعجوبہ شہر مین وارد ہوا۔ اس کا نام ہی سنکر وہ حیرت زدہ ہوا اور بیرون شہر قیام کرکے ایک مرید کو شہر مین خوراک خریدنے کیلیے روانہ کیا مرید جب اندر داخل ہوا تو ایک عجیب شور و غوغا دیکھا کہ ایک دہقان کی حاملہ عورت نے ایک دہوبی کے گدہے کے پانون پکڑی ماری جو اس کے کھیتون مین پھر رہا تھا۔ ضرب چوب سے گدہا لنگڑا ہو گیا اور اسکا پانون عورت کے پیٹ پر پڑ گیا جسکی وجہ سے اسقاط حمل ہو گیا۔ دہقان نے بادشاہ سے فریاد کی اور سلطان نے حکم دیا کہ دہوبی کا گدہا دہقان کے سپرد کرے کہ اسکا پانون اچھا کردے اور عورت دھوبی کو دیجائے کہ صحبت کرکے اسکو حاملہ کرے۔ مرید اس انصاف کو سنکر ہنسنے لگا اسپر ملازمین سلطانی نے اسکو گرفتار کر لیا اور قید خانہ مین بھجوا دیا۔

درویش باہر مرید کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ جب اس کو دیر ہوئی تو دوسرے مرید کو شہر بھیجا۔ جب وہ اندر داخل ہو گیا تو دیکھا کہ ایک عورت مرد سے لڑ رہی ہے کہ رات کی صحبت کی اجرت ہزار روپیہ مجھ کو دے۔ یہ لڑائی طول کھینچی اور استغاثہ سلطان کے پاس پہنچا سلطان نے حقیقت حال دریافت کی۔ مرد نے بیان کیا کہ رات کو مین نے خواب دیکھا کہ اس عورت کے ساتھ صحبت کی ہے آج مین مذاق سے اس سے بیان کر رہا تھا کہ وہ گریبان گیر ہو گئی اور مبلغ ایک ہزار روپیہ کا دعوی کرنے لگی۔ سلطان نے حکم دیا کہ چہارم حصہ سرکار کا حق ہے پہلے اسکو ادا کر اس کے بعد عورت کا حق دے۔ یہ حکم سنکر یہ دوسرا مرید بھی ہنسنے لگا اور ملازمون نے اسکو بھی گرفتار کرکے قید خانہ بھجوا دیا۔ اب درویش کو مریدون کے نہ آنے سے بڑی فکر پیدا ہوئی اور شہر مین جاکر حال دریافت کیا تو اُن کو قید خانہ مین پایا درویش عقلمند تھا بادشاہ کے روبرو جاکر جیب مین سے لکھوتی کہ مین نے

آپکا مثل عدل وانصاف مین نہین دیکھا تمام دنیا کا چکر لگایا۔ ہر جگہ تیرے عدل کا چرچا
اور ہر ایک کی زبان پر تیرا نام ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب معاملہ ہوا کہ دونون وارد شخص
محض ہنسنے کی وجہ سے قید کئے گیے حالانکہ یہ اس قابل تھے کہ ان کو شہر سے اخراج
کردیا جاوے اور شہر مین اُن کا منہ کوئی نہ دیکھے سلطان ستایش پسند نے دونوں کو خارج البلد
کردیا درویش لرزان ترسان وہان سے بھاگا اور شکر بجالا کر یہ شعر پڑھا ؎

بترس از حاکم عادل کہ عدلش این چنین باشد		بجاے خر دہاند زوجہ دہقان گا زر را

حکایت

ایک امیر کے پاس ایک طوطی تھا جو نہایت شیرین کلام اور خوش آواز تھا ایک دن امیر
نے طوطی سے پوچھا کہ تو جنگل کی چڑیا ہے درختون کے خواص اگر جانتی ہے تو بیان کر
طوطی نے جواب دیا کہ مین درختون کے خواص تو نہین جانتی البتہ یہ معلوم ہے کہ تین لعل
بدخشانی جن میں سے ہر ایک ۱۲ مثقال وزن کا ہے میرے پیٹ مین ہے۔ مگر ہواے مخالف
کے اختباس کی وجہ سے کچھ گھل گئے ہین۔ اگر جنگل کی ہوا ملے تو پھر تازہ ہو جائین اور
دو باتین یاد ہین۔ اداے حق کے لیے حکم ہو تو گوشگزار کرون۔ امیر نے پوچھا وہ کیا
دو باتین ہین۔ اس نے عرض کیا کہ (۱) جو چیز قیاس مین نہ آوے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے
(۲) جو چیز ہاتھ سے نکل جاوے اس پر افسوس نہ کرنا چاہیئے۔ امیر کو طوطی کا کلام پسند آیا
لعل کے لالچ مین اسکو رہا کردیا۔ طوطی نے جان تازہ پائی بال کھول کر ایک درخت پر اڑ گیا
امیر نے کہا اب تو تازہ ہوا مجھکو لعل کے دینے کا وعدہ پورا کر۔ طوطی نے جواب دیا کہ
تو نے میری پہلی بات بھلا دی کہ جو قیاس مین نہ آوے اس پر اعتماد نہ کرے۔ مین کہ خود ۱۲
مثقال کا وزن نہین رکھتا تین لعل بارہ مثقال کے کہان سے لاؤنگا۔ امیر نے اظہار تاسف کیا

کہ طوطی نے مجھ کو رہا کر دیا۔ یہ سنکر طوطی نے پھر آواز دی کہ تو نے میری دوسری نصیحت بھی بھلا دی کہ گزری ہوئی چیز پر افسوس نہ کرنا چاہیے۔ یہ کہہ کر طوطی فضا سے ہوا میں اڑ گیا

چیزے کہ قیاس را نشاید
تحقیق باعتماد ناید

حکایت

ایک سوداگر کا لڑکا نہایت متکبر اور عقل سے خالی تھا۔ باپ نے ہر چند اُسکو درست کرنا چاہا مگر وہ راہ پر نہ آیا آخر اس نے سوچا کہ لڑکے کو شادی کی زنجیر مین جکڑ دے لڑکے نے گستاخی سے جواب دیا کہ جو عورت روز میرے ہاتھ سے پانچ ضرب لکڑی کی کھاکر برداشت کرے اس سے مین شادی کرونگا۔ باپ نے بہت تلاش کیا مگر کسی نے اس شرط کو قبول نہ کیا آخر کار ایک عقلمند عورت نے یہ شرط سنکر شادی قبول کی تاجر نے دہوم دہام سے شادی کی اور لڑکی کو اپنے گھر لایا۔ اوّل شب جبکہ تاجر زادہ نے پانچ لکڑی مارنی چاہی کہ عورت نے نصیحت کی کہ مین تو تیری ملک ہون۔ یہان سے کہان جاؤن گی۔ جب چاہنا مارنا۔ اس وقت مہمان تیرے اس سلوک سے ناخوش ہوکر کدر واپس ہونگے۔ یہ کام کل کے لیے چھوڑ دے۔ الغرض جب صبح ہوئی تو عورت نے پھر نصیحت شروع کی کہ ابھی منہ سے دودھ کی بو آتی ہے آخر یہ نخوت کس بات پر ہے۔ باپ کا مال کھاتا ہے اور زندگانی سے بے خبر ہے۔ جب تو خود اپنے قوت بازو سے پیدا کرتا اس وقت مارنا جائز ہے تاجر زادہ کو عورت کی نصیحت کارگر ہوگئی اور اپنے باپ سے سفر کی اجازت مانگی باپ نے الفت پدری سے ممانعت کی مگر مجبور ہوکر طوعًا و کرہًا اجازت دینا پڑی الغرض تاجر زدہ روانہ ہوا اور جب ایک دریا کے کنارے

پہنچا تو عجب تماشا دیکھا کہ چند پتھر پانی پر تیر رہے ہین۔ یہ عجیب و غریب تماشا دیکھ کر اس نے اپنے ملازمون سے کہا کہ اس پتھر کو اٹھا لو یہ عجیب و غریب تحفہ اپنے ملک مین لے جائین گے الغرض اس پتھر کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور ایک شہر مین پہنچا یہان کی حاکم کی لڑکی نے اعلان دیا تھا کہ جو شخص دنیا کی عجیب و غریب چیز میرے ملاحظہ مین پیش کریگا اسکو نکاح مین قبول کرونگی۔ اور اگر ادعا سے خلاف کریگا تو قید کیا جائیگا۔ تاجرزادہ ناتجربہ کار تھا اپنے پتھرون کو عجیب و غریب چیز سمجھ کر حاکم کی لڑکی کو پیام نکاح دیا اور شرط کی بجا آوری کے لیے وہی پتھر حاکم اور اس کے وزیر وغیرہ کی موجودگی مین تالاب کے پانی پر تیرنے کے لیے ڈالا مگر بدقسمتی سے وہ پتھر پانی مین ڈوب گئے اور تاجرزادہ شکست کھا گیا اور حسب معاہدہ قید کر دیا گیا۔

ایک مدت کے بعد اس کی عورت نے اپنے خسر سے اجازت لیکر اپنے شوہر کی تلاش مین دربدر پھرنے کا ارادہ کیا وہ لڑکی کشتی پر سوار ہوئی اور مناجات کی کہ مجھ کو ساحل بلا سے نجات ملے۔ الغرض وہ اسی شہر مین وارد ہوئی جہان اس کا شوہر قید تھا۔ اور اس نے تمام حالات معلوم کر لیے اور چند بندرون کو پال کر ناچنے اور گانے کی تعلیم دی جب وہ پختہ ہو گئے تو اس نے مرد کا بھیس بدل کر حاکم کی لڑکی کو نکاح کا پیغام دیا۔ حاکم نے جب بندرون کے اس رقص و سرود کو دیکھا تو اس کو عجائبات زمانہ سے قرار دیا اور لڑکی کی شادی اس سے کر دی۔ عورت نے تمام قیدیون کو رہا کرا دیا۔ اور اپنے شوہر کو غلام بنا کر اپنے ساتھ رکھا۔

الغرض شادی کے تمام رسومات پورے ہو چکنے کے بعد مع شوہر اور لڑکی

کے لپنے گھر پہنچی۔ غلام یعنی شوہر کو آزاد کیا اور نئی دلہن۔ تمام مال و متاع اس کے سپرد کرکے کہا کہ اب لکڑی سے مجھے تو مارکہ میں اسکی مستحق ہون۔ مگر تاجر زادہ کا دود نخوت تکبر سے ہوا کی طرح اڑگیا تھا ؎

تکبر کند ہر کہ شد بے ہنر
تا آتش ندامت بود سربسر

تمّت

تنقیح
۱۹۵۸ء